جناب حاجی زین بیک بهادر مؤلف



۱۳۱۷ ف

غرائب الجمل

ھذا کتاب محکم فی حقائق الفن الاکمل

(۱۸۲۹ نو روز)

یہ کارآمد کتاب دو ابواب پر شامل ہے (۱۳۱۴ بنگلہ) پہلا باب متضمن

باصول فن و قوانین اہل جمل (۱۹۶۴ سمت) دوسرا باب

منقسم بر اقسام و دقائق عمل (۱۳۲۵ ہجری)

لشمس العلماء احمد عبد العزیز النواب عزیز جنگ بہادر

قد طبع باہتمام عزیز فی عزیز المطابع

حیدرآباد

۱۳۳۷ محرم

اِعزاز ڈیڈیکیشن

ہماری اس تالیف کو یہہ اعزاز مایۂ افتخار و ناز ہے
کہ حضرت آقای ولی نعمت ۔ قدر قدرت ۔ قوی شوکت
اعلیٰ حضرت حضور پر نور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی
آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر
فتح جنگ جی ۔ سی ۔ یس ۔ ائی ۔ جی ۔ سی ۔ بی
فرمانروا ے سلطنت آصفیہ حیدر آباد دکن صانہ اللہ
عن الشرور والفتن نے کمال شفقت اور مہربانی
سے اجازت عطا فرمائی کہ ہم اِس کتاب کو
حضرت کے نام نامی سے معنون کریں ادام اللہ اقبالہم واجلالہم ابداً ابدا

(نمک پروردہ دولت فدوی عزیز جنگ مؤلف)

فہرست مضامین کتاب غرائب الجمل

دوسرا باب عمل یعنی فروع جمل کے متعلق

پہلی فصل تاریخ کے متعلق

[illegible]	[illegible] (5)	[illegible]
[illegible]	[illegible] (4)	[illegible]
=	[illegible] (3)	[illegible]
[illegible]	[illegible] (1)	[illegible]
[illegible]	[illegible]	1
[illegible]	[illegible]	
	[illegible]	
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	1
[illegible]	[illegible]	=
	[illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=
[illegible]	= [illegible]	=

[illegible] [illegible] [illegible]

غرائب العمل

۱۳۱۷ ف

هذا کتاب محکم فی حقائق الفن الاکمل

(۱۸۲۹ نو روز)

یہ کار آمد کتاب دو ابواب پر شامل ہے (۱۳۱۴ بنگلہ) پہلا باب متضمن باصول فن و قوانین اہل جل (۱۹۶۴ سمت) دوسرا باب منقسم باقسام و دقائق عمل (۱۳۲۵ ہجری)

للشمس العلماء احمد عبد العزیز النواب عزیز جنگ بہادر

قد طبع باہتمام عزیز فی عزیز المطابع

حیدرآباد

۱۳۳۷ محمدی

ابتدئ الکلام

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

۱۳۲۵ ہجری

جُمَلُ الحَمدِ لِلّٰہِ النَّبِیلِ وَاضِعِ الجُمَلِ - تَعَالیٰ شَانُہٗ

۱۳۲۵ ہجری

وَجَلِیلُ بُرهَانُہٗ عَزَّ وَجَلَّ - وَالصَّلٰوۃُ دَائِمًا عَلیٰ

۱۳ ۱۷

۱۳ ۲۵ ہجری

النَّبِیِّ سَیِّدِ المُرسَلِینَ - وَعَلیٰ اٰلِہِ العَوَالِی وَ

۱۳ ۱۷

فصلی

خُلَفَائِہٖ وَصَحبِہٖ اَجمَعِینَ - وَشُکرًا لِوَلِیِّ النِّعمَۃِ

۱۳ ۳۶

فصلی

العُلیَا - الَّذِی اَعطَی المُؤَلِّفَ نَوَالًا اَحسَنَ العَطَا

محمدی محمدی

۱۳ ۳۶

محمدی

إِنَّ حُكْمَهُ يَطْرَحُ الْعَدُوَّ كَالْجُمَلِ الْأَصْغَرِ وَيَرْفَعُ
۱۹۰۸ عیسوی
مَرَاتِبَ الْوَافِي وَالْمَدَارِجَ كَالْبَسْطِ وَالْجُمَلِ الْأَكْبَرِ
۱۹۰۸ عیسوی
ذَاتُهُ مِصْبَاحٌ وَمُشَرَّفٌ وَوَسِيطٌ - وَسِمَاطُهُ
۱۹۶۴ سمت
الْمَرْضِيُّ بِأَلْوَانِ النِّعْمَةِ بَسِيطٌ - نِظَامُ مُلْكِهِ أَشْرَفُ
۱۹۶۴ سمت ۱۸۲۹
وَقَوِيمٌ - فَوَقَعَ خِطَابُهُ عَدِيمُ الْبَدَلِ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ
نوروز ۱۸۲۹ نوروز
ضَاعَفَ اللّٰهُ قِوَامَهُ وَإِقْبَالَهُ - وَمَدَّ ظِلَالَهُ
۱۳۱۴ بنگلہ ۱۳۱۴
وَكَبَّرَ إِجْلَالَهُ - بِإِحْسَانِهِ الْمُجَدَّدِ وَفَضْلِهِ
بنگلہ ۱۳۱۵
الْقَدِيمِ - وَبِحُرْمَةِ سُلْطَانِ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيِّنَا
فصلی ہند ۱۳۱۵
الْكَرِيمِ -
فصلی ہند

صاحب معدن الجواہر کی اگر حیات مستعار وفا کرتی اور یہ رسالہ کامل ہوجاتا اور اشاعت کے درجہ مین آجاتا تو بے شک اس کا مرتبہ ماقبل الذکر رسائل سے فائق ہوتا افسوس ہے کہ یہ کتاب ادھوری رہ گئی۔ اس ادھورے حصہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مولانا نے اصول فن جمل کی تحقیق مین بڑی ہی جانکاہی کی ہے بعض دوستون نے ہم سے کہا کہ ہم اس کتاب کو کامل کردین اگرچہ یہ بات آسان تھی لیکن اس وجہ سے ہم نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ طرز ترتیب اور طرز بیان مین ہر ایک مؤلف کا مذاق جدا ہوا کرتا ہے۔ مسائل مختلفہ جمل مین لائق مؤلف کی رائے سے اکثر مقامات پر ہمکو اختلاف ہے۔ نیز آپ نے اس کا آغاز زبان فارسی مین فرمایا ہے ہمکو اس کی تکمیل کے بعد اس کا ترجمہ بھی اردو زبان مین کرنا پڑتا ورنہ ہندوستان کو اس سے چندان فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ انہین تمام وجوہ سے ہم نے یہی مناسب خیال کیا کہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا قائم کرین اور لائق مؤلفین کے آراء سے استناد اور اپنی رای کا بھی اظہار کرین

ہم نے جہان تک ان کتابون کی سیر کی افسوس ہے یہ نتیجہ حاصل کیا کہ لائق مؤلفین نے ان کتابون کے اکثر حصہ مین اجمال بیان سے زیادہ کام لیا ہے اور تعریفات مین تاریخی نظائر کی پابندی بہت کم کی ہے۔ اور جس تاریخ مین بھی انتخاب اور اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ اختلاف مذاہب مین فریقین کے دلائل کے ساتھ اپنی قطعی رائے کے اظہار مین احتیاط کی ہے۔ ترقیم سے بالکل قطع نظر فرمائی ہے جو جمل کا ایک شعبہ ہے۔ اور ہر ایک بیان مین اماما ن جمل اور محققین سلف کے اقوال سے بہت کم استناد فرمایا ہے۔

یہی تمام وجوہ ہین جن کے لحاظ سے ہم نے اس کتاب مستقل کی تالیف کی ضرورت

خیال کی اور اس مہتم بالشان کام کا بیڑا اوٹھایا۔ ہم بخوبی واقف ہین کہ ہندوستان کی
موجودہ حالت اور اس فن کے ساتھ اس کی دلچسپی اس درجہ مین نہین ہے کہ پبلک
اس کتاب کی قدر کرے اور مصنف کو اس کی محنت کا صلہ یا کم سے کم مصارف طبع سے
جلد سبکدوش ہونے کا موقع دے۔ لیکن ہم نے اس خیال سے اپنی ہمت کو پست
ہونے نہ دیا کہ ہماری محنت کا قدردان ہمارا آقائے نعمت ہے۔
ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے فرمان روا کے سایۂ عاطفت مین فارغ البال
اور وظیفۂ حسن خدمت سے خوشحال ہین جس کی تمامتر توجہ اشاعت علوم و فنون کی جانب
مبذول ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس کی ذات ستودہ صفات ہی کا صدقہ ہے کہ مصنفین و
مؤلفین اس درجہ مین آ چکے ہین کہ اپنی معیشت سے بے فکر ہو کر علمی خدمات کے ذریعہ
سے پبلک کو فائدہ پہونچاوین اور ذخیرۂ علوم کی تکمیل کرین۔
ہم نے اس کتاب کو **غرائب الجمل** سے موسوم کیا ہے۔
یہ کتاب دو باب اور ایک خاتمہ پر شامل ہے۔ اور ہر ایک باب مین دو فصل ہین۔
باب اوّل۔ علم یعنی اصول فن جمل سے متعلق ہے جس کی پہلی فصل مین امرا
ابتدائی کا بیان ہے۔ یعنی (۱) جمل کی تعریف (۲) فن جمل کی تاریخ۔
(۳) غایت جمل کا بیان۔
اور دوسری فصل متعلق بموضوع جمل ہے جس مین (۱) حروف و اعداد جمل۔
(۲) الفاظ جمل کی کیفیت (۳) اختلافات مذاہب جمل (۴) اقسام جمل۔
(۵) قواعد و ضوابط جمل بیان ہوئے ہین۔
باب دوم۔ عمل یعنی فروع جمل سے متعلق ہے جسکی پہلی فصل تاریخ سے مخصوص

ہے یعنی (۱) تاریخ کی تعریف (۲) تاریخ کے اقسام (۳) تاریخ کے محاسن۔
(۴) صنائع و بدائع تاریخ۔ اس مین ۲۹ صنعتون کا مفصّل بیان ہے اور صرف
اونتیسوین صنعت کے ۲۸ اقسام بیان ہوے ہین۔ ہر ایک صنعت کی تعریف کے ساتھ
تاریخی تمثیل پیش ہوئی ہے اور پہر ہر ایک مثال کو صنعت متعلقہ کے ساتھ مطابق کرکے
دکہلایا گیا ہے اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اس صنعت کے
متعلق تاریخی واقعات بہی بیان ہون۔

اور دوسری فصل ترقیم سے مخصوص ہے جس مین عرب اور عجم کے طریقۂ عمل کا
بیان اور سنسکرت کے طریقۂ ترقیم کی صراحت ہے۔

خاتمہ کو بہی دو حصص پر شامل رکہا ہے۔ حصۂ اول مین سنین مختلفہ کی تاریخ
اور حقیقت کا بیان ہے۔ یعنی سنۂ آدمی۔ سنۂ ابراہیمی۔ سنۂ
داؤدی۔ سنۂ موسوی۔ سنۂ عیسوی۔ سنۂ محمدی۔ سنۂ ہجری
سنۂ مہدوی۔ سنۂ ترکی۔ سنۂ فصلی۔ سنۂ آلہی۔ سنۂ
جلالی۔ سنۂ بنگلہ۔ سنۂ فارسی و یزدجردی۔ سنۂ ساکا و سمت
سنۂ رومی۔ و سنۂ نوروز۔

دوسرے حصہ مین متاخرین و متقدمین و معاصرین کے تاریخی کلام کو ہدیۂ
ناظرین کیا ہے اور نوعیت ہاے مختلفہ کو جدا جدا عنوان کے ساتھ دکہلایا ہے
جیسے قصائد نعتیہ تاریخی۔ تواریخ ولادت۔ تواریخ بسم اللہ خوانی۔ تواریخ
تقریب ختان۔ تواریخ شادی کدخدائی۔ تواریخ سالگرہ و جوبلی۔ تواریخ غسل
صحت۔ تواریخ جلوس و فرمان روائی۔ تواریخ فتوح۔ تواریخ وزارت۔

یا معجمۂ مصرع اوّل و مہملۂ مصرع ثانی کے اعداد مکمّلہ سے بصنعت عامۃ الورود تاریخ طبع کتاب حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ ان اعداد کو ۳۰ پر ضرب دیں اور حاصل ضرب پر ۲۱ بڑھادیں اور مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کریں اور کسرات باقیماندہ کو ۲۲ پر ضرب دیں

من در شب زلف تو ندیدم خط لب را　　تا شمع رخت شانه نزد کاکل شب را
گر آبلۂ پا بشکست آب سفر کرد　　جو پای تو پروانه کند پیچ و تعب را
هر تشنه که جویای خمار نگهت هست　　از جوهر تیغ تو خورد آب عنب را
تیغ نگهت در حرم خاطر عشّاق　　دیدیم که بر طاق نهد پاس ادب را
تشبیب تو تطویل سخن را نه پسندد　　پیچد بخم کاکل پر پیچ سبب را
(گریز)
هشدار که چشم شه خوبان نگران است　　جور تو بفریاد برد شکوه بلب را
محبوب بنام است و لقب آصف دوران　　ترجیح بنامش بود حسن لقب را
صیت لقبش گوش بدل دارد و نامش　　در گوشۂ دل جلوه دهد قدرت رب را
شاهی که گرانباری لطفش بتقابل　　پیوسته بیک پلّه نشاند جد و اب را
ای خسرو اقلیم دکن آصف ذیجاه　　ذات تو شرف داد حسب را و نسب را
محبوب ید اللهی و زین وجه گه جنگ　　بر فتح تو نازست شجیعان عرب را
بر مصحف روی تو عیان آتش و آب است　　سیمای تو تفسیر کند حلم و غضب را
از شربت ذوق سخن آن لب جان بخش　　بیمار تو پروانه کند حالت تب را
تا آینه را کرد رخت پشت بدیوار　　آئینۂ روی تو کشد عکس عجب را
صنعت بحقیقت نشو و نمّ مقابل　　رخسار تو جوهر شکند صنع حلب را

نمبر	حرف	نام کتاب	مصنف
۵	الف	الواح الجواہر	حکیم افلاطون
۶	ت	تاج العروس من جواہر القاموس	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
۷	"	تاریخ	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۸	"	تفسیر درّ منثور	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۹	ج	جفر جامع	لاازری
۱۰	"	جواہر خمسہ	محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	ح	حاشیہ تحفۃ المنہاج	شروانی
۱۲	"	حاشیہ تفسیر بیضاوی	حافظ اسمعیل قنوی
۱۳	"	ایضاً	عبدالحکیم سیالکوٹی
۱۴	خ	خزانہ عامرہ	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۵	ر	رسائل عبدالجلیل	میر عبدالجلیل بلگرامی
۱۶	س	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان	میر غلام علی آزاد بلگرامی۔
۱۷	"	سیرۃ	ابو محمد عبدالملک بن ہشام
۱۸	"	ایضاً	امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	ش	شرح الورد السحری	بکری
۲۰	"	شرح جواہر خمسہ	شنّاوی
۲۱	"	شمس المعارف	شیخ احمد بونی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	"	شواہد الافکار	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	ص	صراح من الصحاح	ابوالفضل محمد بن عمرو بن خالد

۲۴	ع	عقد الجواہر	شلی باعلوی
۲۵	غ	غزلان الہند	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۲۶	؍	غیاث اللغات	مولوی غیاث الدین رامپوری
۲۷	ف	فتح الجواد بشرح الارشاد	ابن حجر مکی
۲۸	؍	فرہنگ رشیدی	رشید تتوی
۲۹	ق	قاموس المحیط	مجدالدین محمد فیروزآبادی شیرازی
۳۰	؍	قوانین دستگیری	مولوی غلام دستگیر مدراسی
۳۱	ک	کتاب المداخل	لاادری
۳۲	؍	کلمات الشعرا	سرخوش
۳۳	؍	کلیات داغ	نواب فصیح الملک داغ دہلوی
۳۴	؍	کلیات قدر	میر غلام حسین قدر بلگرامی
۳۵	م	محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر	علی دده
۳۶	؍	معدن الجواہر	مولوی نجم الدین حسن افضل مدراسی
۳۷	؍	مغنی المحتاج بشرح المنہاج	خطیب شربینی
۳۸	؍	مفتاح الاستخراج در جفر	لاادری
۳۹	؍	ملخص تسلیم	منشی انوار حسین سہسوانی
۴۰	؍	منتخب اللغات شاہجہانی	میر عبدالرشید تتوی
۴۱	؍	مؤید الفضلا	مولوی محمد لاد
۴۲	ن	نتائج الافکار	قدرت علیخان گوپاموی

۴۳	ن	نقش خاطر در تکسیر	لا ادری
۴۴	۵	حاشیہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون	نصیر ہورینی
۴۵	ر	ہفت قلزم	مولوی قبول محمد

معزز ناظرین غالباً اِن کتابون کے نامون کو پڑہ کر متعجب ہون گے کہ باستثنائے ایک دو رسائل کے باقی کل کتابون کو فن جمل سے کیا تعلق ہے لیکن بات وہی ہے جس کو ہمنے وجہ تالیف مین عرض کر دیا ہے کہ فاضل مصنفین اور مؤلفین نے ضمناً کہین کہین اس فن کے کلیات یا جزئیات کا خال خال تذکرہ اپنی بیش بہا تصانیف مین کر دیا ہے جس سے ہمنے اپنا مطلب حاصل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمکو رسالہ میزان التاریخ نہین ملا جس کا تذکرہ جناب مرزا اوج لکہنوی نے اپنی تالیف ارمغان مین فرمایا ہے وہ ہمسے بالمشافہ فرماتے تہے کہ میزان التاریخ عربی زبان مین ایک قلمی رسالہ تہا جو پچاس ساٹہ صفحات پر شامل تہا جس کو آپ کے والد ماجد مرزا دبیر مغفور کے زمانہ حیات مین اون کے کسی دوست نے مستعار دیا تہا اور آج اوس کا پتہ نہین چلتا اگرچہ اس کا ذکر ہمنے اس کتاب مین کیا ہے لیکن اس کا نام ہمنے اس فہرست مین اس لئے لکہنا مناسب نہ جانا کہ وہ ہماری نظر سے نہین گزرا۔ باقی رسائل مندرجہ فہرست بالا سے بعض تو ہمارے کتاب خانہ مین موجود ہین اور اکثر ہمارے اوستاد مغفور مولوی نجم الدین حسن مدراسی کے کتب خانہ مین اللہم اغفرہ

باب اول متعلق باصول جمل

فصل اول متعلق بمراتب ابتدائی

(۱) جمل کی تعریف

جُمَّل یا جُمَل بضم جیم وتشدید میم مفتوح یا بدون تشدید بفتح میم۔ زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی۔ حروف تہجی کو اعداد کے مقابلہ مین قائم کرنے کے ہین۔ جیسے الف مساوی قرار دیا جاوے ایک کا۔ یا بے کو مساوی قرار دیا جاوے دو کا۔

صاحب فرہنگ آصفیہ نے جیم اور میم دونون کو مضموم لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جُمُّل سے حروف ابجد کے اعداد کا حساب مراد ہے۔ منشی انوار حسین سہسوانی نے بھی اپنی تالیف ملخص تسلیم مین بضم جیم تازی و میم مضموم مشدد و نیز بہ تخفیف لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ جُمُّل حساب اعداد ابجد کو کہتے ہین۔ صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ جمل بضم جیم وتشدید میم مفتوح بمعنی حساب اعداد حروف ابجد و بالمعنی بہ تخفیف میم نیز آمدہ منتخب اللغات شاہجہانی مین مذکور ہے کہ جمل بضم جیم وفتح میم جملہا و بہ تشدید میم حساب ابجد و بہ تخفیف نیز آمدہ چنانکہ مشہور است۔ وبقول منتہی الارب فی لغات العرب الجُمَّل کسکّر و قد یخفّف حساب ابجد ست۔ اور صاحب قاموس کا بھی یہی قول ہے لیکن اوس کی شرح تاج العروس من جواہر القاموس مین کسیقدر صراحت کے ساتھ اس کا بیان ہے الحاصل لفظ جمل کے اعراب مین اتفاق اسی پر ہے کہ میم مفتوح ہے خواہ مشدد ہو یا غیر مشدد۔ صاحب فرہنگ آصفیہ۔ اور ملخص تسلیم نے غالباً صحت اعراب پر کم التفات فرمایا ہے۔

(۲) فن جمل کی تاریخ

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ فن جمل عربون کے اسلام سے پیشتر بھی

مستعمل تہا جیسا کہ ایک حدیث شریف سے اس کا پتا چلتا ہے یعنی امام محمد بن اسحق المطلبی المعروف با بن اسحق نے کتاب سیرۃ مین آور امام محمد بن اسمٰعیل البخاری نے کتاب التاریخ مین آور شیخ ابو محمد عبد الملک بن ہشام الحمیری نے کتاب سیرۃ مین اور نیز دوسرے محققین نے اپنی تصنیفات مین اس حدیث مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔

قاضی بیضاوی اور نیز دوسرے مفسرین نے سورۂ بقرہ کے حروف مقطعات کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ علماے یہود نے نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے تعداد سنین کو اعداد حروف مقطعات سے مطابق فرما کر جواب دیا۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیۂ تفسیر بیضاوی مین جو شواہد الافکار سے موسوم ہے آور نیز تفسیر درّ منثور مین کتب معتبرۂ حدیث کے حوالہ سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبد الرحمٰن بن خلدون نے بہی مقدمۂ تاریخ مین لکہا ہے۔

شیخ شہاب الدین احمد خفّاجی نے حاشیۂ تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ

وقیل انّہ معروف فی اللغات القدیمۃ کالعبرانیۃ وہو کثیر فی التوراۃ کما فی رسالۃ فضائح الیہود للغزالی (انتہٰی) (ترجمہ) حساب جمل کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ قدیم زبانون کا (جیسے عبرانی زبان ہے) مشہور فن ہے۔ اور توریت مین کثرت سے مستعمل ہوا ہی جیسا کہ امام غزالی رح نے اپنی کتاب فضائح الیہود مین ذکر کیا ہے

ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین لکہا ہے کہ ودلالۃ ہذہ الحروف علی تلک الاعداد لیست طبیعیۃ ولا عقلیۃ وانما ہی بالتواضع والاصطلاح الذی یسمونہ حساب الجمل نعم انہ قدیم مشہور (انتہٰی) (ترجمہ) دلالت ان حروف کی ان

مستعمل تہا۔ جیساکہ ایک حدیث شریف سے اس کا پتا چلتا ہے یعنی امام محمد بن اسحٰق المطلبی المعروف با بن اسحٰق نے کتاب سیرۃ مین اور امام محمد بن اسمٰعیل البخاری نے کتاب التاریخ مین اور شیخ ابو محمد عبد الملک بن ہشام الحمیری نے کتاب سیرۃ مین اور نیز دوسرے محققین نے اپنی تصنیفات مین اس حدیث مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔

قاضی بیضاوی اور نیز دوسرے مفسّرین نے سورۃ بقرہ کے حروف مقطعات کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ علمائے یہود نے نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے تعداد سنین کو اعداد حروف مقطعات سے مطابق فرماکر جواب دیا۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیۂ تفسیر بیضاوی مین جو شواہد الافکار سے موسوم ہے اور نیز تفسیر درّ منثور مین کتب معتبرۂ حدیث کے حوالہ سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبد الرحمٰن بن خلدون نے بہی مقدمۂ تاریخ مین لکہا ہے۔

شیخ شہاب الدین احمد خفّاجی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ

وقیل انّہ معروف فی اللغات القدیمۃ کالعبرانیۃ وہو کثیر فی التوراۃ کما فی رسالۃ فضائح الیہود للغزالی (انتہٰی) (ترجمہ) حساب جمل کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ قدیم زبانون کا (جیسے عبرانی زبان ہے) مشہور فن ہے۔ اور توریت مین کثرت سے مستعمل ہوا ہے جیساکہ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب فضائح الیہود مین ذکر کیا ہے

ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین لکہا ہے کہ دلالتہ ہذہ الحروف علی تلک الاعداد لیست طبیعیۃ ولا عقلیۃ وانما ہی بالتواضع والاصطلاح الذی یسمونہ حساب الجمل نعم انہ قدیم مشہور (انتہٰی) (ترجمہ) دلالت ان حروف کی ان

ہم کہتے ہین کہ جمل صغیر کو فن جمل کی ایک قسم قرار دینا چاہیئے۔ ان اقسام کی تعریف اور اون کا باہمی فرق اور نیز یہ کہ جمل صغیر کو اس مقام پر اصل کا قائم مقام کیون قرار دیا گیا۔ ان تمام امور کو ہم اسی فصل کے ایک خاص بیان مین جو اقسام فن جمل سے موسوم ہوگا ذکر کرین گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

کتاب محاضرۃ الاوائل مین مذکور ہے کہ حکیم فیثاغورث نے جو (ہرمس اول کا شاگرد تہا) اسرار حروف و اسماے روحانیہ کی نسبت محققانہ بحث کی ہے اور طلسمات کا واضع بہی یہی شخص ہے اور علم وفق بہی (جس کی بنا علم جمل پر قائم ہے) اسی کا وضع کیا ہوا ہے۔ اسی کے متعلق تاریخ حکما مین ذکر ہے کہ اول من علم الوفق وعمل منہ العجائب فیثاغورث المذکور ولہ فی الاوفاق العددیہ عجائب (انتہی) یعنی پہلا شخص جس نے علم وفق کو بنایا اور اوس سے عجائبات کو پیدا کیا وہ فیثاغورث ہے اور فنون اوفاق مین جو اعدادی فن ہے عجیب چیزین اسی سے منسوب ہین۔

بعض رسائل مین اس کا ذکر ہے کہ زبر و بیّنات کے قاعدہ کا واضع حکیم ارسطاطالیس ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ایسا کہنا درست نہین ہے اس لئے کہ زبر اور جمل صغیر دونون ایک ہین۔ اور جمل صغیر کی نسبت یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ اس کا واضع حق جل شانہ ہے پس اس کو ارسطاطالیس سے منسوب کرنا عقل سے بعید ہے۔

ہم یہ عرض کرتے ہین کہ جن اہل تحقیق نے زبر و بیّنات کی ایجاد کو حکیم ارسطاطالیس سے منسوب کیا ہے وہ قابل حرف گیری نہین ہین۔ اگر مان لیا جاے کہ ہر ایک

حرف کے مقابلہ مین عدد کے قائم کرنے کا واضع خداوند کریم ہے تو قاعدۂ زبر و بیّنات کی ایجاد سے اس مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ ہر ایک حرف کی ملفوظی شکل یعنی اسم حرف کے اعداد کو زبر و بیّنات کہتے ہین مثلاً (ا) جس کی ملفوظی شکل (الف) ہے اس کے عدد بقاعدۂ جمل (۱۱۱) ہین پس شکل ملفوظی کے پہلے حرف کے عدد کو اصطلاح جمل مین (زُبر) کہتے ہین اور باقی کے اعداد کا نام (بیّنات) ہے یعنی (الف) مین حرف اول (ا) کا عدد (۱) زبر کہلاوے گا۔ اور حروف باقیہ۔ ل۔ ف۔ کے اعداد (۱۱۰) بیّنات سے موسوم ہون گے۔ اسی طرح (ب) کا ملفوظ (با) ہے جس مین (ب) کا عدد (۲) زبر ہے۔ اور (ا) کا عدد (۱) بیّنات ہے۔ اور واضعان اقسام جمل نے (زبر) ہی کو جمل صغیر کہا ہے۔ اور (بیّنات) کو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔

اس حالت مین اگر ہم قاعدہ زبر و بیّنات کی وضع کو کسی حکیم سے منسوب کرین تو ہمارا یہ کہنا اوس امر مسلّمہ کے مغائر نہین ہے کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اس لئے کہ جمل اصل ہے اور اس کے تمام اقسام اس کے فروع۔

ہماری تحقیق اور رائے مین حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر کہنا ہی من وجہ درست نہین ہے جیسا کہ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے بلکہ اوس کو مطلقاً جمل کا واضع کہنا چاہیے۔ لائق مصنف موصوف کے ذہن مبارک مین یہ اِشکال اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ آپ نے حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر تسلیم کرنے مین زیادہ غور نہین فرمایا ہم بلحاظ تعریفات اقسام و اقوال صاحبان تحقیق یون کہہ سکتے ہین کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اور واضع جمل صغیر و کبیر (یعنی زبر و بیّنات) حکیم اسطاطالیس واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اسی طرح بعض اہل تحقیق نے لکہا ہے کہ جمل کبیر کا واضع بہی حکیم ارسطا
طالیس ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے اس تحقیق پر بہی اپنا اختلاف ظاہر
فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہین کہ اس کے تصفیہ کے لئے بہی ہمارا وہ بیان کافی ہے جو گزرا
جس کے بعد کوئی محل اشکال باقی نہین رہتا۔

علماے سنسکرت کا قول ہے کہ واضع حروف مقطعات ہی واضع جمل ہر
اس فن کے متعلق سنسکرت مین متعدد کتابین ہین اور خاص خاص علوم کو متقدمین نے
قاعدۂ ترقیم مین لکہا ہے (قاعدہ ترقیم کا ذکر ہمنے اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ
باب دوم مین کیا ہے —) سنسکرت مین ایک لاکہ اسی ہزار الفاظ ایسے ہین جنکے لئے
اعداد مقرر ہین یعنی اعداد حروف کے سوا اعداد الفاظ کا بہی قاعدہ مقرر ہے اعداد
حروف مین سنسکرت نے عدد ہزار پر قناعت نہین کی ہے بلکہ مرتبۂ الوف کے بعد ایک
حرف کا عدد لاکہ ہے اسی طرح ایک حرف کا عدد کرور ہے اور یہ سلسلہ ختم تعداد
حروف تک مسلسل چلا گیا ہے بدین وجہ کہ سنسکرت مین حروف تہجی کی تعداد ۲۸ سے زیادہ
ہے لہذا اعداد کے مراتب بہی زیادہ ہین اور اعداد الفاظ کا قاعدہ اختصار کے لئے قائم
ہوا ہے اور دنیا مین اسپر عمل سات ہزار سال سے بیان ہوا ہے اور اس کی وضع کا
سہرہ مخلوق سے کسی کے سر نہین ہے یعنی اون کے پاس بہی خلّاق اکبر جلّ جلالہ واضع
جمل ہے۔

فن جمل کو سنسکرت مین سنکیت وِدیّا کہتے ہین اور اس کا رتبہ حروف سے مقدم
مانا گیا ہے یعنی حروف سے دنیا کی حاجتین اس قدر نہین پوری ہوتین جس قدر قاعدۂ ترقیم

حرف کے مقابلہ مین عدد کے قائم کرنے کا واضع خداوند کریم ہے تو قاعدۂ زبر و بیّنات
کی ایجاد سے اس مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ ہر ایک حرف کی ملفوظی شکل
یعنی اسم حرف کے اعداد کو زبر و بیّنات کہتے ہین مثلاً (ا) جس کی ملفوظی شکل (الف) ہے
اس کے عدد بقاعدۂ جمل (۱۱۱) ہین پس شکل ملفوظی کے پہلے حرف کے عدد کو اصطلاح
جمل مین (زبر) کہتے ہین اور باقی کے اعداد کا نام (بیّنات) ہے یعنی (الف) مین حرف
اول (ا) کا عدد (۱) زبر کہلاوے گا۔ اور حروف باقیہ۔ ل۔ ف۔ کے اعداد (۱۱۰)
بیّنات سے موسوم ہون گے۔ اسی طرح (ب) کا ملفوظ (با) ہے جس مین (ب) کا
عدد (۲) زبر ہے۔ اور (ا) کا عدد (۱) بیّنات ہے۔ اور واضعان اقسام جمل نے
(زبر) ہی کو جمل صغیر کہا ہے۔ اور (بیّنات) کو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔
اس حالت مین اگر ہم قاعدۂ زبر و بیّنات کی وضع کو کسی حکیم سے منسوب کرین تو
ہمارا یہ کہنا اوس امر مسلّمہ کے مغائر نہین ہے کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اس لئے
کہ جمل اصل ہے اور اس کے تمام اقسام اس کے فروع۔

ہماری تحقیق اور رائے مین حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر کہنا ہی من وجہ درست
نہین ہے جیسا کہ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے بلکہ اوس کو مطلقاً جمل کا واضع
کہنا چاہیئے۔ لائق مصنف موصوف کے ذہن مبارک مین یہ اشکال اسی لئے پیدا
ہوئی ہے کہ آپ نے حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر تسلیم کرنے مین زیادہ غور نہین فرمایا
ہم بلحاظ تعریفات اقسام و اقوال صاحبان تحقیق یون کہہ سکتے ہین کہ جمل کا واضع
حکیم مطلق ہے۔ اور واضع جمل صغیر و کبیر (یعنی زبر و بیّنات) حکیم اسطالیس
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اور اعلیٰ علوم کی اکثر کتابین قاعدہ ترقیم مین لکھی گئی ہین۔ مگر نقل نویسی نے قاعدہ ترقیم مین غلطیون کا طومار باندہ دیا۔ اور غلط نگارون کی بدولت ہندسون کی شکل کچھہ سے کچھہ ہوگئی۔ اور ترقیم مین قواعد کثیرہ کی تدوین اور اون کی تعریفات کے بخل نے صدہا کتابون کو لایخل قرار دیا۔ آج ہم ان کو صرف دیکھتے ہین اور پڑہ نہین سکتے۔ ناظر کے بیتون پر ایسی چیزین بہت سی ہین اور بعض کی نسبت یہ پتا ہی چلا ہے کہ فلان فن مین لکھی گئی ہین۔ لیکن کاتب نے اس تحریر کے آغاز مین قواعد ترقیم کا کوئی اشارہ نہین کیا جس سے ہم اون کے مطالب سے فائدہ حاصل نہین کر سکتے

(۳) غایت جمل کا بیان

اس فن لطیف سے اہل جفر و نجوم و تکسیر وغیرہ کی جو کچھہ بہی غایت رہی ہو لیکن اہل جمل نے اس سے دو طرح پر کام لیا ہے۔

(۱) ہندسونکا کام حروف سے۔　　(۲) حروف کا کام ہندسون سے۔

نمبر (۱) کا استعمال عرب مین اس طرح پایا گیا ہے کہ ابتدا مین کل حسابی مقاصد حروف ہی سے حاصل کئے جاتے تہے یعنی رقمی ہندسون کی ایجاد سے پہلے تمام حساب کتاب حروف ہی مین بقاعدہ جمل ہوا کرتا تہا۔ اوراق کتب پر شمار کے نمبر بہی حروف ہی مین لکہے جاتے تہے بعض پرانی کتابین ہماری نگاہ سے بہی گزری ہین جن کے صفحات پر حروف ہی سے شمار قائم تہا۔ بقول بعض اہل تاریخ کے جب عربون نے باغراض حسابی ہندسون کو ایجاد کیا تو اعداد کی مختصر شکل سے اونکو تسکین نہ ہوئی اس لئے کہ اکثر ہندسون کی شکل سہل التغیر ہے خصوصاً صفر۔ پہر عربون نے نقدی کا روبار

پس واقعات کی یادگار کے لئے چند ایسے حروف کا جمع کر دینا جن کے مجموعی اعداد سنہ واقعہ کے مساوی ہون اسی پہلی غایت مین داخل ہے۔ ہمنے بہت کچھ تلاش کی لیکن ہمکو عربی زبان یا قدما کے کلام سے کوئی ایسے الفاظ تاریخی ہاتھ نہ آئے جو معنی دار بھی ہون اور نفس واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہون۔ ہم اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے دوسرے باب مین بضمن (تاریخ) کرین گے انشاء اللہ۔

حاصل یہ ہے کہ حروف سے ہندسون کا کام لینا فن جمل کی پہلی غایت ہے اور اسکو غایت اصلی سمجھنا چاہیئے۔

نمبر (۲) یعنی دوسری غایت کو غالباً طباعون نے اپنے زور طبیعت سے پیدا کر لیا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ طریقہ کتابت راز کے لئے بہت مفید ہے۔ اہل تکسیر و رموز و دعوت نے تو اپنے قواعد کے مطابق اس سے کام لیا ہے لیکن عموماً خط و کتابت کا ہندسون ہی مین کرنا اختراع طباعان عجم کہا گیا ہے جس کو ہم اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ باب دوم مین بیان کرین گے۔ اس موقع پر دوسری غایت کے اظہار مین ہم اسی قدر بیان پر قناعت کرتے ہین کہ اصطلاح جمل مین اسی کا نام ترقیم ہے اور قاعدۂ ترقیم سے بہ نسبت اور زبانون کے سنسکرت نے زیادہ کام لیا ہے۔ ہندوستان مین بھی فی زماننا اس پر عمل درآمد ہے۔ جن اصول پر ٹلگراف یعنی تار برقی کا کام جاری ہے وہ قریب قریب اسی کے ہے۔ اگرچہ اُس مین اعداد حروف جمل کی مطابقت نہین ہے۔

فصل دوم متعلق بہ موضوع جمل

(۱) حروف و اعداد حروف کا بیان

(۱) عربی زبان کے متعلق — صاحب قاموس فرماتے ہین کہ لفظ حرف کا اطلاق حرف لغوی

یعنی حرف ہجا پر ہے جو کلمہ کا مادہ ہے اور نیز حرف اصطلاحی یعنی حرف معنوی پر جو کلمہ کے اقسام سہ گانہ سے ایک قسم ہے۔ حرف کی جمع حروف اور احرف آئی ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

حروف ہجا کو حروف تہجی اور حروف مبانی اور حروف معجم اور حروف منفردہ اور مفردات اور حروف منفصلہ ومقطعات بھی کہتے ہین۔

علامہ بونی نے شمس المعارف الکبریٰ مین فرمایا ہے کہ ان سر کل امۃ فی کتابہا وسر کتاب اللہ تعالیٰ فی الحروف والحروف مختلفۃ الاشکال الخ یعنی تحقیق ہر ایک امۃ کا بھید اوس کی کتاب مین ہے اور کتاب اللہ کا بھید حروف مین اور حروف مختلف اشکال رکھتے ہین۔

شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ مین ارشاد فرمایا کہ (؎) ان الحروف ائمۃ الالفاظ، شہدت بذلک السن الحفاظ ؛ (ترجمہ شعر) بہ تحقیق حروف ائمہ ہین الفاظ کے اور گواہی دیتی ہین اسپر حفاظ کی زبانین۔

کتب معتبرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زبان عربی کے حروف تہجی سب سے پہلے ابوالبشر آدم صفی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام پر نازل ہوے جن کا مجموعہ الفاظ ذیل مین ہے۔ اَبتث۔ جحخد۔ ذرزس۔ شصضط۔ ظعغف۔ قکلم۔ نوہی۔

شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخرین تفسیر الفصول سے نقل کیا ہے کہ اول ما نزل علیٰ آدم علیہ السلام عشر صحف۔ اول لیلۃ من شہر رمضان وکان فیہا سورۃ مقطعۃ بحروف (الخ) وکان فی الصحف الحروف التسعۃ والعشرون (انتہی) یعنی پہلے جو چیز آدم علیہ السلام پر شہر رمضان کی پہلی رات مین

نازل ہوئی وہ دس صحیفے ہیں۔ اور انہیں میں تہا سورہ حروف مقطعہ اور اون صحیفوں میں ۲۹ حرف ہے
علامہ بونی نے شمس المعارف میں بحوالہ بحر الوقوف لاحمد البونی فرمایا ہے کہ
اول کتاب انزل علی آدم علیہ السّلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ حروف معجم ہیں۔
پھر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم
فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی۔ یعنی جب سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف معجم ا ب ت ث (الخ) ہیں۔
پھر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسماہا عربیۃ وفیہا اسرار جمیع الکتب والصحف المنزلۃ وزیادۃ علیہا واما الابجد فسریانیۃ (الخ) یعنی چونکہ وہ حروف عربی ہیں لہٰذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکھا اور انہیں حروف میں تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں کے اسرار ہیں اور اون کے علاوہ اور اسرار بھی ہیں۔ لیکن ابجد سریانی ہے۔
شیخ المحدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر میں لکھا ہے کہ
قال عبد الملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنۃ عربیاً الی ان بعد العہد وطال حُرّفَ وصار سریانیاً وہو منسوب الی ارض سورتہ وہی ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام وقومہ قبل الغرق (الخ) یعنی فرمایا عبد الملک بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتھ آدم علیہ السلام جنت سے اترآئے عربی

تھی - زمانہ دراز کے بعد تحریف ہو کر سریانی ہوگئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران
کی جانب - اور ملک سوران ایک جزیرہ تھا جس مین تھے نوح علیہ السلام اور
اون کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہمنے اوپر عرض کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حروف تہجی کا
معلّم اول اور منزّل - خداوند کریم ہے جل جلالہ - اور ابوالبشر آدم علیہ السلام پہلا
شخص ہین جنپر حروف عربیہ نازل ہوے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی
ابجد آدم مین جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے انہین حروف عربیہ کا
سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ و مروجہ مین حروف تو وہی ہین لیکن اون کا سلسلہ
اور اون کی ترتیب اور اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہین اور اسی ابجد کو
بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے - جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے -

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے - اور لا کو
ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے - اور بعض نے ہمزہ کو
بھی حروف مین شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس مین
بھی بہت کچھہ اختلاف رہا ہے - اہل جمل و وفق و دعوت و سیمیا وغیرہ کا اتفاق
اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی مین شمار نہ کرنا چاہیئے اور حروف تہجی کو ۲۸
تسلیم کرنا چاہیئے - چنانچہ -

جاربردی نے بھی شرح شافیہ مین لکھا ہے کہ وکان المبرّد یعدّہا ثمانیۃ
وعشرین ویترک الہمزۃ ویقول الہمزۃ لا صورۃ لہا وانما تکتب تارۃ واوًا
وتارۃ یاءً وتارۃ الفاً فلا اعدّہا مع الحروف التی اشکالہا محفوظۃ ومعروفۃ انتہی

نازل ہوئی وہ دس صحیفے ہیں اور انہیں میں تہا سوہ حروف مقطعہ اور اون صحیفون میں ۲۹ حرف تہجی
علّامہ بونی نے شمس المعارف میں بحوالہ بحرالوقوت لاحمد البونی فرمایا ہے کہ
اول کتاب انزل علی آدم علیہ السّلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ
السلام پر نازل ہوئی وہ حروف معجم ہیں۔
پہر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم
فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ
ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی۔ یعنی جب سوال کیا گیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف
معجم ا ب ت ث (الخ) ہیں۔
پہر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسماہا عربیۃ وفیہا اسرار جمیع
الکتب والصحف المنزلۃ وزیادۃ علیہا واما الابجد فسریانیۃ (الخ) یعنی چونکہ
وہ حروف عربی ہیں لہذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکہا اور انہیں حروف
میں تمام نازل شدہ کتابون اور صحیفون کے اسرار ہیں اور اون کے علاوہ اور اسرار
بہی ہیں لیکن ابجد سریانی ہے۔
شیخ المحدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر میں لکہا ہے
قال عبدالملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنۃ عربیا
الی ان بعد العہد وطال حرّف وصار سریانیاً وہو منسوب الی ارض سورتۃ وہی
ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام وقومہ قبل الغرق (الخ) یعنی فرمایا عبدالملک
بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتہ آدم علیہ السلام جنت سے اتر آئے عربی

تہی۔ زمانہ دراز کے بعد تحریف ہو کر سریانی ہو گئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران کی جانب۔ اور ملک سوران ایک جزیرہ تہا جس مین تہے نوح علیہ السلام اور اون کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہمنے اوپر عرض کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حروف تہجی کا معلّم اول اور منزّل۔ خداوند کریم ہے جل جلالہ۔ اور ابوالبشر آدم علیہ السلام پہلے شخص ہین جنپر حروف عربیہ نازل ہوے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی ابجد آدم مین جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے انہین حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ ومروجہ مین حروف تو وہی ہین لیکن اون کا سلسلہ اور اون کی ترتیب اور اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہین اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے۔ جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے۔

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے۔ اور لا کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور بعض نے ہمزہ کو بہی حروف مین شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس مین بہی بہت کچھہ اختلاف رہا ہے۔ اہل جمل و وفق و دعوت وسیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی مین شمار نہ کرنا چاہیئے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیئے۔ چنانچہ۔

جاربردی نے بہی شرح شافیہ مین لکہا ہے کہ وکان المبرّد یعدّہا ثمانیۃ وعشرین ویترک الہمزۃ ویقول الہمزۃ لا صورۃ لہا وانما تکتب تارۃ واوا وتارۃ یاءً وتارۃ الفاً فلا اعدّہا مع الحروف التی اشکالہا محفوظۃ ومعروفۃ انتہی

نقشۂ الف

احاد	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الف	غ								
عدد	۱۰۰۰								

اسمعیل بن محمد القنوی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین انہین چار مراتب کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہین اعداد کو قائم کیا ہے جو نقشۂ بالا مین لکھے گئے ہین اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب مشارقہ کا ہے۔ مغاربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے جس کا تفصیلی بیان اسی فصل مین آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکھا ہے کہ کل حروف تہجی کو اون کے اعداد کے ساتھ دو سطرون مین لکھنا چاہیئے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل مین اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف مین کوئی فرق نہین آتا۔ ہم نقشۂ ذیل مین جس کو نقشۂ (ب) سے موسوم کرتے ہین۔ اس ترتیب کو بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

نقشۂ صحیحۂ ب

سطر اول یعنی اساس

حروف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

سطر دوم یعنی نظیرہ

حروف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اعداد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۴) فارسیون اور ہندیون کا عمل جمل | صاحبان تحقیق پسند نے فرمایا ہے کہ جب فارسیون نے اس فن کو اپنی زبان مین مروج کیا تو اون کو ضرورت پیش آئی کہ زبان فارسی کے مخصوص حروف پ چ ژ گ کے اعداد قائم کرین پس اونہون نے پ کو ب کا قائم مقام قرار دیا۔ اور چ کو ج کا قائم مقام تجویز کیا۔ اور ژ کو ز کا عدیل۔ اور گ کو ک کا مساوی۔

جب ہندوستان مین یہ فن شائع ہوا تو ہندیون نے فارسیون کی پیروی کی ٹ کو ت۔ ڈ کو د کا قائم مقام کیا۔ اور ڑ کو ر کی جگہ دی۔ اس تصرف جائز کی تصویر ہم نقشۂ ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جس کو ہم نے نقشۂ (ج) سے نامزد کیا ہے۔

نقشۂ ج

حروف	ا	ب پ	ج چ	د ڈ	ہ	و	ز ژ	ح	ط
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

عشرات	ی	ک گ	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	ق	ر ڑ	ش	ت ٹ	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

(۳) زبان سنسکرت کا جمل سنسکرت کے بعض عالمون کا قول ہے کہ عربون نے طریقہ جمل کو زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک فصل اول مین بیان کر آئے ہین سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۴۶) ہین (پنڈت جگت پرشاد و دیا بھوشن ترکہ سروشی۔ انتخاب ہند) نے سچ کہا ہے کہ الوف کے درجہ مین حروف سنسکرت متعدد ہین اور عربون نے قلت حروف کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت مین کثرت حروف کی وجہ سے مرتبہ الوف بھی مثل اور مراتب کے کامل ہے۔

الغرض حروف سنسکرت اور اون کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے نقشۂ ذیل مین کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہین۔ جس طرح ابجد نوحی مین سلسلہ حروف بھی باغراض جمل بدلا ہوا ہے اسی طرح سنسکرت مین بھی باغراض جمل حروف کا سلسلہ اصلی قائم نہین ہے۔ اور جس طرح ابجد آدم مین بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ مین اختلاف ہے اس طرح سنسکرت مین کوئی خاص ابجد بلحاظ ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہین ہے۔

احاد			عشرات			مآت			الوف		
صورت حرف	تلفظ	اعداد	صورت حرف	تلفظ	اعداد	صورت حرف	تلفظ	اعداد	صورت حرف	تلفظ	اعداد
प	پا	۱	ने	نے	۱۰	तु	تو	۱۰۰	टो	ٹو	۱۰۰۰
र	را	۲	ज	جم	۲۰	ठा	ٹھا	۲۰۰	ग	گا	۱۰۰۰۰
दे	دے	۳	घे	گھے	۳۰	री	ری	۳۰۰	छा	چھا	۱۰۰۰۰۰
श	شا	۴	अ	آ	۴۰	स्तु	سون	۴۰۰	ओ	او	۱۰۰۰۰۰۰
क	کا	۵	ब	وا	۵۰	ढा	ڈھا	۵۰۰	उ	وُ	۱۰۰۰۰۰۰۰
था	تھا	۶	ल	لا	۶۰	ड	ڈا	۶۰۰	श्री	سوی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰
वि	وی	۷	भ	بھا	۷۰	ह	ہا	۷۰۰	ई	ئی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰
च	چا	۸	धा	دھا	۸۰	ई	ئی	۸۰۰	औ	آو	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰
ख	کھا	۹	य	یا	۹۰	फ	پھا	۹۰۰	फ	پھا	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

اور بدین وجہ کہ عربی مین ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہے لہذا سسنکرت کو عربی کے ساتہ اس خاص باب مین اتحاد کامل ہے۔ ہمارے اس بیان کو ناظرین اوس وقت سمجہہ سکین گے جب کہ آیندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہون۔

(۴) رومیون کا جمل | رومیون نے بہی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی غایت پر غور کرکے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دئیے ہین اور انہین ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب مین کام لیا ہے۔ ہمکو کسی تاریخ سے اس کا پتا نہین ملا کہ اس کا واضع کون ہے۔ اور کس زمانہ سے اون کے پاس یہ عمل جاری ہے۔ ان کی ایجاد کے اعلی قدر دان اس وقت مغربی قومین ہین جن مین سے ایک انگریز بہی ہین جن کے پاس۔

(۱) حرف ائی کا ایک عدد محسوب ہوتا ہے اور
(۲) حرف وِی کا عدد پانچ ہے اور
(۳) حرف ایکس کا عدد دس ہے اور
(۴) حرف ایل کا عدد پچاس ہے اور
(۵) حرف سی کا عدد سو ہے اور
(۶) حرف ڈی کا عدد پانسو ہے اور
(۷) حرف ایم کا عدد ہزار ہے۔

ان کے اہل تاریخ لکہتے ہین کہ عربی ہندسون کی ایجاد ہونے سے قبل رومی طریقہ سے کام لیا جاتا تہا اور یورپ کا طرز عمل یہی تہا کہ ہندسون کے عوض انہین

یہ حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے۔ اور ہندسوں کے وضع ہونے کے بعد بھی بعض صاحب کاموں میں اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے۔

زمانہ حال کے ایک طباع انگریزی شاعر نے حافظ شیراز کی تاریخ وفات (خاک مصلّیٰ۔ ۷۹۱) کو انگریزی زبان میں اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ اگر اوس میں سے صرف حروف بالا کے اعداد شمار ہوں تو اون اعداد کے مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی شعراء بھی فن جمل اور اوس کی غایت نمبر (۱) سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ میں چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تاریخ متذکرہ عنوان سے جو دی

اگر طباع لوگ ہر ایک زبان میں جس میں فن جمل رائج نہ ہو ابجد آدم کی اصول پر تاریخ لکھنا چاہیں تو برابر لکھہ سکتے ہیں اور اون کی یہ جدّت اس زبان کی ادبیات پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انہوں نے اس میں داخل کیا۔

جن زبانوں میں فن جمل نہیں ہے اون میں اس فن کا دخل صرف باصول ابجد آدمؑ ہو سکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تہ و بالا کرنے کے لئے کوئی مستحکم اصول موجود نہیں ہے اور نہ یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچی ہے کہ واضع جمل عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ و بالا کیا ہے۔ اس موقع پر پہونچکر ہم ابجد آدمؑ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہی یہ بڑی خوبی ہے کہ غیر زبانوں میں جُمل کو رواج دینے کے لئے ابجد آدمؑ ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کے لئے باغراض

جمل چند الفاظ موضوع اور مقرر ہین بعض نے اون الفاظ کو الفاظ ابجدیہ کہا ہے اور ابجد با وجودیکہ سریانی زبان کا لفظ ہے لیکن عربون کے پاس بقاعدہ عربی اسکی جمع ابوجاد آئی ہے جیساکہ شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل مین لکہا ہے۔

قال السہیلی۔ قد جری ابوجاد علی لفظ لایجوز الاان یکون عربیا تقول ہذا ابوجاد ورایت اباجاد ومررت بابی جاد واختلف فی معناہ (الخ) یعنی کہا ہے سہیلی نے کہ ابوجاد ایک ایسے لفظ پر مستعمل ہوا ہے جس کے لئے جائز نہین ہے مگر یہ کہ ہووہ عربی۔ کہا جاتا ہے۔ ہذا ابوجاد۔ رایت اباجاد۔ ومررت بابی جاد۔ اور اختلاف کیا گیا ہے اس کے معنی مین۔

صاحب شمس اللغات نے لفظ ابوجاد کا ذکر کیا ہے اور لکہا ہے کہ وہ ابجد ہے۔ اور صاحب مؤید الفضلا لفظ ابوجاد پر فرماتے ہین کہ اس سے ابجاد مراد ہے پس ابجد کی جمع ابجاد اور ابوجاد متحقق ہے۔ بڑی حیرت اسپر ہے کہ لغات عرب اس سے ساکت ہین۔

بعض محققین نے الفاظ ابجد نوحی کی نسبت لکہا ہے کہ وہ معنی دار ہین۔ جو کچھ اون کا خیال ہے ہم اوس کو اسی بیان مین اس کے موقعپر ہدیہ ناظرین کرین گے۔

اہل تحقیق کا اسپر اتفاق ہے کہ مختلف اعتبارات سے الفاظ جمل کے مختلف اقسام ہین۔ صاحب ملخص تسلیم نے بہی چند اقسام کا ذکر فرمایا ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے مع شئی زائد انکی تعریف کی ہے لیکن طرز بیان مین کچھ ایسی گڈ بڈ ہوگئی ہے کہ شائقین فن سمجھنے کے اشتیاق مین سر بگر ہو کر رہجاتے ہین۔ لہذا ہمنے اون کی ترتیب نہ صرف بیان اقسام کے طور پر قائم کی ہے بلکہ جابجا اس بات کے سمجھانے کی بہی کوشش

کی ہے کہ کونسی قسم مورخ کے لئے کس موقعپر کام آتی ہے۔ بنیا داعداد کے لحاظ سے مقدم تو وہی ابجد نوحیؑ ہے جس کو ہمنے اپنی اس ترتیب مین دوسرا نمبر دیا ہے۔ لیکن قدامت کا سہرا باوا آدمؑ کی ابجد کے سر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو ہم سب سے پہلے عرض کرتے ہین۔

(۱) ابجد آدمؑ | سب سے قدیم اور پرانی ابجد کے الفاظ جن کو بعض محققین نے ابجد آدم کہا ہے (۷) ہین۔

(۱)	ابتث	جس مین حروف	ا	ب	ت	ث	ہین
(۲)	جحخد	جس مین حروف	ج	ح	خ	د	ہین
(۳)	ذرزس	جس مین حروف	ذ	ر	ز	س	ہین
(۴)	شصضط	جس مین حروف	ش	ص	ض	ط	ہین
(۵)	ظعغف	جس مین حروف	ظ	ع	غ	ف	ہین
(۶)	قکلم	جس مین حروف	ق	ک	ل	م	ہین
(۷)	نوہی	جس مین حروف	ن	و	ہ	ی	ہین

ان الفاظ کے متعلق ہم کچھہ زیادہ نہین لکھین گے اس لئے کہ ہم گزشتہ حصۂ کتاب مین بیان کرآئے ہین کہ یہ ابجد متروک ہے۔ اگر یہ مروج رہتی تو اعداد مروجہ و مخصوصۂ حروف ابجد نوحیؑ مین یہی کایا پلٹ ہوجاتی اور اس کا باوا آدم ہی نرالا ہوتا اور اس کا نام بعوض ابجد کے ابتث رکھا جاتا اور اسکی اشاعت مین اعداد و مراتب حروف حسب نقشۂ ذیل قرار پاتے۔

آحاد	ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	غ	ف	ق	ک	ل	م	ن	و	ہ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	ی								
	۱۰۰۰								

بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم کی تعریف کی ہے اس لئے کہ حروف تہجی کی مروجہ ترتیب اس مین قائم ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے کہ اس ابجد کے ہر ایک لفظ مین پہلا حرف مفتوح ہے اور دوسرا مکسورا ور تیسرا مضموم اور چوتھا ساکن۔

ہم نے اس کا ذکر صرف تاریخی طریقہ پر کر دیا ہے۔ جمل مروجہ مین اس کو کچھ دخل نہین ہے۔ لیکن اگر کوئی مورخ اس صراحت کے ساتھ کہ ہمنے ابجد آدم پر عمل کیا ہے۔ تاریخ لکھے تو اسپر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ ہماری راے مین وہ خلف الرشید کہلانیکا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ اسنے باوا آدم کی ابجد کو زندہ کیا۔

صاحب معدن الجواہر نے ابجد آدم کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس کے اعداد مین آپ سے غالباً تسامح ہوا ہے۔ آپ کا مرتبہ نقشہ حسب ذیل ہے۔

حروف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
حروف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اعداد	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸

حروف تہجی کا سلسلہ اس کا متقاضی نہیں ہوسکتا کہ ہم اعداد مین بہی سلسلہ قائم رکہہ کر مراتب کے اصل مقصد سے قطع نظر کرین۔ اگر ابجد آدم کے آخری عدد کا خاتمہ ۲۸ پر ہوجاوے تو بابا آدم پر بہت بڑا اعتراض وارد ہوگا۔

(۲) ابجد نوحی | ابجد نوحی کا دوسرا درجہ اس لئے غیر موزون نہین ہے کہ اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس کا نزول نوح علیہ السلام پر ہوا ہے جن کا لقب آدم ثانی تہا۔ اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ اس کے الفاظ سریانی زبان کے ہین جن کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین ۲۸ حروف مقطعات یعنی حروف تہجی سے اس کے لئے آٹہہ الفاظ وضع ہوے ہین جو بقول بعض اہل لغت معنی دار ہین۔

(۱) ابجد (۲) ہوّز (۳) حطّی (۴) کلمن
(۵) سعفص (۶) قرشت (۷) ثخذ (۸) ضظغ

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ ابجد کنایت از حروف مفردات کہ الف با تا ثا۔ باشد تا آخر وہشت کلمۂ معروف کہ بحساب جمل بجہت ترتیب اعداد حروف تہجی داشتہ اند۔ آپ ہی کا قول ہے کہ صاحب مدار الافاضل نے فرمایا ہے کہ (۱) ابجد بمعنی ابی وَجد فی المعصیۃ یعنی بابا آدم پاے گیر گناہ ہین یعنی گناہ اون سے سرزد ہوا۔

(۲) ہوّز بمعنی اتّبع ہواہ - یعنی پیروی کی آدم نے ہوای نفسانی کی

(۳) حُطّی بمعنی حُطّ ذنبہ بالتوبۃ والاستغفار - یعنی محو کیا گیا اوس کا گناہ توبہ اور استغفار کی وجہ سے -

(۴) کلمن بمعنی تکلم بکلمۃ فتاب علیہ بالقبول والرحمۃ - یعنی کلام کیا ایک کلمہ سے پس قبول ہوئی اوس کی توبہ پروردگار کی رحمت سے -

(۵) سعفص بمعنی ضاق علیہ الدنیا فافیض علیہ - یعنی تنگ ہوئی دنیا اسپر پس بہائی گئی اسپر یعنی بہت دی گئی -

(۶) قرشت بمعنی اقرّ بذنبہ فتشرف بالکرامۃ - یعنی اعتراف کیا اپنے گناہ کا پس مشرف بکرامت ہوا -

(۷) ثخذ بمعنی اخذ من اللہ قوۃ - یعنی حاصل کی اللہ سے قوت

(۸) ضظغ بمعنی سدّ عنہ نزغ الشیطان بالعزیمۃ - یعنی جاتا رہا اوس سے شیطان کا دباؤ بسبب کلام حق اور توحید کے

بعض محققین نے صرف اس قدر لکہا ہے کہ یہ آٹہون لفظ زبان سریانی کے ہین صاحب غیاث ہی کا قول ہے کہ بقول بعض اباجاد نام ایک بادشاہ گزرا ہے اور اسی کا مخفف ابجد ہے اور باقی سات کلمے اوس کے فرزندون کے نام ہین -

پہر آپ نے فرمایا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مرامر نام ایک شخص تہا جس نے خط لکہنے کی ایجاد کی اور یہ آٹہون لفظ اوس کے آٹہہ فرزندون کے نام ہین -

پہر آپ ہی نے بحوالہ ضوابط عظیم لکہا ہے کہ ان آٹہون الفاظ کے خاص معنی ہین۔ یعنی (۱) ابجد آغاز کیا (۲) ہوّز ملگیا (۳) حطّی واقف ہوا (۴) کلمن سخنگو ہوا (۵) سعفص اس سے سیکہا (۶) قرشت ترتیب دیا (۷) ثخّذ نگاہ رکہا (۸) ضظّغ تمام کیا۔

ان آٹہون الفاظ کے متعلق صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ یہی ابو البشر ہی پر اول نازل ہوئے پہر اور انبیا علیہم السلام پر۔ بعض علما محققین نے ان کو بامعنی خیال کیا ہے اور بعض کے پاس بے معنی ہین یعنی اعلام۔ بعض آخر الذکر نے ان کو شیاطین اور سلاطین کے نام سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ صراح و منتخب اللغات اور منتہی الارب مین مذکور ہے۔ آخر پر آپ فرماتے ہین کہ جب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچتی ہے کہ یہ الفاظ صحف اور کتب سماویہ کے ذریعہ سے انبیا علیہم السلام پر نازل ہوے ہین اور اون کا واضع حق جلّ شانہ ہے تو وضع اول کو بے معنی نہین خیال کر سکتے اور وضع ثانی مین اونکو اعلام مین داخل کر لینا زمانیون کا اختیاری امر ہے اور اس وقت ہمارا اونکو بے معنی کہنا ہمارے قلّت و نقص علم کے سوا اور کچہہ نہین انتہی

الحاصل الفاظ ابجد کے جتنے اقسام اسی سلسلہ مین آنے والے ہین اون سب کا ماخذ یہی ابجد نوحی ہے اور اون الفاظ کے حروف باعتبار عدد اسی ابجد نوحی کے تابع ہین اہل فنون نے خصوصیات خاص اور اپنی اپنی ضرورت پر اون کے اقسام کو جدا جدا قائم کیا ہے۔ یہ ابجد زمانے مین کچہہ ایسی مرغوب ہوئی کہ اولاد آدم نے باوا آدم کے ابجد کو ترک کر کے اسی کو اختیار کیا۔

نقشۂ ذیل مین الفاظ ابجد نوحی کے حروف کو عددون کے ساتہ ہم نے ہدیۂ

ناظرین کیا ہے۔ نقشۂ ابجد نوحی

الفاظ	ابجد				ہوز			
حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	
الفاظ	حطی			کلمن				
حروف	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	
اعداد	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	
الفاظ	سعفص				قرشت			
حروف	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت
اعداد	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
الفاظ	ثخذ			ضظغ				
حروف	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ		
اعداد	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰		

(۳) ابجد ترفع وتنزل الفاظ ابجد کی تیسری قسم ابجد ترفع ہے جو آٹھ لفظون پر شامل ہے۔ انہین الفاظ اور اون کے اعداد سے اہل علم جفر وغیرہم نے بہی کام لیا ہے اور بلحاظ قواعد قبض وبسط اعداد حروف وبہ نسق مراتب احاد وعشرات اپنا مقصد حاصل کیا ہے۔ صنائع تاریخ سے صنعت بسط ترفع مین اسی ابجد سے کام لیا جاتا ہے۔

(۱) ایقغ (۲) بکر (۳) جلش (۴) دمت (۵) ہنث

(۶) وسخ (۷) زعذ (۸) حفص (۹) طحضظ

ان لفظون کے معنی سے کچھہ سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ہم لغات مین ان کے معنی ڈھونڈنے بیٹھین اور کسی لفظ کے کچھہ معنی نکل بھی آوین تو واضع کے مقصود سے ان کو کچھہ تعلق نہ ہوگا۔ ان الفاظ کے ہر ایک حرف کے وہی عدد ہون گے جو ابجد نوحی نمبر ۲ مین بیان ہوے ہین۔

ان الفاظ کا ایک نقشہ ہم نے ذیل مین دیا ہے جس کے ملاحظہ سی معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ مین پہلا حرف احاد کا ہے اور دوسرا حرف اسی مرتبہ کے عشرات کا اور تیسرا حرف اسی مرتبہ کے مآت کا۔ اسی طرح صرف لفظ اول مین چوتہا حرف اسی مرتبہ کے الوف کا ہے۔

مثلاً (ایقغ) اس کے پہلے حرف کا عدد ایک ہے تو دوسرے حرف کا عدد ایک صفر کی زیادتی سے دس اور تیسرے حرف کا عدد دو صفر کی زیادتی سے سو اور چوتہے حرف کا عدد تین صفر کی زیادتی سے ہزار۔ وقس علیہ البواقی۔

اس نرالی ابجد کا فائدہ صنائع تاریخ مین پہونچکر معلوم ہوگا جس کو نسق مراتب اعداد اور بسط کہا گیا ہے۔

اگر اس فن کا مبتدی اس قسم کی حقیقت سے آگاہ نہ ہولے تو وہ صنائع تاریخ کو آسانی کے ساتھ نہین سمجھہ سکتا۔

نقشۂ ذیل کے ہر ایک خانہ کے حروف کو اوپر سے نیچے کی جانب یعنی کہڑا پڑہیئے تو ابجد ترفع حاصل ہوگی۔ اور سطرون کے اصول پر سلسلہ وار آڑا پڑہیئے تو ابجد نوحی کے الفاظ حاصل ہون گے جن کا بیان نمبر (۲) پر گزر چکا ہے۔

بدین وجہ کہ ہر ایک لفظ مین ایک ہی عدد کے مراتب اعلی کے کل حروف جمع ہوے
ہین اس کو ابجد ترفع کہنا بیجا نہین ہے۔ اسی ابجد سے تنزل کا مقصد بھی
حاصل ہوتا ہے یعنی اسی ابجد کے ہر ایک لفظ کو الٹا دین تو اسکو ابجد تنزل کہا
جاسکتا ہے جیسے (ایقغ) کا عکس (غقیا) اور (بکر) کا عکس (رکب)
ہم نے نقشۂ ابجد ترفع کے بعد۔ ابجد تنزل کا بھی ایک نقشہ ہدیۂ ناظرین کیا ہے
اہل جمل نے اس ابجد کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہین رکھا۔
بدین وجہ کہ ابجد نمبر (۱) و (۲) کے نام ہین۔ ہم نے اون کے سکوت کو کم ترک
الاول للآخر کا مصداق سمجھا۔

واضح ہو کہ متقدمین نے ابجد تنزل کا بھی ذکر نہین کیا ہے در حالے کہ
صنائع تاریخ مین۔ بسط تنزل حرفی۔ بسط تنزل عددی۔ بسط تنزل طبعی۔
بسط تنزل بالطبع۔ بسط تنزل اوتار۔ بسط تنزل ازواج کی صنعتین موجود ہین
جن سے تمامتر ابجد تنزل کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے الفاظ ابجد مین یا
یہ جدت کی ہے کہ ابجد ترفع کے ساتھ ابجد تنزل کا بھی بیان کر دیا ہے۔

ابجد تنزل کے الفاظ سے پہلے لفظ کا پہلا حرف الوف کا ہے۔ اور
دوسرا حرف مآت کا۔ اور تیسرا حرف عشرات کا۔ اور چوتھا حرف
آحاد کا۔ باقی ۸ الفاظ سہ حرفی ہین جن مین حرف اول متعلق بہ مآت
ہے۔ اور حرف دوم متعلق بہ عشرات۔ اور حرف سوم متعلق بہ آحاد

نقشۂ ابجد ترفع

	مراتب	مرتبۂ اول	مرتبۂ دوم	مرتبۂ سوم	مرتبۂ چہارم	مرتبۂ پنجم	مرتبۂ ششم	مرتبۂ ہفتم	مرتبۂ ہشتم	مرتبۂ نہم
	الفاظ ابجد ترفع	ایقغ	بکر	جاش	دمت	ہنث	وسخ	زعذ	حفض	طصظ
آحاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ	•	•	•	•	•	•	•	•
	اعداد	۱۰۰۰	•	•	•	•	•	•	•	•

نقشۂ ابجد تنزل

	مراتب	مرتبۂ اول	مرتبۂ دوم	مرتبۂ سوم	مرتبۂ چہارم	مرتبۂ پنجم	مرتبۂ ششم	مرتبۂ ہفتم	مرتبۂ ہشتم	مرتبۂ نہم
	الفاظ ابجد تنزل	غقیا	رکب	شلج	تمد	ثنہ	خسو	ذعز	ضفح	ظصط
آحاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ	•	•	•	•	•	•	•	•
	اعداد	۱۰۰۰	•	•	•	•	•	•	•	•

بعض محققین جمل نے نقشۂ اول سے یہ بات پیدا کی ہے کہ اصطلاح جمل مین احاد وعشرات ومآت والوف کے پہلے مرتبہ کا نام (ایقغ) رکہہ دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مرتبہ کا نام (بکر)۔ تیسرے مرتبہ کا نام (جلش)۔ چوتہے مرتبہ کا نام (دمت) پانچوین مرتبہ کا نام (ہنث)۔ چہٹے مرتبہ کا نام (وسخ)۔ ساتوین مرتبہ کا نام (زعذ) آٹہوین مرتبہ کا نام (حفض)۔ نوین مرتبہ کا نام (طصظ) ان الفاظ کے نہ کوئی معنی ہین اور نہ وجہ تسمیہ کے ساتہ اون کو کوئی معنوی تعلق۔

(۴) ابجد سبعہ | اہل تنجیم اور وفق وتکسیر ودعوت وغیرہم نے اپنے اپنے اغراض خاص کے لحاظ سے الفاظ ابجد نوحی مین تصرف کیا ہے۔ اور ایک خاص ابجد قرار دی ہے جس کے الفاظ (۷) ہین۔

(۱) ابجد (۲) ہوزح (۳) طیکل (۴) منسع
(۵) فصقر (۶) شتخ (۷) ذضظغ۔

اس تغیر لفظی کا اثر اعداد مروجہ ومقررہ پر کچہہ نہین پڑتا۔ ہر ایک حرف کے لئے جو عدد بقاعدہ جمل وابجد نوحی معین ومقرر ہے۔ وہی قائم ہے۔ انہون نے کل حروف کو ایام ہفتہ اور سبعہ سیارہ پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر ایک دن اور ہر ایک ستارہ سے کئی کئی حروف کو مخصوص کیا ہے۔ اگر مورخین کو ان الفاظ اور اون کی حقیقت سے آگہی رہے گی تو وہ تاریخ گوئی مین صنائع وبدائع سے کام لے سکین گے یہی وجہ ہے کہ ہمنے ان الفاظ کو بہی ایک خاص نمبر پر قائم کیا ہے۔ نقشۂ ذیل مین ہمنے حقیقت الفاظ کی صراحت کی ہے۔ بدین وجہ کہ اس ابجد کا تعلق سات دن اور سبعہ سیارہ سے ہے لہذا اس کو اہل فن نے ابجد سبعہ کہا ہے۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	حروف واعداد			
زحل	شنبہ	ابجد	ا	ب	ج	د
			۱	۲	۳	۴
مشتری	پنجشنبہ	ہوزح	ہ	و	ز	ح
			۵	۶	۷	۸
مریخ	سہ شنبہ	طیکل	ط	ی	ک	ل
			۹	۱۰	۲۰	۳۰
شمس	یکشنبہ	منسع	م	ن	س	ع
			۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
زہرہ	جمعہ	فصقر	ف	ص	ق	ر
			۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰
عطارد	چارشنبہ	شتثخ	ش	ت	ث	خ
			۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰
قمر	دوشنبہ	ذضظغ	ذ	ض	ظ	غ
			۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

(اِفادہ) واضح ہو کہ بقاعدہ نجوم ہر ایک دن مین وقت طلوع سے اُس ستارہ کی بادشاہت کا آغاز ہوتا ہے جو اوس دن کے لئے مقرر ہے۔ ایک گھنٹہ تک اُس کی بادشاہت بدون وزارت مستقل ہوتی ہے۔ دوسرے گھنٹہ مین بادشاہ کی حکومت کے ساتھ ایک دوسرے ستارہ کی وزارت شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر ایک گھنٹہ میں وزیر بدلتا رہتا ہے مثلاً شنبہ کا بادشاہ زحل ہے تو
فرض کرو کہ طلوع کا وقت صبح کے ۶ بجے ہے تو ۶ سے ۷ بجے تک زحل کی بادشاہت
بلا شرکت وزیر ہے۔
۷ سے ۸ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
۸ سے ۹ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۹ سے ۱۰ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
۱۰ سے ۱۱ تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
۱۱ سے ۱۲ تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
۱۲ سے ایک گھنٹہ تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
۱ سے ۲ تک پھر پہلے گھنٹہ کی کیفیت ہوگی یعنی زحل کی بادشاہت
بدون وزیر مستقل رہے گی۔
۲ سے ۳ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
۳ سے ۴ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۴ سے ۵ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
۵ سے ۶ بجے شام تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
۶ سے ۷ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
۷ سے ۸ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
۸ سے ۹ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت مستقل بدون وزیرت۔
۹ سے ۱۰ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۱۰ سے ۱۱ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۱۱ سے ۱۲ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
۱۲ سے ایک بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
۱ سے دو بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
۲ بجے سے ۳ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
۳ بجے سے ۴ بجے شب تک پہر اسی زحل کی بادشاہت مستقل بلا وزیر۔
۴ بجے سے ۵ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
۵ بجے سے ۶ بجے صبح ثانی تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۶ بجے صبح یکشنبہ سے زحل کی بادشاہت جاتی رہے گی۔ اور سلسلہ وزارت مین چونکہ شمس کا درجہ تہا لہذا وہی اس دن کا بادشاہ رہے گا۔ اور اوس کی بادشاہت کے لئے وزرا کا وہی دور تسلسل رہیگا جو بطور تمثیل روز شنبہ کے لئے بیان ہوا۔

اب اس قدر اور جاننا چاہیے کہ سبعہ سیارہ مین بقاعدہ نجوم ۴ سعد مانے گئے ہین اور ۳ نحس۔

سعد مین پہلا درجہ مشتری کا ہے۔ اور دوسرا درجہ زہرہ کا۔ اور یہہ دونون ہر حالت مین سعد ہین۔ اور تیسرا درجہ قمر کا جو زوال ماہ مین نحس کہلاتا ہے۔ اور چوتہا درجہ عطارد کا ہے۔ لیکن اس مین یہ نقص ہے کہ اگر خود بادشاہ تو مسعود ہے اور باوجود وزرائے نحس کے اپنے مسعود اثر کو قائم رکہتا ہے۔ لیکن اگر کسی غیر مسعود بادشاہ کے دن اس کی وزارت آجاوے تو غیر مسعودی مین بادشاہ کا

تابع ہوجاتا ہے۔ برخلاف مشتری اور زہرہ کے یعنی یہ دونوں اگر غیر مسعود بادشاہ کی حکومت مین وزیر ہون تو اپنے سعد اثر سے بادشاہ کی غیر مسعودی کو کم کرینگے اور خود اوس کے تابع نہ ہون گے۔

جس طرح چار سیّارے سعد ہین اسی طرح ۳ سیّارے غیر سعد مانے گئے ہین۔ اوّل درجہ مین زحل۔ دوسرے درجہ مین مریخ۔ تیسرے درجہ مین آفتاب۔

معزز ناظرین ہمکو معاف فرماوین کہ ہمنے اس مضمون معترضہ مین ان کا وقت ضائع کیا اور فن جمل سے غیر متعلق چند امور کو اس موقع پر بیان کیا لیکن غور فرمایا جاوے تو ہر ایک اس شخص کو جو فن جمل سے واقف ہونا چاہتا ہے باغراض خاص نجوم کے اس قدر کلّیون سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہین ہے اس لئے کہ

فرض کرو ہم ایک لڑکے کی ولادت کی تاریخ لکہنا چاہتے ہین اور چونکہ اس کی ولادت بروز شنبہ وقت ۸ ساعت صبح واقع ہوئی ہے۔ ہم واقف ہین کہ روز شنبہ کا بادشاہ زحل ہے۔ اور روز شنبہ۔ اور زحل کے حروف۔ ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہین۔ اور ۸ بجے صبح سے ۹ تک مریخ کی وزارت ہے جس کے حروف۔ ط۔ ی۔ ک۔ ل۔ ہین۔ اور ہم تاریخ کے لکھنے مین اس کی پابندی کرین گے کہ مادّہ کا مصرع ایسے الفاظ مین واقع ہو جو حتے الامکان انہین آٹھہ حروف سے مرکب ہون تو ہمارا ایسا مادّہ تاریخ بہت زیادہ قابل تعریف ہوگا۔ یا اگر ہمنے اس لڑکے کو مریخ یا زحل سے استعارہ کرکے یا ایسے کنایہ سے جس کا اشارہ مریخ یا زحل کی جانب ہوتا ہو مادّہ تاریخ تجویز کیا تو ایسا مادّہ قابل تعریف ہوگا۔ الغرض اس بیان کا حقیقی کا لطف ناظرین کتاب کو اوسی وقت حاصل ہوگا جبکہ وہ

صنائع تاریخ گوئی کی سیر اس کتاب کے باب دوم سے فرماوین ۔

(۵۱) ابجد عناصر | اہل فنون مذکورۃ الصدر نے بلحاظ تعلق عناصر یعنی ۔ آتش خاک ہوا۔ آب ۔ اونہیں الفاظ کو جو نقشۂ متذکرہ ابجد نمبر (۴) مین بیان ہوئے ہین چارون عناصر سے متعلق کیا ہے یعنی ہر ایک عنصر سے کئی کئی حروف متعلق کئے ہین ۔

ہمنے نقشۂ ذیل ہین اس مقصد کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے ۔

الفاظ	ابجد	ہوزح	طیکل	منسع	فصقر	شتثخ	ذضظغ
حروف آتشی	ا	ہ	ط	م	ف	ش	ذ
	۱	۵	۹	۴۰	۸۰	۳۰۰	۷۰۰
حروف خاکی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض
	۲	۶	۱۰	۵۰	۹۰	۴۰۰	۸۰۰
حروف ہوائی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ
	۳	۷	۲۰	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰
حروف آبی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ
	۴	۸	۳۰	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۱۰۰۰

نقشۂ بالا کی کہڑی سطرین مسلسل پڑہی جاوین تو اون سے ابجد نوحی کے مروّجہ الفاظ بہی حاصل ہوتے ہین ۔ اور وہ خاص الفاظ بہی جن سے متعلق یہ بیان ہے اسی نقشہ سے واضعان فن کے مقرر کئے ہوے چار ایسے الفاظ حاصل ہوتے ہین جن کو ہر ایک عنصر سے تعلق ہے ۔ یعنی

(اَ) نقشہ کی سطر اول کے حروف سے اہطمفشذ

(۲) نقشہ کی سطر دوم کے حروف سے بوینصتثض
(۳) نقشہ کی سطر سوم کے حروف سے جزکسقثظ
(۴) نقشہ کی سطر چہارم کے حروف سے دحلعرخغ

اگرچہ یہ چارون الفاظ بے معنی اور صرف حروف کا مجموعہ ہین لیکن محققین فن نے ان کو اس لیئے قائم کردیا ہے کہ یاد رکہنے مین آسانی ہو۔

اہل فن نے پہلے لفظ کو آتشی کہا ہے۔ اور دوسرے لفظ کو خاکی۔ اور تیسرے لفظ کو ہوائی۔ اور چوتہے لفظ کو آبی۔

کتاب المداخل مین لکہا ہے۔ کہ حروف آتشی مفتوح کہلاتے ہین۔ اور حروف خاکی مجزوم۔ اور حروف ہوائی مضموم۔ اور حروف آبی مکسور۔

حروف چارگانہ باعتبار عناصر کا ذکر مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بہی کیا ہے۔

ان حروف اور ان الفاظ کی ضرورت صنائع تاریخ مین پڑے گی جن کا بیان اس کتاب کے دوسرے باب مین آوے گا۔ انشاء اللہ

صاحبان جمل نے اس ابجد کا کوئی نام نہین رکہا۔ اور نہ یہ کبہی درست تہا ہم نے اس کو ابجد عناصر سے موسوم کیا ہے۔ جو وجہ تسمیہ پر حاوی ہے

(۶) ابجد طبیعی مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے بہی اس کا ذکر کیا ہے کہ علماے جفر وغیرہم کے پاس بلحاظ طبائع مرکبہ۔ حروف ابجد چار اقسام پر منقسم ہین

حروف حارّہ - ۱۴ ہین - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ج - ز - ک - س - ق - ث - ظ - ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
جزکسقثظ - بنائے گئے ہین - لفظ اول آتشی ہے - اور لفظ دوم ہوائی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا - اسیطرح
حروف باردہ - بہی ۱۴ ہین ج ز ک س ق ث ظ
د - ح - ل - ع - ر - خ - غ - ان حروف سے الفاظ جزکسقثظ
دحلعرخغ - بنائے گئے ہین - لفظ اول ہوائی ہے - اور لفظ دوم آبی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا - اسیطرح
حروف رطبہ - ۱۴ ہین - د - ح - ل - ع - ر - خ - غ
ب - و - ی - ن - ص - ت - ض - ان حروف سے الفاظ دحلعرخغ
بوینصتض - بنائے گئے - لفظ اول آبی ہے - اور لفظ دوم خاکی -
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا - اسیطرح
حروف یابسہ - ۱۴ ہین - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ
ب - و - ی - ن - ص - ت - ض - ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
بوینصتض - بنائے گئے ہین - لفظ اول آتشی ہے اور لفظ دوم خاکی جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا
ہم خیال کرتے ہین کہ متقدمین نے اس بیان مین صرف بنظر اختصار او نہین چار الفاظ
مرکبہ سے کام لیا ہے جو بیان ماضیہ مین گزرے ہین - اس بیان کی خاص ابجد کا
ذکر نہین کیا - اور اصول بیان اس کا متقاضی ہے کہ اس کی خاص ابجد بیان کیجائے
جس کا نام ابجد طبیعی ہونا چاہیئے - اور ان الفاظ اور نام کی وضع کو متقدمین نے

ہمارے لئے چھوڑ دیا۔

صنائع تاریخ میں مورخ کو اس ابجد سے بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
					[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
[illegible]			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
[illegible]	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
	9	[illegible]					9	[illegible]
	[illegible]	[illegible]					[illegible]	[illegible]
	ا	ا					ا	ا

اکثر رسائل علم جفر مین اس کا ذکر ہے۔ ان ساتون الفاظ سے پہلے حرف کا تعلق انسان کے سر و ما یتعلق بہ سے ہے اور حرف دوم کا تعلق اوس حصہ جسم انسانی سے ہے جو مقعد سے قدمین تک ہو۔ اور تیسرے حرف کا تعلق رگ گردن سے سر فواد تک۔ اور چوتہا حرف سر فواد سے سر ذکر تک۔

متقدمین نے اس ابجد کے لئے کوئی نام تجویز نہین کیا۔ ہماری راے مین اس کو ابجد ابدان کہنا چاہیئے۔

عالمان فن نے چار مرکب الفاظ وضع کئے ہین۔ اور ہر ایک لفظ کو جسم کے ایک حصہ کے ساتہ مخصوص فرمایا ہے۔ اور یہ چارون الفاظ نقشہ صدر کے آخر خانے مین بیان ہوے ہین۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ للراس وما حولہ قیل (اہطمفشذ) وللمقعد الی الافخاذ والقدمین (بویصنتض) وللاوداج الی راس الفواد (جزکسقثظ) ولراس الفواد الی راس الذکر (دحلعرخغ) یعنی سر اور اوس کے متعلقات کے لئے لفظ نمبر (۱) ہے۔ یعنی اس لفظ مین جتنے حروف ہین وہ سر و ما یتعلق بہ سے متعلق ہین۔ اور مقعد سے قدمین تک کے لئے لفظ نمبر ۲۔ علی ہذا رگ گردن سے سر فواد تک کے لئے لفظ نمبر ۳۔ اسی طرح سر فواد سے سر ذکر تک کے لئے لفظ نمبر ۴۔

اور یہ چار الفاظ مرکبہ بہی وہی ہین جن کا ذکر ابجد عناصر مین ہوا ہے۔ اس ابجد کو بہی صنائع تاریخی سے بہت کچہہ تعلق ہے۔

(۳) اختلاف مذاہب جمل کا بیان

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ اہل جمل کے دو مذہب ہین۔ ایک مذہب مشارقہ

جس کے پیرو ون سے امام محمد غزالی اور شیخ احمد بونی وغیرہما ہین۔ دوسرا مذہب مغاربہ جس کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ ابوالحسن شاذلی اور ابن خلدون وغیرہم نے اختیار کیا تہا اوران دونون مذاہب کا اختلاف صرف چھہ حروف مین ہے۔ جس کو ہمنے نقشۂ ذیل مین دکہلایا ہے۔

نمبر	حروف	عدد حسب مذہب مشارقہ	عدد حسب مذہب مغاربہ
۱	س	۶۰	۳۰۰
۲	ص	۹۰	۶۰
۳	ش	۳۰۰	۱۰۰۰
۴	ض	۸۰۰	۹۰
۵	ظ	۹۰۰	۸۰۰
۶	غ	۱۰۰۰	۹۰۰

نصر ابوالوفائی الہورینی نے مقدمہ تاریخ ابن خلدون پر جو کہ مصر مین طبع ہوا ہے بضمن تصحیح لکہا ہے کہ ترتیب طبائع الحروف عند المغاربۃ غیر ترتیب المشارقۃ منہم الغزالی کما ان الجمل عندہم مخالف فی ستۃ احرف فان الصاد عندہم بستین والضاد بتسعین والسین المہملۃ بثلث مائۃ والظاء بثمان مائۃ والغین بتسع مائۃ والشین بالف (انتہی) یعنی ترتیب طبائع حروف کی مغاربہ کے پاس برخلاف مشارقہ ہے۔ اور امام غزالی مشارقہ مین داخل ہین جیساکہ ۶ حروف کے اعداد مین اختلاف ہے۔ پس صاد کے عدد مغاربہ کے پاس ۶۰ ہین

اور ضاد کے ۹۰ اور سین مہملہ کے ۳۰۰ اور ظار معجمہ کے ۸۰۰ اور غین کے ۹۰۰ اور شین کے ۱۰۰۰۔

صاحب معدن الجواہر نے بحوالہ کتاب المطالع النصریہ للمطابع المصریۃ لکھا ہے کہ ان ماذکرہ المحشی فی ترتیب الابجدیۃ من الشعر وغیرہ اصول الخطیۃ انما ہو علی طریقۃ المغاربۃ دون ما علیہ امام المشارقۃ الغزالی وغیرہ ویبتنی علی اختلاف الطریقتین الاختلاف فی اعدادہا بالجمل والخلاف بینہما فی اعداد ستۃ احرف وہی السین والصاد المہملتان والشین والضاد والظار والغین المعجمات فالسین عندنا (ای عند المشارقۃ بستین وعندہم (ای عند المغاربۃ) بالثلث مائۃ التی ہی عدالشین المعجمۃ عندنا وہی عندہم آخرالحروف بالالف الذی ہو عدالغین عندنا وہی عندہم بالتسع مائۃ التی ہی عد والظار عندنا وہی عندہم بالثمانمائۃ التی ہی عد والضاد عندنا وہی عندہم بالتسعین الذی ہو عد والصاد عندنا وہی عندہم بستین عد والسین التی ابتدارنا بہا (انتہیٰ) یعنی یہ تحقیق جو کچھ ذکر کیا ہے محشی نے ترتیب حروف ابجد کے متعلق خواہ وہ شعر میں ہو یا غیر شعر میں سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ مغاربہ کا طریقہ ہے برخلاف مشارقہ کے جس میں امام مشارقہ غزالی وغیرہ ہیں اور اختلاف اعداد جمل کا مبنی ہے ان دونوں طریق کے اختلاف پر جو صرف چھ حروف میں ہے اور نہیں میں سے ہے سین اور صاد مہملہ اور شین اور ضاد اور ظار اور غین معجمہ پس سین کے عدد ہمارے یعنی مشارقہ کے پاس ۶۰ ہیں اور مغاربہ کے پاس ۳۰۰ اور یہ ۳۰۰ ہمارے پاس شین کے عدد ہیں اور یہی

شین حرف آخر اور ہزار عدد کا ہے مغاربہ کے پاس اور ہزار عدد کا حرف ہمارے پاس غین ہے اور اسی غین کے عدد مغاربہ کے پاس ۹۰۰ ہین جو ہمارے پاس ظار کے عدد ہین اور اسی ظار کے عدد انکے پاس ۸۰۰ ہین جو ہمارے پاس ضاد کے عدد ہین اور اسی ضاد کے عدد ان کے پاس ۹۰ ہین جو ہمارے پاس صاد کے عدد ہین اور اسی صاد کے عدد ان کے پاس ۶۰ ہین جو ہمارے پاس سین کے عدد ہین جس سے ہم نے اس تقریر کی ابتدار کی (انتہیٰ)

ہم نے اختلاف مذاہب کا بیان صرف ناظرین کتاب و شائقین فن کی بصیرت بڑھانے کے لئے کیا ہے۔ فی زماننا جمہور متاخرین کا اتفاق مذہب مشارقہ پر ہے اور اسی سے کام لینا چاہیئے۔

حاصل یہ ہے کہ مذہب مشارقہ کی ابجد تو وہی ابجد نوحی ہے جس پر کل کا اتفاق ہے۔ اور مذہب مغاربہ کی ابجد باختلاف املار بعض الفاظ ابجد ہوز۔ حطی۔ **کلمن۔ سعفض۔ قرست۔ ثخذ۔ ظغش۔** ہے۔ ہم نقشۂ ذیل میں دونون کا مقابلہ کرکے دکھلاتے ہین۔ اور یہ صرف ناظرین کتاب کی تفریح طبع کے لئے ہے۔

مذہب مشارقہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
مذہب مغاربہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

[illegible]	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ثـ	خ	ذ	ض	ظ	غ
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰
[illegible]	ص	ع	ف	ض	ق	ر	س	ت	ث	خ	ذ	ظ	غ	ش
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

اس نقشہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اختلاف مذاہب صرف سطر دوم مین ہے یعنی بعض عشرات و مآت والف مین۔

اب ہم حیران ہین کہ یا اللہ یہ اختلاف آخر کسی نہ کسی اصول پر مبنی ہونا چاہیئے تہا۔ اور کوئی ایک اصول اس اختلاف کا ابتک ہماری سمجھ مین آیا ہے اور نہ مغاربہ نے اس کا اشارہ کیا ہے۔ ہم اس کتاب کے گزشتہ حصہ مین بذیل الفاظ جمل بیان کر آئے ہین کہ بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم علیہ السلام کے الفاظ۔ ابجد نوحی کے سوا بیان کئے ہین۔ پس خیریت یہ ہوئی کہ کوئی خاص فرقہ ابجد آدم کا پیرو نہ بنا ورنہ ایک تیسرے اختلاف کیلئے ماخذ اور مادہ موجود تہا اور اس کے پیرو خلف کہلانے کے مستحق ہوتے اس لئے کہ اون کی پیروی باوا آدم کی ابجد کو رواج دیتی۔

حاصل یہ ہے کہ مشارقہ ہون یا مغاربہ دونون پر ناخلفی کا الزام ضرور عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ باوا آدم کی ابجد کو چہوڑ کر آدم ثانی کی پیروی مین لڑے ہین لیکن مغاربہ یہ ضرور کہین گے کہ ہمنے اس اختلاف کو آدم ثانی ہی سے سیکہا ہے کہ اونہون نے باوا آدم کی خود پیروی نہین کی۔ لیکن وہ یہ نہین جانتے کہ چہوٹے باوا بہی اوستاد ازل کے شاگرد تہے جس نے بڑے

باوا کی تعلیم کی تھی۔

اگرچہ اہل جمل کے پاس یہ الفاظ اور اون کے حروف کے یہ اعداد متبرک ہین لیکن اگر کسی نے اس قاعدہ پر عمل کر کے اس کی صراحت کر دی تو وہ عمل قابل اعتراض نہ ہوگا۔ اس لئے کہ بے شک ایک صحیح اصول پر اس کی بنیاد ہے۔ اور جنکی زبانون مین فن جمل جاری نہین ہے وہ اسی کی مدد سے فن جمل کو اپنی زبان مین جاری کر سکتے ہین اور ہمنے حروف ابجد کے بیان مین اسکی جانب اشارہ بھی کیا ہے۔

ایک اور اختلاف ہے جو بعض حروف کے اعداد مین اسوجہ سے پیدا ہوا ہے کہ رسم الخط نے اشکال حروف مین ضرورت کے لحاظ سے تبدیل کی ہے جیسے تاے مدوّر جو بعض مواقع مین بشکل ہاے ہملہ لکھی جاتی ہے یا الف ممدودہ پر رسم الخط عربی نے ایک کھڑا زبر بشکل الف۔ اور فارسیون نے مد بڑھایا ہے۔ بعضون نے ہمزہ کا ایک عدد محسوب کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ الحاصل ان امور مین بھی مختلف مذاہب ہو چکے ہین۔ لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ یہ اختلافات اصولی نہین ہین بلکہ فروعی ہین۔ اور ہمارا یہ بیان اصولی اختلافات سے مخصوص ہے۔ لہذا ہم اون فروعی اختلافات کو قواعد جمل کے ذیل مین بیان کرنا پسند کرتے ہین جہان ہر ایک حرف کے رسم الخط اور اعداد سے بحث کی گئی ہے۔

(۴) اقسام جمل کا بیان

بیان عام | اگرچہ بعض صاحبان تحقیق نے جمل کے صرف دو اقسام کا ذکر فرمایا ہے ایک جمل کبیر۔ دوسری جمل صغیر۔ اور بعض دقیقہ سنجون نے ایک تیسری قسم بھی

پیدا کر کے اوسکو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔ لیکن غور و تامل سے معلوم ہوتا ہے
کہ درحقیقت جمل کے پانچ اقسام ہین (۱) جمل اصغر (۲) جمل صغیر (۳) جمل وسیط
(۴) جمل کبیر (۵) جمل اکبر۔ صاحب معدن الجواہر نے اقسام جمل مین ایک اور
قسم بھی پیدا کی ہے اور اس کو جمل تہجی سے موسوم فرمایا ہے لیکن ہم کو اس چھٹی
قسم سے اختلاف ہے۔ یہ وہی جمل ہے جس کو جمل آدم کہتے ہین جس کا ضروری
بیان ہم بیان الفاظ جمل مین تفصیلاً اور اختلاف مذاہب جمل مین اجمالاً کر آئے ہین
یعنی اہل تحقیق نے جس جمل کو ابوالبشر آدم علیہ السلام کی جانب منسوب کیا ہے جسمین
حروف تہجی کا سلسلہ مروجہ قائم رکھکر اوس کے عدد اسی سلسلہ سے لئے جاتے ہین
وہی جمل آدم ہے اسی کو صاحب معدن الجواہر نے جمل تہجی کہا ہے۔ لیکن ہرگاہ جمل
تہجی یا جمل آدم کو اولاد آدم مین مقبولیت کا درجہ نصیب ہی نہین ہوا اور آدم
ثانی نوح علیہ السلام کے جمل نوحی کا رواج قرار پا گیا تو ہم کو اس باب مین جو تمام
جمل نوحی سے متعلق ہے جمل آدم کو اس کی ایک قسم قرار نہ دینا چاہیئے اس لئے کہ
جمل آدم یا جمل تہجی اصول مین داخل ہے اور یہ بیان ذیلی ہے۔

اگر ہم اپنی کتاب کو صرف جمل تہجی ہی سے متعلق کرین تو بھی تمام اقسام اسکے ذیل مین
بھی بیان ہوسکین گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے جمل آدم کا ذکر الفاظ جمل اور اختلاف
مذاہب کے بیان مین کیا۔ اور اقسام جمل کے بیان کو صرف جمل نوحی یعنی جمل مروجہ
کے ذیلی اقسام سے مخصوص رکھا ہے۔ پس پانچون اقسام متذکرۂ بالا کو ہم ذیل مین
جدا جدا بیان کرتے ہین۔

(۱) جمل اصغر | ہمکو جمل اصغر کے بیان مین صاحب معدن الجواہر کی رائے کے ساتھ

پورا اتفاق ہے کہ جمل اصغر درحقیقت وہی ہے جس کو اہل حساب جفر وغیرہ نے جمل کبیر سے موسوم کیا ہے یعنی انہون نے جمل نوحی اور جمل مروجہ کے حروف ابجدی کے اعداد مین یہ التزام کیا ہے کہ جن حروف کو احاد سے تعلق ہے وہ انکو بحال خود چہوڑ دیتے ہین اور حروف متعلقہ عشرات و مآت والف کے اعداد کو ۱۲ یا ۹ پر تقسیم کرتے ہین اور بعد تقسیم جو کسر باقی رہجاتی ہے اوسکو حرف مذکور کا عدد قرار دیتے ہین مثلاً (ی) کے عدد ۱۰ ہین جس کو ۹ پر تقسیم کرنے سے ایک عدد بچ رہتا ہے تو (ی) کو ایک کا مساوی خیال کرتے ہین یعنی ی کا عدد بہی مثل الف کے ایک قرار دیتے ہین۔

اسی طرح ک کے عدد ۲۰ کو ۱۲ پر تقسیم کرتے ہین اور آٹھہ کی کسر جو بچ رہتی ہے اوسی کو ک کا عدد خیال کرتے ہین۔

پہلی صورت یعنی ۹ کو طرح دینے یا ۹ پر تقسیم کرنے کا بیان حاشیہ اسمٰعیل قونوی متعلق بہ تفسیر بیضاوی مین ہوا ہے اور ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ مین اسکا جدا لکہا ہے۔

دوسری صورت یعنی ۱۲ کو طرح دینے یا ۱۲ پر تقسیم کرنے کا بیان بہی حاشیہ قونوی مین مذکور ہے پس جب کہ ان دونون طریقون سے اصل عدد حروف ابجد کا گہٹ کر ایک قلیل تعداد پر باقی رہجاتا ہے تو اوس کو جمل اصغر کہنا مناسب ہے نہ جمل کبیر اس نام مین ہمارا اور اون کا اختلاف صرف اعتباری ہے اور بس۔

ذیل مین الف اور ب کے نام سے دو نقشے دیئے جاتے ہین جن سے جمل اصغر کے اعداد ہر ایک حرف ابجدی کے مقابلہ مین معلوم ہو سکتے ہین۔

نقشۂ الف متعلق بہ طرح ۹

آحاد و آحاد بجائے	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات و مآت و الوف بجائے طرح ۹	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	غ								
	۱								

نقشۂ ب متعلق بہ طرح ۱۲

آحاد بجائے	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
بجائے طرح ۱۲	۰	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	۰
		۸	۶	۴	۲	۰	۱۰	۸	۶	
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	۰
	۴	۸	۰	۴	۸	۰	۴	۸	۰	
	غ									
	۴									

اِن دو نون نقشون کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ جمل اصغر مین بعض حروف کے عدد تو بحال خود قائم رہے جیسے نقشۂ (الف) مین ا ب ج د ہ و ز ح ط اور نقشۂ (ب) مین ان حروف کے سوا حرف ی بھی بحال خود رہا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان حروف کے اعداد مین ۹ کے طرح دینے کی گنجائش ہی
نہ تھی اور نہ ۱۲ کا طرح دینا ممکن تھا۔

اسی جمل اصغر مین اکثر حروف کے اعداد بعد طرح ۹ یا ۱۲ گھٹ کر عشرات
اور مآت اور الف کے درجہ سے احاد مین آگئی جیسے نقشہ (الف) مین ی سے
آخر تک۔ اور نقشہ (ب) مین۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔
ر۔ ت۔ ث۔ ذ۔ ض۔ غ۔

اسی جمل اصغر سے بعض حروف کے اعداد ۱۲ کے طرح دینے کے بعد بھی
نہ رہے۔ جیسے نقشہ (ب) مین۔ س۔ ش۔ خ۔ ظ۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر ہم جمل اصغر کے قاعدہ سے کوئی تاریخ لکھین
تو ہمکو بعض حروف کے عدد ہی لینے ہونگے اور باقی ماندہ حروف کے عدد عموماً احاد
ہی لینے پڑینگے بعض ناظرین کے دل مین یہ خیال ضرور آویگا کہ صرف احاد سے بمد تاریخ کا
حاصل ہونا بہت دشوار ہوگا۔ ہم اون کو اطمینان دلاتے ہین کہ اس کتاب کی فصل
اول متعلقہ باب دوم مین صنائع تاریخ کے پڑھنے کے بعد اونکو تسکین ہو جاوے گی
کہ صرف احاد سے بہی تاریخ لکہی جاسکتی ہے۔ یا اگر ہم کو کوئی مبسوط تاریخ نثر مین
لکہنے کا اتفاق ہو تو اوس وقت بہی جمل اصغر سے بخوبی کام لیا جاسکتا ہے۔
اس لئے کہ تاریخ صرف نظم سے مخصوص نہین ہے۔

اس موقع پر البتہ ایک بات کہٹکتی ہے کہ نقشہ (الف) مین ط کا عدد ۹
کیونکر قائم رکہا گیا۔ اور نقشہ (ب) مین س۔ ش۔ خ۔ ظ۔ کو عدد سے کیون
محروم کیا گیا۔ اگر س کے عدد ۶۰ کو ۱۲ پر تقسیم کرنے یا ۱۲ کو اسمین طرح دینے

کے بعد اس کی کسرات کچھ نہ باقی رہی اور اس وجہ سے اس کو بے عدد قرار دیا گیا تو ط کے عدد میں ۹ کو طرح دینے کے بعد بھی وہی نتیجہ حاصل ہوتا تھا یعنی ط کو بھی بے عدد قرار دیا جا سکتا تھا درحالیکہ نقشہ (الف) میں ط کا عدد ۹ قائم رکھا گیا ہے۔ اور نقشہ (ب) میں س۔ ساقط العدد ہے۔ اس کے متعلق ہم بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ واضع قاعدہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اور ایسا ہی عمل کیا ہے اگر آج ہم اپنی رائے سے اس قاعدہ میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہوں تو ط کو بھی ساقط العدد قرار دے سکتے ہیں۔

ہماری ذاتی رائے ط کی نسبت بھی یہی ہے کہ بقاعدہ جمل اصغر اس کو ساقط العدد قرار دینا چاہیئے۔ اگرچہ صاحب معدن الجواہر اس جزئیہ میں ساکت ہیں۔ اور متقدمین کا مذہب بھی اس کے خلاف ہے۔

(۲) جمل صغیر | جمل صغیر کو متقدمین نے زبر بھی کہا ہے۔ زبر بضمتین زبان عربی کا لفظ ہے زبور کی جمع اور زبر بفتح اول بمعنی نوشتہ و کتاب و اصطلاح اہل جمل میں زبر یا جمل صغیر اسم حرف کے پہلے حرف کے عدد کو کہتے ہیں جس کا نام مسمّی ہے مثلاً ب کا اسم ملفوظ با ہے اور ج کا اسم ملفوظ (جیم) اور ذ کا اسم ملفوظ (ذال) پس لفظ جیم سے صرف حرف ج اور لفظ دال سے صرف حرف د کا عدد تو زبر ہے اور ما بقی دو حروف یعنے ی م یا ا۔ ل کے اعداد کو بینات کہتے ہیں۔ بینات کا تفصیلی بیان جمل وسیط میں ہوگا انشاء اللہ تعالے۔ جمل صغیر کو اقسام جمل کی تعریفات کے لحاظ سے درحقیقت فن جمل کا ایک اصول عام مانا گیا ہے لیکن بدین وجہ کہ اقسام جمل مختلف اعتبارات سے جدے جدے بیان ہوئے ہیں ہم نے جمل صغیر کو بھی جمل اصغر کے بعد بطور قسم

جمل بیان کر دینا مناسب سمجھا۔ اور تقسیم اور تعریفات خود اس بات کی متقاضی ہین
کہ جمل صغیر کو دوسرے درجہ مین بیان کرین۔ اگر اس تقسیم اور تعریفات مختلفۂ اقسام
جمل سے قطع نظر کی جاوے۔ اور اون اقسام کو صنائع جمل مین شامل کیا جاوے تو خود
اصل فن کا نام جمل صغیر قرار پاوے گا۔ لیکن چون کہ متقدمین نے جمل صغیر کے مقابلہ
مین جمل وسیط و کبیر کو بھی بیان کیا ہے لہذا ہم اصول تقسیم مین اونہین کی پیروی کرتے
ہین۔ اور جمل صغیر کو اقسام جمل ہی مین شمار کرتے ہین۔

میر عبد الرشید تتوی نے منتخب اللغات شاہجہانی مین اور صاحب غیاث
اللغات نے لفظ جُبّیات کے ضمن مین اور نیر صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر کیا ہے

(افادہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین فرمایا ہے کہ فالزبر عبارۃ
عن کلمۃ تصاعد اًمساویۃ لکلمۃ اخرے فی حساب الجمل کالصلح والنزاع والصباح
۱۵۹ ۱۵۹ ۱۳۲
والمسمار (الی آخرہ) صاحب غزلان الہند نے لکھا ہے اور قریب قریب تحریر آزاد
۱۳۲
بلگرامی کا یہی ترجمہ ہے کہ زُبر بزاے معجمہ مضمومہ و باے موحدہ مفتوحہ و راے مہملہ عبارت
ہے دو کلمہ مساوی الاعداد سے یا دو مساوی الاعداد زائد از کلمہ سے جیسے لفظ کُل
جس کے عدد (۵۰) ہین اور لفظ ہمہ جس کے عدد بھی (۵۰) ہین یا (اول من آمن)
جس کے عدد ۲۱۸ ہین اور (علی ابن ابی طالب) اس کے عدد بھی ۲۱۸ ہین۔

ہم عرض کرتے ہین کہ لفظ زُبر کے یہ دوسرے معنی ہین اور فن جمل ہی کو اسکا
بھی تعلق ہے اور اس خاص بیان مین صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جمل
صغیر کی تعریف کے لحاظ سے لفظ زُبر باعتبار اپنے پہلے معنی کے جمل صغیر کا مرادف ہے
اور دوسرے معنی کا ذکر بطور افادہ کے کیا ہے۔

بعض استادون نے اسی قاعدۂ زبر سے اپنے ممدوح کی مدح کی ہے یا دشمن کی ہجو۔ اور اسی مقابلۂ اعداد مین یہ صنعت بہی داخل کی ہے کہ ایک لفظ کے عدد تو بقاعدہ زبر لیے ہین اور دوسرے لفظ مقابل کے عدد بقاعدہ بیّنات اور یہ اس لیے زیادہ تر خوشنما ہے کہ زبر اور بینات یعنی جمل صغیر و وسیط دونون باعتبار مساوات عدد دوسرے معنون کے لحاظ سے زبر کہلاتے ہین۔ مثلاً فیضی فیاضی نے شہنشاہ اکبر کی تعریف مین ایک رباعی لکہی ہے جس کو ہم ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

نورے کہ ز مہر عالم آرا پیداست	از جبہۂ شاہنشہِ والا پیداست
اکبر کہ ز آفتاب نسبت دارد	این نکتہ ز بیّنات اسما پیداست

محققین اہل جمل نے اس رباعی پر خوب طبع آزمائیان فرمائی ہین صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ۔ ا۔ ک۔ ب۔ ر۔ کے اعداد زبر ۲۲۳ ہین اور آفتاب کے بیّنات کا مجموعہ بہی ۲۲۳ ہے۔ پس مصرع چہارم مین لفظ اسما خلل انداز ہے کیونکہ اعداد اکبر تو زبر مین لیے گئے ہین۔ اور اعداد آفتاب بیّنات مین پس گمان خطا فیضی کی جانب نہین ہے بلکہ تحریف کاتب پر یقین ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا ارشاد ہے کہ از فیضی فیاضی در مصرع چہارم این رباعی سہو و تسامح راہ یافتہ زیرا کہ درین جا بینات اسما نیست بلکہ زبر یک اسم و بینات یک اسم است۔ فافہم

مؤلف ہیچمدان عرض کرتا ہے کہ یا ایہا المؤلفون لا باس علیہ۔ فیضی نے ٹہیک لکہا ہے اور اسی ایک رباعی سے اس کی خبر ملتی ہے کہ وہ فن جمل کا استاد تہا۔

ہم اوپر عرض کر چکے ہین کہ استادان فن جمل نے اپنے ممدوح کی ستایش مین

زبر سے کام لیا ہے یعنی کسی ایک لفظ ہم عدد نام ممدوح کو اس سے منسوب کرکے اوسکی
تعریف کی ہے اور فیضی نے اس مقابلہ مین یہ خاص لطف رکہا ہے کہ اکبر کے عدد تو قاعدہ
زبر یعنی جمل صغیر سے لئے ہین۔ اور آفتاب کے عدد قاعدہ بینات یعنی جمل وسیط سے۔ اور دونو
کے اتحاد کو ظاہر کرکے یہ لطف دکہلایا ہے کہ مہر عالم آرا یعنی آفتاب کے بینات مین
جو بات ہے وہ صرف ہمارے شہنشاہ کے زبر سے ظاہر ہے۔ اور لفظی مقابلہ یون کیا ہے
کہ جو نور مہر عالم آرا سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہمارے شہنشاہ کے صرف ناصیہ سے روشن
ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس تشبیہ لفظی و عددی مین بڑی خوبی ہے۔ اب رہی الفاظ
بینات اسمار کی اشکال جو دونون مولفین کو واقع ہے اوس کی نسبت ہم کہتے ہین کہ
کچھہ اشکال نہین ہے ان بزرگون نے اسمار سے اکبر اور آفتاب مراد لیا ہے اور پہر اعتراض
فرمایا ہے کہ اکبر اور آفتاب کے بینات مین اتحاد نہین ہے بلکہ اکبر کے زبر اور آفتاب کے
بینات مین اتحاد ہے اس لئے بیان خلاف واقعہ ہے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ اصطلاح
جمل مین مسمی زبر کو کہتے ہین۔ اور اسم بینات کو۔ اور اسم حرف۔ حرف ملفوظ کا
نام ہے۔ جیسے ب کا اسم حرف با ہے اور (ا) کا اسم حرف (الف) پس استاد فیضی
کا مقصود اسمار سے اسمار حروف آفتاب ہے یعنی ہر ایک کا بینات۔ مثلاً حروف
آفتاب ۵ ہین۔ الف۔ فا۔ تا۔ الف۔ با۔ ان پانچون حروف ملفوظی کے زبر کو
تو چھوڑ دو جس کا نام مسمی ہے۔ اور بینات محسوب کرو جس کو اسم بہی کہتے ہین۔
اور ظاہر ہے کہ پانچون حروف کے بینات کو اسما کہنا صحیح ہے۔ پس بینات اسمای
حروف آفتاب (لف۔ ا۔ ا۔ لف ا) کے مجموعی عدد ۲۲۳ مساوی ہین ناصیۂ اکبر
یعنی زبر لفظ اکبر کے۔ بدین وجہ کہ بینات کا مرادف اسمار ہے اور ہر حرف کے

ملفوظ کو اسم حرف بھی کہتے ہیں۔ اس مصرع آخر میں رعایت لفظی بھی ہے اور بدیں وجہ
کہ آفتاب کو سعد اکبر بھی کہتے ہیں۔ اکبر کے ساتھ اس کی نسبت بڑی لطف خیز ہے
حاصل یہ ہے کہ جس طرح سعد اکبر یعنی آفتاب کے بیّنات کا مقابلہ اکبر کے زُبر سے ہوتا ہے
اسی طرح آفتاب کی ذات میں جو نور ہے وہ اکبر کے صرف ناصیہ میں موجود ہے

(۳) جمل وسیط — وسیط زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی متوسط۔ اصطلاح جمل میں جمل وسیط
اور بیّنات دونوں مترادف ہیں۔ اسم حرف سے پہلے حرف کو چھوڑ کر باقی حروف
کے اعداد کا نام بیّنات ہے۔ مثلاً حرف (ا) کا اسم ملفوظ (الف) ہے اور لفظ
الف سے پہلا حرف چھوڑ کر ل اور ف کے اعداد کا مجموعہ (۱۱۰) بیّنات ہے اور اسکو
اسم بھی کہتے ہیں۔ صاحب منتخب اللغات بذیل لفظ زبر فرماتے ہیں کہ زبر
بضمتین حرف اول اسمای ہجی ست وسوائے آن حرف کہ در تلفظ می آید بیّنہ است
ان کے طرز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسم ملفوظ حرف کے دوسرے یا دوسرے اور
تیسرے حرف کا نام بیّنہ ہے۔ برخلاف اس کے صاحب غیاث اللغات کا قول ہے
کہ بیّنات نوعے از حساب اعداد حروف ابجد ست وآن چنان باشد کہ اسم ہر حرف
باعتبار تلفظ گیرند یعنی حروف دو حرفی را دو حرف گرفتہ جزو اول را کہ مسمّی او ست
ترک کنند وجزو ثانی کہ الف ست باقی ماند از آن یک عدد مراد باشد وہم چنین از
حروف سہ حرفی حرف اول را ترک کردہ دو حرف کہ باقی ماند اعداد آنہا را
بگیرند (الخ) صاحب معدن الجواہر نے بھی بیّنات کو جمل وسیط کا مرادف کہا ہے
یعنی آپ کو بالمعنی صاحب غیاث کی رائے سے اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ
اہل جمل نے جمل وسیط کو جمل اوسط بھی کہا ہے۔ جُمل کبیر کے ضمن میں ہم ایک

نقشہ ہدیہ ناظرین کریں گے جس کے ملاحظہ سے ہر ایک حرف کے مقابل اون کے اعداد بلحاظ جمل صغیر و وسیط و کبیر واضح ہون گے سر دست اس مقام پر ایک نقشہ اعداد حروف کا بحسب قاعدہ جمل وسیط پیش کیا جاتا ہے۔

اسم حروف	الف			با	جیم			دال			ہا	واو			زا
حروف	ل	ف	جملہ	ا	ی	م	جملہ	ا	ل	جملہ	ا	ا	و	جملہ	ا
اعداد	۳۰	۸۰	۱۱۰	۱	۱۰	۴۰	۵۰	۱	۳۰	۳۱	۱	۱	۶	۷	۱

اسم حروف	حا	طا	یا	کاف			لام			میم			نون		
حروف	ا	ا	ا	ا	ف	جملہ	ا	م	جملہ	ی	م	جملہ	و	ن	جملہ
اعداد	۱	۱	۱	۱	۸۰	۸۱	۱	۴۰	۴۱	۱۰	۴۰	۵۰	۶	۵۰	۵۶

اسم حروف	سین			عین			فا	صاد			قاف			را	شین		
حروف	ی	ن	جملہ	ی	ن	جملہ	ا	ا	د	جملہ	ا	ف	جملہ	ا	ی	ن	جملہ
اعداد	۱۰	۵۰	۶۰	۱۰	۵۰	۶۰	۱	۱	۴	۵	۱	۸۰	۸۱	۱	۱۰	۵۰	۶۰

اسم حروف	تا	ثا	خا	ذال			ضاد			ظا	غین		
حروف	ا	ا	ا	ا	ل	جملہ	ا	د	جملہ	ا	ی	ن	جملہ
اعداد	۱	۱	۱	۱	۳۰	۳۱	۱	۴	۵	۱	۱۰	۵۰	۶۰

نقشۂ بالا کی خانہ پری ہم نے عربی حروف کے تلفظ کے لحاظ سے کی ہے۔ اور ان ۲۸ حروف کی نسبت فارسی تلفظ بھی وہی ہے اور فارسی مین سوائے حروف مندرجۂ نقشۂ مذکور پا۔ چیم۔ ژا۔ گاف۔ کا جمل وسیط یا بیّنات وہی ہوگا جو کہ با جیم زا۔ کاف کے ذیل مین لکھا گیا ہے۔

لیکن جب زبان اردو مین جمل وسیط یا بیّنات پر عمل کیا جاوے تو حروف ذیل کا بیّنات نقشۂ بالا کے خلاف ہوگا اس لئے کہ ۱۷ حروف کا تلفظ اردو مین خلاف عربی و فارسی ہے اور صرف انہین حروف کو نقشۂ ذیل کے ذریعہ سے دکہلایا گیا ہے۔

ب یا پ		ت یا ٹ		ث	چ	ح	خ	ر یا ڑ	
بے ۔ پے		تے ۔ ٹے		ثے	چے	حے	خے	رے ۔ ڑے	
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰

ز یا ژ		ط	ظ	ف	ہ	ی			
زے ۔ ژے		طوے	ظوے	فے	ہے	یے			
۱۰	۱۰	۱۶	۱۶	۱۰	۱۰	۱۰			

بعض محققین کا خیال ہے کہ ان ۱۷ حروف کا جمل وسیط یا بیّنات اردو زبان مین حقیقت لفظ کے لحاظ سے ہوگا مثلاً اگر لفظ (قدر) جو زبان عربی کا لفظ ہے اردو مین مشتعمل ہوا ہو تو (را) کا بیّنات بقاعدہ عربی (۱) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰) اسی طرح اگر لفظ (چمن) کا استعمال اردو مین ہوا ہو تو (چیم) کا بیّنات بقاعدہ فارسی جو عربی کے مطابق ہے (۵۰) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰)۔ اکثر اہل فن نے اس نزاکت کی جانب توجہ ہی نہین فرمائی بعض نے اس لئے اس بحث کو چھوڑ دیا کہ اس فن کو زبان اردو مین

لانا ہی پسند نہین فرمایا۔ بعض نے اس لئے سکوت اختیار فرمایا کہ اونکی تالیف اگرچہ ہندوستان مین شائع ہوئی لیکن زبان فارسی مین تھی انہون نے ضرورت زبان اردو کا خیال ہی نہین کیا۔

ہم یہ کہتے ہین کہ ہرگاہ اس فن کا رواج زبان اردو مین ہوچکا ہے تو ہماری راے یہ ہے کہ حرف کا تلفظ خواہ وہ حرف زبان عربی کا ہو یا فارسی کا۔ ہماری اردو زبان مین جسطرح ہوتا ہو اوسی کے اعتبار سے بیّنات تجویز ہونا چاہیئے۔ مانا کہ (ث) عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی تلفظ مین اسکو (ثا) کہتے ہین اور فارسیون نے بھی اس کو (ثا) کہا ہے لیکن جب اردو زبان مین اس کا تلفظ (ثے) ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کا جمل وسیط یا بیّنات بلحاظ تلفظ عربی و فارسی (۱) لین اور بلحاظ تلفظ اردو (۱۰) نہ لین۔ بعض متاخرین کا یہ خیال ہے کہ صرف (ٹ) (ڈ) (ڑ) کے متعلق یہ عمل رہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ڑ) زبان اردو کے خاص حروف ہین اور باقی حروف مین قاعدہ عربی و فارسی کی پابندی کی جاوے ہم کو اس آخر الذکر گروہ سے بھی اختلاف ہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ڑ) اگرچہ اردو کے خاص حروف ہین جو فارسی اور عربی مین نہین ہین لیکن (ت) اور (ث) یا اور اکثر حروف کی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ زبان اردو کے حروف نہین ہین اصول ایک اختیار کرنا چاہیئے۔

(۴) جمل کبیر بقول صاحب معدن الجواہر جمل کبیر مجموعہ ہے جمل صغیر اور جمل وسیط کا اور مرادف ہے زبر و بیّنات کا۔ یعنی ہر حرف کے اسم ملفوظی کے کل اعداد حروف کو اہل جمل نے جمل کبیر سے نامزد کیا ہے اور اس کو جمل کبیر کہنا اس لئے درست ہے

کہ یہ شامل ہے صغیر و وسیط پر۔ ہم جمل اصغر کے بیان مین کہہ آئے ہین کہ اہل جفر نے جمل کبیر کی تعریف وہ بیان کی تہی جو جمل اصغر پر گزری لیکن شائقین فن جمل خود اس بات کا تصفیہ فرما سکتے ہین کہ تعریف کے لحاظ سے کس قسم کے لئے کونسا نام مناسب ہے۔ بعض محققین نے تعریف قدیمہ کو بیان کرتے ہوے کہا ہے کہ یہ قسم درحقیقت جمل کبیر ہے۔ بعض نے اس کو صرف زبر و بیّنات کہا ہے اور بعض نے جمل جامع صغیر و وسیط اسکا نام رکہا ہے لیکن جب کہ تعریفات ہمارے روبرو ہین تو ہم کو پرانی لکیر کے نقیر بن کر غلطی کی پیروی کرنے کی کچھہ ضرورت نہین ہے۔

جن حضرات نے جمل اصغر کا نام جمل کبیر رکہا ہے اونہون نے اسپر غور نہین فرمایا کہ ہرگاہ خود اونہون نے زبر کو جمل صغیر اور بیّنات کو جمل وسیط کہا ہے تو پھر جامع زبر و بیّنات کا نام بہی آخر کچھہ ہونا چاہیئے یا نہین جس اصول نے اون کو اسپر مجبور کیا کہ زبر کو جمل صغیر کہین اور بیّنات کا جمل وسیط نام رکہین وہی اصول ہم کو مجبور کرتا ہے کہ (جامع زبر و بیّنات) کا نام جمل کبیر رکہا جاوے اور وہی اسں کا متقاضی تہا کہ ہم قسم اول کو جمل اصغر سے موسوم کرین۔ اس لئے کہ قسم اول کا درجہ باعتبار قلّت اعداد جمل صغیر سے بہی کم ہے۔

نقشۂ ذیل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین جس کا میزانی خانہ حامل اعداد جمل کبیر ہے۔

لفظ	حروف	اعداد
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	١١١
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	ا	١

لفظ	حروف	اعداد
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	١١
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]

لفظ	حروف	اعداد
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]

لفظ	حروف	اعداد
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]
[illegible]	الجملہ	[illegible]
	ا	١
	[illegible]	[illegible]

جمل وسیط کے گزشتہ بیان مین ۱۷ حروف کے تلفظ اردو کی نسبت جو بحث ہمنے کی ہے وہ درحقیقت جمل کبیر سے بہی متعلق ہے۔
ہماری راے کے مطابق زبان اردو مین اون ۱۷ حروف کا جمل کبیر حسب نقشۂ ذیل ہونا چاہیے

ب یا پ			ت یا ٹ			ث			چ		
بے یا پے			تے یا ٹے			ثے			چے		
ب	ی	میزان	ت	ی	میزان	ث	ی	میزان	چ	ی	میزان
۲	۱۰	۱۲	۴۰۰	۱۰	۴۱۰	۵۰۰	۱۰	۵۱۰	۳	۱۰	۱۳

ح			خ			ر یا ڑ			ز یا ژ		
حے			خے			رے یا ڑے			زے یا ژے		
ح	ی	میزان	خ	ی	میزان	ر	ی	میزان	ز	ی	میزان
۸	۱۰	۱۸	۶۰۰	۱۰	۶۱۰	۲۰۰	۱۰	۲۱۰	۷	۱۰	۱۷

ط				ظ				ف			ہ		
طوے				ظوے				فے			ہے		
ط	و	ے	میزان	ظ	و	ے	میزان	ف	ی	میزان	ہ	ی	میزان
۹	۶	۱۰	۲۵	۹۰۰	۶	۱۰	۹۱۶	۸۰	۱۰	۹۰	۵	۱۰	۱۵

ی		
یے		
ی	ی	میزان
۱۰	۱۰	۲۰

(۷) جمل اکبر | لفظ کبیر کے مقابلہ مین لفظ اکبر خود اس قسم کے وجہ تسمیہ کی تعریف کررہا ہے

چونکہ اس قسم جمل مین ایک حرف کے اعداد زبر و بینات یا جمل کبیر سے بہی تجاوز اور ترقی کرتے ہین لہذا اہل فن نے اصطلاح جمل مین اس کا نام جمل اکبر رکہا۔ طلباء عامان عرب اس قسم کے موجد ہین۔ اس طرح پر کہ ایک حرف کے عدد جمل کو زبان عربی مین لکھتے ہین اور اس مکتوب کے اعداد کو اوس حرف کا عدد قرار دیتے ہین۔

مثلاً حرف (ا) کا عدد ایک ہے اور اس کو عربی مین احد کہتے ہین اور احد کے عدد بقاعدہ جمل ۱۳ ہین۔ تو الف کو مساوی ۱۳ کا قرار دیا جاتا ہے۔

ہم عرض کرتے ہین کہ جمل اکبر کی رو سے ہر ایک زبان مین ہر ایک حرف کے اعداد مختلف ہون گے۔

نقشۂ ذیل صرف زبان عربی اور فارسی اور اردو کی مثال ہے

حروف	عدد ابجد	تلفظ عدد زبان عربی	ابجد	تلفظ عدد زبان فارسی	ابجد	تلفظ عدد زبان اردو	ابجد
ا	۱	احد	۱۳	یک	۳۰	ایک	۳۱
ب	۲	اثنان	۶۰۲	دو	۱۰	دو	۱۰
ج	۳	ثلاثة	۱۴۳۱	سہ	۶۳	تین	۴۶۰
د	۴	اربعة	۶۷۳	چہار	۲۰۹	چار	۲۰۴
ہ	۵	خمسة	۱۱۰۰	پنج	۵۵	پانچ	۵۶
و	۶	ستة	۸۶۰	شش	۶۰۰	چھ	۸
ز	۷	سبعة	۴۳۲	ہفت	۴۸۵	سات	۴۶۱

ح	۸	ثمانیۃ	۱۰۰۱	ہشت	۷۰۵	آٹھ	۴۰۶
ط	۹	تسعۃ	۹۳۰	نُہ	۵۵	نو	۵۶
ی	۱۰	عشرۃ	۹۷۰	دہ	۹	دس	۶۴
ک	۲۰	عشرین	۶۳۰	بست	۴۶۲	بیس	۷۲
ل	۳۰	ثلاثین	۱۰۹۱	سی	۷۰	تیس	۴۷۰
م	۴۰	اربعین	۳۳۳	چہل	۳۸	چالیس	۱۰۴
ن	۵۰	خمسین	۷۶۰	پنجاہ	۶۱	پچاس	۶۶
س	۶۰	ستین	۵۲۰	شصت	۷۹۰	ساٹھ	۴۶۶
ع	۷۰	سبعین	۱۹۲	ہفتاد	۴۹۰	ستّر	۶۶۰
ف	۸۰	ثمانین	۶۵۱	ہشتاد	۷۱۰	اسّی	۷۱
ص	۹۰	تسعین	۵۹۰	نود	۶۰	نوّے	۶۶
ق	۱۰۰	مائۃ	۴۵۱	صد	۹۴	سو	۶۶
ر	۲۰۰	مائتین	۵۱۱	دوصد	۱۰۴	دوسو	۷۶
ش	۳۰۰	ثلاث مائۃ	۱۴۸۲	سہ صد	۱۵۹	تین سو	۵۲۶
ت	۴۰۰	اربع مائۃ	۷۲۴	چہار صد	۳۰۳	چار سو	۲۷۰
ث	۵۰۰	خمس مائۃ	۱۱۵۱	پنجصد	۱۴۹	پانسو	۱۱۹
خ	۶۰۰	ستمائۃ	۹۱۱	ششصد	۶۹۴	چھ سو	۶۴
ذ	۷۰۰	سبع مائۃ	۵۸۳	ہفتصد	۵۷۹	سات سو	۵۲۷
ض	۸۰۰	ثمان مائۃ	۱۰۴۲	ہشتصد	۷۹۹	آٹھ سو	۴۷۲

ظ	۹۰۰	تسع مائة	۹۸۱	نہصد	۱۴۹	نوسو	۱۲۲
غ	۱۰۰۰	الف	۱۱۱	ہزار	۲۱۳	ہزار	۲۱۳

جمل اکبر فارسی مین پنجصد کے عوض پانصد کے عدد لینا یا چہار صد کے عوض چار صد کے عدد بلحاظ محاورہ زبان فارسی محسوب کرنا درست اور جائز ہے اوراسی قسم کا تصرف ہر ایک زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ہوسکتا ہے

فارسیون نے جمل اکبر مین ایک نئی ایجاد کی ہے اور اس کو فن معمی مین داخل کیا ہے جیساکہ مولانا۔ جامی علیہ الرحمہ کا معمائے اسم طیّب اس کی مثال ہے وہو ہذا (ــ) نام یارم سہ حرف دان بے ریخ ؛ ہر یکے در حساب پنجہ و پنج ؛ لفظ طیّب کو لیجیئے جس مین ۳ حرف ہین ـ ط ـ ی ـ ب ـ (ط) کے عدد نو ہین جس کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے عدد (۵۵) ہین بقاعدہ جمل اکبر ـ پھر (ی) کو لیجیئے جس کے عدد (۱۰) ہین دس کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور دہ کے عدد مجموعی (۹) ہین اور نو کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے اعداد (۵۵) ہین پھر (ب) کو لیجیئے جس کے عدد (۲) ہین اور دو کو فارسی مین دو ہی کہتے ہین ـ اور لفظ دو کے عدد (۱۰) ہین اور ۱۰ کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور لفظ دہ کے عدد (۹) ہین اور نو کا فارسی ترجمہ نُہ ہے اور لفظ نُہ کے عدد (۵۵) ہین ہر ایک حرف مین ایک ایک مرتبہ جمل اکبر کا بڑہتا گیا ہے ـ اور ہماری رائے مین اس عمل کو جمل اکبر مع الترفّع کہنا چاہیئے ـ اگر کوئی مورخ اس صنعت مین تاریخ کہے تو اوس کو ضرور ہے کہ جمل اکبر مع الترفع کی صراحت کردے ورنہ وہ تاریخ معمّیٰ کے دائرہ مین گھری رہے گی اور مورخ کا مقصد فوت ہوگا ـ

(۵) قواعد و ضوابط جمل کا بیان

قاعدۂ عام | استادان فن کا اسپر اتفاق ہے کہ حساب جمل مکتوب پر مبنی ہے نہ ملفوظ
پر چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان مین بضمن ترجمۂ شیخ محمد حیات سندی مدنی
فرماتے ہین کہ قال جدی و استاذی مولانا السید عبد الجلیل البلگرامی فی بعض
رسائلہ المعتبر فی الجمل المکتوب لا الملفوظ مثل لفظۃ اللہ یاخذون عددہا ستاً
وستین باعتبار الہیئۃ المکتوبۃ لو کان الاعتبار للتلفظ کان ینبغی ان تحاسب
الالف التی تتلفظ بعد اللام (الخ) یعنی کہا ہے میرے جد اور میرے استاد
مولانا سید عبد الجلیل بلگرامی نے اپنے بعض رسائل مین کہ معتبر فن جمل مین مکتوب ہے
نہ ملفوظ۔ جیسا کہ اہل جمل لفظ اللہ کی عدد باعتبار ہیئۃ مکتوبہ کے ۶۶ لیتے ہین
اگر تلفظ کا اعتبار ہوتا تو الف کا عدد بھی محسوب ہوتا جو کہ لام کے بعد پڑھا جاتا ہے (الخ)
آپ ہی نے صنعت تاریخ کے بیان مین فرمایا ہے کہ بناء المورخین علی
الکتابۃ خلافاً لعلماء العروض و اہل الدعوۃ فان بناءہم علی التلفظ لان مدار
العروض علی الوزن و مدار الدعوۃ علی الذکر و کلاہما متعلقان بالنطق فہمزۃ اللہ
محاسبۃ فی الجمل و الفہا غیر محاسبۃ لکون الاولی مکتوبۃ غیر ملفوظۃ و الثانیۃ
بالعکس وعلی ہذہ الضابطۃ بعد المشدد حرفاً واحداً (الخ) یعنی مورخین کی بناء
کتابت پر ہے خلاف علمائے عروض اور اہل دعوۃ کے پس بہ تحقیق علمائے عروض
اور اہل دعوۃ کی بناء تلفظ پر ہے۔ اس لئے کہ عروض کا مدار وزن پر ہے
اور دعوۃ کا مدار ذکر پر اور یہ دونون نطق سے متعلق ہین پس ہمزہ لفظ
اللہ کا حساب جمل مین داخل ہوتا ہے اور الف اللہ کا محسوب نہین ہوتا کیونکہ ہمزہ

مذکور مکتوبی ہے اور غیر ملفوظ اور الف اس کے عکس ہیں اور اسی ضابطہ پر
حرف مشدد ایک گنا جاتا ہے ۔ الخ

پھر آپ ہی نے خزانہ عامرہ میں بضمن ترجمہ ناصر علی سرہندی فرمایا ہے
کہ اہل جمل کے نزدیک کتابت معتبر ہے نہ تلفظ اور یہ اہل عروض و اہل دعوت
کے خلاف ہے ۔

نصر الوفائی الہورینی نے مطالع النصریہ میں فرمایا ہے کہ حساب
الحروف بالجمل فی عمل التواریخ بالحروف علی حسب ما یکتب (انتہی) یعنی عمل
تواریخ میں حساب جمل حروف کا بلحاظ کتابت ہوتا ہے ۔

صاحب معدن الجواہر محققین متذکرہ بالا کے حوالہ سے فرماتے ہیں
کہ حساب جمل میں حروف مکتوب کا معتبر ہونا متحقق ہو چکا پس لفظ مصطفیٰ کا آخر
حرف یائے حطی محسوب ہوگا اگرچہ یا نہیں پڑھی جاتی ۔ اور لفظ صلوٰۃ میں واو
کے عدد لئے جاوینگے اگرچہ وہ تلفظ سے خارج ہے ۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس زبان میں تاریخ لکھنا مقصود ہے اوس کے
رسم الخط سے مورخ کو واقف ہو رہنا ضرور ہے ورنہ مورخ کی محنت غلطی رسم
الخط کی وجہ سے ضائع جانے اور مادہ تاریخ کے غلط ہونے کا اندیشہ رہے گا
اگرچہ رسم الخط السنہ کی متعلق متعدد و مختصر سے رسائل لکھے گئے ہیں لیکن
خاص کر اسی بیان کے حصہ آئندہ میں ہم کسیقدر اس کو بھی بیان کرینگے

اگر کسی آیۂ فرقانی سے مادہ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی
کی پابندی ہونی چاہیئے اس لئے کہ عربی الفاظ کے عام رسم الخط کے مقابلہ

مین رسم الخط کلام پاک مخصوص ہے ۔

قواعد خاص | ہم اِس بیان مین مناسب خیال کرتے ہین کہ اپنے سلسلۂ بیان کو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی کرین اور ہر ایک حرف کے ضمن مین رسم الخط زبان عربی و فارسی و اردو کے مختصر سے قواعد بھی بیان کرتے ہوئے چلین ۔ تاکہ یہ کتاب شائقین فن جمل کو رسائل رسم الخط سے بھی ایک حد تک مستغنی کردیوے جس قدر قواعد خاص اس بیان مین لکھے جاوینگے وہ تمامتر اوسی اصول عام پر مبنی ہین جو گزشتہ حصہ مین گزرا ۔

(الف)

(۱) عربی اور فارسی زبان مین جو الف صدر کلمات مین واقع ہوتا ہے وہ درحقیقت ہمزہ ہے ۔ لیکن بدین وجہ کہ وہ کتابت مین الف کی شکل مین لکھا جاتا ہے اہل جمل کے پاس وہ الف ہی ہے اور اس کا عدد جمل ایک ہے جیسے ۔ ابن ۔ ام ۔ امرداد ۔ اسفندار ۔ وغیرہ ۔ اردو والے اس کے خلاف ہین یعنی وہ ہمزۂ صدر کلمات کو بھی الف ہی مانتے ہین نہ ہمزہ ۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لفظ ہمزہ پر فرماتے ہین کہ اردو مین ہمزہ وہ منحنی لکیر ہے جو لام الف کے بعد بشکل (ء) آتی ہے ۔ پس الف کی نسبت ہمارے مقصد کے لئے صرف یہ کلیہ کافی ہے کہ کتابت حروف لفظ مین جو ہمزہ الف کی شکل پر لکھا جاتا ہے اعم ازینکہ وہ تعریفاً ہمزہ ہو یا الف لیکن باغراض جمل الف سمجھا جاوے گا اور اسکا ایک عدد محسوب ہوگا ۔

(۲) قدیم رسم الخط مین الف ممدودہ کو دو الفون کی شکل مین لکھنے کا دستور تھا فرہنگ جہانگیری وغیرہ مین اس طریقہ کی مثالین اب تک موجود ہین لیکن متاخرین

فارس نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے اور اب الف پر ایک چھوٹا سا مد لکھدیا جاتا ہے اردو کے رسم الخط مین بھی یہی طریقہ ہے لیکن عربی والون نے ابتک دو الف لکھنے کا طرز جاری رکھا ہے تاہم دوسرا الف جو بعوض مد ہوتا ہے وہ قد مین بہت چھوٹا لکھا جاتا ہے جیسے لفظ اٰمنو کا دوسرا الف اگرچہ قرائت خود بتلا رہی ہے کہ دو الف کی وجہ سے مد کی آواز پیدا ہوتی ہے لیکن رسم الخط عربی نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حروف لفظ مین پہلا ہمزہ جو بشکل الف ہے وہ ایک ہی ہے اور دوسرا چھوٹا الف کھڑا زبر ہے جس سے اوسی مد کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جو فارسیون کی کتابت مین مروج ہے۔

پس اہل جمل کا اتفاق اسی پر ہے کہ لفظ اٰمنو مین چھوٹا الف اس لئے محسوب نہ ہوگا کہ وہ کھڑا زبر ہے۔

صاحب سبحۃ المرجان نے درست فرمایا ہے کہ یعدّ المشدّد حرفاً واحداً کالمشدّد وکذالک الہمزۃ الممدودۃ کاٰمن (انتہٰی) یعنی مشدد ایک ہی شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ لفظ مشدّدا اور یہی حکم ہے ہمزہ ممدودہ کے لئے جو لفظ اٰمن مین ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ حرف ہمزہ در زبان عربی و فارسی و ترکی و ہندی ہر گاہ در صدر کلمہ پیش از الف واقع شود بکتابت در نیاید و علامتش در عربی و ترکی فتحہ راست بصورت الف خورد بالاے الف می نویسند مثل اٰبار و اٰدم و در فارسی و ہندی خطکے کج عرضی کہ آنرا مد می نامند بالاے چنین الف کہ آنرا ممدودہ می گویند می نگارند مثل آباد و آزاد و آمدن و چنین ہمزہ در حساب جمل محسوب نمیشود کہ حرفے نباشد۔

صاحب افادہ تاریخی کا بھی یہی مذہب ہے اور کلام استادان فارس مین بھی

اسی قاعدہ پر عمل پایا گیا ہے جیسا کہ محتشم کاشی نے شہزادہ دوم کی آمد میں ایک
تاریخ لکھی ہے جس میں الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے و ہو ہذا

تاریخ آن قران طلبیدم ز عقل گفت		ابو سعید کامی کرد جوان شاہ را کامیاب ۹۵۲ھ
تاریخ آن مقارنہ کردم سوال گفت		ماہ عجب رسید بپابوس آفتاب ۹۵۲ھ

سنجر طہرانی نے شلہ ہجری میں مدح شاہ جہانی میں ایک قصیدہ لکھا ہے
جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکالی ہے۔ اس قصیدہ میں بھی الف ممدودہ کا عدد
ایک ہی محسوب ہوا ہے۔ پہلا مصرع اس قصیدہ کا ہے (ع) زہے وجود شاہ جہان
بادشاہ ملک آرائے (۱۰۰۰)

اس میں کچھ شک نہیں کہ متقدمین فارس میں اس کا رسم الخط رواج کے ساتھ
تھا جیسا کہ بعض فرہنگ اسے فارس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور غالباً اکا
یہ طرز عربی رسم پر مبنی تھا جو اب تک قائم ہے لیکن جب متاخرین نے اس کو بدل دیا
اور رسم الخط عربی کی حقیقت کی صراحت عربوں نے کر دی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے
تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ کلیہ عام اور قواعد کے برخلاف الف ممدودہ کے عدد
دو محسوب ہوں۔ صاحب ملخص تسلیم کو اصرار ہے کہ الف ممدودہ کے عدد دو ہی محسوب ہوں
اور مرزا محمد جعفر ایچ نے اپنی تالیف ارمغان میں بھی انہیں کے ساتھ اتفاق فرمایا
ہے اور سند میں کلیم ہمدانی کی تاریخیں پیش ہوئی ہیں جن کی نقل ذیل میں کی گئی ہے

بہر تاریخ قران کرد رقم کلک سلیم	ولہ	مہد جمشید بسر منزل بلقیس آمد ۱۰۴۳
داد ایزد بپادشاہ جہان		خلفے ہمچو نو گل شاداب

چون بدین مژدہ آفتاب انداخت		افسر خویشش بر ہوا چو حباب
طبع دریافت سال تاریخش		زد رقم آفتاب عالمتاب
		۱۰۲۹ - ۱ = ۱۰۲۸
	ولہ	
از جلوہ شاہدانِ فرخ پئے فتح		داداز پے ہم ساقی دوران مے فتح
تاریخ فتوحات شہنشاہِ جہان		بنوشت کلیم آمد فتح از پے فتح
		۱۰۴۷

ہم کہتے ہین کہ کلیم ہمدانی کا پایہ فن جمل مین کچھہ ایسا بلند نہ تہا جس کی سند ہم قاعدہ عام اور استادان فن اور ائمہ جمل کے قول کی خلاف ورزی کرین ائمہ جمل کی احتیاط اس درجہ مین تہی کہ وہ مختلف فیہ مسائل مین مذاہب مختلفہ کا ذکر کرکے یہ لکہدیتے تہے کہ خواہ اسپر عمل کرو یا اوسپر لیکن اس خاص مسئلہ مین اون کی رائے قطعی ہے۔ اور استادان عجم نے بالاتفاق اسی کی پیروی کی ہے۔ صرف کلیم ہمدانی کا کلام اس کلیۂ عام کے خلاف عمل کرانے کے لئے کافی نہین ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اپنی راے کے خلاف عمل کرنے والے استادونکو بہت کچھہ برا بہلا کہا ہے اور سخت سست الفاظ مین اون کو یاد کیا ہے اور اسی کے ساتہ یہ بہی فرمایا ہے کہ ہماری تاریخون مین الف ممدودہ کے دو عدد محسوب ہوئے ہین ہم کو بہت افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے یہ اچہا نہ کیا۔ ایسا طرز ایک فاضل مؤلف کے شایان نہین ہے کہ ایک ایسے مسئلہ مین جس مین بلند پایہ محققین کا اتفاق ہے زبان درازی کرین۔ آپ کی پیروی وہی لوگ کرینگے جن کو یہ طرز پسند ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہو۔ محتشم کاشی اور سنجر طہرانی کے سوا جن کے کلام کی سند ہمنے اوپر لکہی جو

بھی جائز ہے پس لفظ موسیٰ کے اعداد ۱۱۶ محسوب ہون گے۔
صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن صنائع تاریخ لکھا ہے کہ الالف التی تکتب علی صورۃ الیاء تعد یاء کحتیٰ ویحییٰ (انتہیٰ) یعنی جو الف یا کی صورت مین لکھا جاتا ہے وہ یا شمار ہوگا جیسے حتیٰ ویحییٰ۔

(۵) رسم الخط عربی مین کبھی الف وسط کلمہ مین آتا ہے اور پڑھنے مین ظاہر ہوتا ہے اور اوس کے وجود کی علامت کھڑے زبر کے ذریعہ سے کتابت مین بھی ہوتی ہے لیکن حروف مکتوبہ مین داخل نہین سمجھا جاتا جیسے لفظ صلوٰۃ کا الف اور یہی کیفیت لفظ الٰہ اور اللہ اور رحمٰن اور اسحٰق و لٰکن و ہٰذا کے الف کی ہے۔ اس کے متعلق اہل جمل کا یہی حکم ہے کہ رسم الخط کے تابع رہو۔ یعنی اگر کسی آیۂ قرآنی سے تاریخ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی معتبر ہوگا یعنی رحمٰن مین الف محسوب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ کتابت لفظ مین داخل نہین ہے اور کھڑے زبر کے حکم مین ہے یہی حکم لفظ الٰہ اور اللہ کے لئے ہے۔ اور یہی عمل لفظ اسحٰق مین ہوگا۔ لٰکن اور ہٰذا مین رسم الخط عربی نے تصفیہ کر دیا ہے کہ لام لٰکن کے بعد کا الف اور نیز ہا ہٰذا کے بعد کا الف۔ الف نہین ہے بلکہ کھڑا زبر ہے۔ پس ان تمام الفاظ مین الف داخل حساب جمل نہ ہوگا محققین جمل نے اس کے متعلق کافی صراحت کی ہے۔
لیکن جن الفاظ مین رسم الخط فارسی نے الف کو داخل لفظ کیا ہے اوس کو حساب جمل مین محسوب کرنا فارسیون کے لئے لازمی ہے جیسا لفظ سلیمان جسکی کتابت فارسی مین الف موجود ہے۔
حکیم کاشی نے جلوس شاہجہان کی تاریخ مین ایسے الف کو محسوب نہین فرمایا ہے

اور ہماری رائے مین اون سے تسامح ہوا ہے اس لئے کہ اونہون فرماؤ تاریخ زبان فارسی مین لکہا اور رسم الخط کے خلاف عمل کیا۔ اگر رسائل رسم الخط فارسی سے لفظ سلیمن مین صرف کہڑا زبر لکہنا جائز قرار پاسے تو مورخ پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

بادشاہ بحر و بر شاہ جہان	گر سخا چون مہر تابان آمدہ
سال تاریخ جلوسش گفت چرخ	وارث ملک سلیمن آمدہ ۱۰۳۷

(نوٹ) اس تاریخ مین بہی الف ممدودہ کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی تقریب پر اسیر شوقی نے بہی تاریخ کہی ہے جس سے ۱۰۳۷ کی تصدیق ہوتی ہے

بادشاہ جہان و شاہ جہان	خرم و شاد و کامران باشد
حکم او بر خلائق و عالم	تا جہان باد ور جہان باشد ۱۰۳۷

باقر گیلانی نے تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر مین عبارت ذیل کے ہر ایک فقرہ سے تاریخ نکالی ہے اور لفظ رحمٰن مین بقاعدہ رسم الخط فرقانی الف کو ترک کیا ہے۔

آفتاب ملک احسان سایہ رحمٰن ۱۰۶۸ پناہ تاجوران عالم و عالمیان ۱۰۶۸

(نوٹ) اس تاریخی عبارت مین بہی الف ممدودہ کا ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے جس کی بحث گزر چکی۔

مرزا بدیع نصیر آبادی نے تاریخ قصر شاہ سلیمان مین الف لفظ سلیمان کو حذف کیا ہے اور رسم الخط فرقانی کی پابندی کی ہے۔

چون شاہ سلیمن شہ اقبال بلند		شد بانی این مسکن بہجت پیوند
۱۰۸۰		۱۰۸۰
از جشن نشاط و کامگاری دائم		در وے جاے بادشہ دولتمند
۱۰۸۰		۱۰۸۰

ہماری راے مین ان استادون نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اگر ان کے اس کلام کی سند سے فارسی کے رسم الخط کو لفظ سلیمان کی نسبت رسم الخط قرآنی کے مطابق تسلیم کیا جاے تو پہر کوئی اعتراض باقی نہین رہتا۔

مجتہد العصر مولانا دلدار علی نے تاریخ وفات نواب آصف الدولہ مین دو کہڑے زبر کو الف محسوب فرمایا ہے۔

فہنا روحٌ وریحانٌ وجنّٰت النّعیم ۱۲۱۲ ہجرے

مولانا نے الفاظ (فہنا) اور (جنّٰت) دونون مین کہڑے زبر کو الف قرار دیکر ان کے عدد محسوب فرماتے ہین۔ اور یہ اون کی بدیہی غلطی اور قاعدۂ جمل کی خلاف ورزی ہے۔

(۶) لفظ اطیعوا کا الف آخرہ اگرچہ پڑہنے مین داخل نہین ہے لیکن بدینوجہ کہ کتابت مین بلحاظ رسم الخط الف موجود ہے حساب جمل مین الف محسوب ہوگا یعنی (اطیعوا) کے عدد ۹۷ شمار ہون گے۔ مولانا مولوی عبد الباسط نے وفات دلاور خان شاہجہان پوری کی تاریخ لہم دار السلام عند ربہم بما کانوا یعملون (۱۱۴۰) لکہی ہے اور موافق قاعدہ ہے۔ صاحب تخلص تسلیم نے بہی اسکو تسلیم فرمایا ہے اور اس مین استادان جمل کو کوئی اختلاف نہین ہے۔

(۷) اسی طرح الف وصل بعض وقت باوجودسے کہ کتابت مین ہوتا ہے مگر قرأت مین نہین آتا یہ حساب جمل مین محسوب ہوتا ہے جیساکہ (الا اللہ) کے عدد (۹۸) محسوب ہوتے ہین۔

فارسی مین جو ہمزۂ وصل لفظ بودہ است کے وسط مین آتا ہے اس کی مختلف اشکال ہین۔ فارسیون کا قول ہے کہ بعد ہائے ہوز چنین الف حذف نخواہد شد چنانچہ کردہ است و بودہ است اگرچہ اس کو کردست یا بودست پڑہین لیکن کتابت مین ہ۔ اور آ دونون کو قائم رکہنا چاہیئے۔ پس اسی قاعدہ کو لحاظ کی حساب جمل پابند کتابت رہے گا۔

پہر فارسیون نے کہا ہے کہ بعد حرف باؔ وحرف نونؔ چنین الف حذف خواہد شد

(ب) زچشمش حال میخانہ خرابست ٭ کہ ساقی ہمچو مے پا در رکابست (ب)
غیرت ابر بہاران چشم گریان منست ٭ یک چمن گل کردہ بر ہر نوک مژگان منست

اسی طرح فارسیون نے الف بعد الف کو بہی حذف کرنے کا حکم دیا ہے جیسے (ع) عشق خانہ خراب مولد ماست ٭

پس قاعدہ یہ ہے کہ قواعد فارسی نے جس الف کو کتابت مین حذف کردینیکا حکم دیا ہے وہ نہ کتابت مین قائم رہے گا اور نہ حساب جمل مین اور جس الف وصل کو قواعد فارسی لی کتابت مین قائم نہ کہا ہے وہ نہ کتابت سے حذف ہوسکیگا اور نہ حساب جمل سے۔ ہم نے اس موقع پر بعض قواعد فارسی کا ذکر تمثیلاً کیا ہے ہمارا یہ بیان قواعد فارسی کا جامع نہین ہے اور نہ جامعیت کا موقع اور محل ہے جو کچہہ ہمنے بیان کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔

(۸) اسیطرح لفظ زیداً کا الف تنوین حالت نصب مین داخل کتابت توہے لیکن بجز حالت وقف کے پڑہا نہین جاتا بعض شعرانے حالت وقف مین بہی اس کو عروض شعر سے خارج رکہا ہے لیکن بدین وجہ کہ کتابت مین اس کا وجود ہے لہذا حساب جمل مین محسوب ہوگا۔

صاحب ملخص التسلیم فرماتے ہین کہ فارسیون نے بعض وقت اس کا قافیہ نون کے ساتہ باندہا ہے جیسا کہ مولوی معنوی نے (ص) موسیا د پیش فرعون زمن نرم باید گفت قولاً لیناً تو آپ فرماتے ہین کہ ایسی حالت مین لفظ لیناً کا الف نون کی قائم مقامی چاہتا ہے۔ ہم اس کو تسلیم نہین کرتے اس لئے کہ قاعدہ جمل کتابت کی پابندی کا حکم دیتا ہے قرائت کو اس مین کچہہ دخل نہین ہے فارسی مین ایسا قافیہ درست ہے یا نہین وہ دوسری بحث ہے جس کا یہ محل نہین ہے۔ بہرحال لیناً کا آخر حرف حساب جمل مین الف محسوب ہوگا اور اس کا ایک ہی عدد لیا جاوے گا۔

ب

اگرچہ ب کے متعلق ہم کو کسی قاعدۂ خاص کے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے لیکن صرف اس قدر عرض کر دینا مناسب خیال کرتے ہین کہ رسم الخط فارسی مین وہ بائے عربی جو بمعانی مختلفہ مستعمل ہوتی ہے یا بائے زائدہ جو ابتدای الفاظ مین واقع ہوتی ہے بخصوصیت الفاظ زبان فارسی۔ غیر افعال مین کبہی لفظ کے ساتہ متصل لکہی جاتی ہے اور کبہی منفصل اور بصورت ثانی اظہار حرکت فتحہ کے لئے اس پر ہائے مختفی بڑہائی جاتی ہے۔

جیسے بسر و بتن جس کو رسم الخط نے اجازت دی ہے کہ لفظ سر و تن سے
بے کو جدا بھی لکھ سکتے ہین مثلاً بہ سر و بہ تن محققین رسم الخط نے قواعد مذکورہ کے
ذریعہ سے یہ بات نہین دکھلائی ہے کہ کن الفاظ مین بے کا متصل لکھنا ضرور ہے اور
کن حالات مین جدا لکھنا لازم ہے۔ بلکہ کاتبین کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الفاظ
عربی کے سوا جو فارسی مین مستعمل ہون الفاظ زبان فارسی مین جو غیر افعال ہون چاہین
بے کو حروف لفظ کے ساتھ ملا کر لکھین یا ہائے مختفی کے ساتھ جدا۔
صورت آخر مین جمل کا قاعدہ عام اس کا متقاضی ہے کہ بلحاظ کتابت ایسی
بے کے عدد ہائے مختفی کے ساتھ (۷) محسوب ہون محققین فن کی رائے یہ ہے کہ ہائے
مختفی کا عدد ہرگز محسوب نہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کلیہ متذکرہ قاعدہ عام کے قائم رہنے
کے لئے مورخین کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس قسم کی بے کو متصل بہ لفظ لکھا کرین اور
منفصل لکھنے کا قصد ہی نہ کرین گو کہ رسم الخط نے اوس کی اجازت دی ہو۔
اگر اس ہدایت کی پابندی نہ ہوگی تو مادۂ تاریخ خطرہ مین رہے گا یعنی اگر
(بسر یا بفرق) کو مورخ نے (بہ سر و بہ فرق) لکھ کر بے کے عدد کو ہائے مختفی کے ساتھ
محسوب کیا ہو تو ممکن ہے کہ نقل نویسی مین کبھی بے کا اتصال لفظ سر و فرق کے ساتھ
واقع ہو اور ہائے مختفی کے پانچ عدد کا گھٹا مادۂ تاریخ کو برباد کرے۔ اس کا محتاط
طریقہ یہی ہے کہ فن جمل کے اغراض کے لحاظ سے ب کو ملا کر لکھین۔

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ اکثر مردم این عصر ہائے موحدہ الصورت
(بہ) می نویسند و عددش ہفت می گیرند این ہفت مشتاق ہفت ہشت ست کہ بر
نارسائی فکر و عاجزی طبیعت آنہا دلیل قوی می دارد کہ در کلام اساتذہ بای موحدہ باشد اگر

ہا نیامدہ است ۔ ہم نہ اس درشت بیانی کو پسند کرتے ہین اور نہ مطلق العنانی کو

قواعد فن سے کام لینا چاہیئے ۔ اور عقل سلیم بہی اس تصفیہ کے لئے موجود ہے کہ

استادون نے جو کچھہ کہا ہے وہ کن خوبیون پر مبنی ہے ۔

شعرائے عجم کا بہی یہی مذہب ہے ۔ ملا محتشم کاشی نے جلوس شاہ اسمعیل مین ایک

رباعی لکہی ہے جس کے آخر شعر مین باے موحدہ کو متصل لکھہ کر صرف دو عدد لئے ہین

در ہر نفسش دلا بہ از اہل جہان	.	دانند بلاف مہر شاہ اسمعیل
۹۸۴		۹۸۴

حضرت استادی معنی دکہنی اپنے رسالہ مناظرہ معنی مین فرماتے ہین کہ

جائے کہ کتابت صورت کلمہ بد نماید و برخوانندہ نوعے دشواری در نظر کردن آید ۔

می نویسند چون بہ بینند و نمی نویسند چون ببینند و جائیکہ چنین نیست متصل نویسند

چون بخور و ببین و بخدا اگر کسے براے پر کردن اعداد تاریخ چنین نویسد بخور

بہ بین ۔ بہ خدا ۔ و براے کم کردن اعداد چنین نویسد ۔ ببیند ۔ خلاف رسم الخط

باشد و نزد مورخان محققین ناجائز ۔

ہم اس کو نقل کرنے کے بعد اس قدر اضافہ ضرور کرین گے کہ صاحبان

رسم الخط نے اس باے موحدہ کے متصل یا منفصل لکہنے کا کوئی تصفیہ نہین کیا ہے

یہی وجہ ہے کہ محتاط محققین جمل نے اس ب کی نسبت وہ فیصلہ کیا ہے جس کو ہم نے

اوپر لکہا ۔ اگر رسم الخط مین بطور کلیہ کے کوئی قاعدہ بیان ہوتا یا اس قاعدہ رسم

الخط کی کوئی سند ہاتہ آتی جس سے ہم اس وقت تک محروم ہین تو آسانی کے ساتہ

ہم اس کی پیروی کر سکتے ۔ اس لئے کہ اعداد جمل کا دار و مدار رسم الخط پر ہے ۔

ت

تاے عربی رسم الخط کے لحاظ سے دو اشکال مین لکھی جاتی ہے۔
(۱) دراز جیسے (ت) جس کا نام عربی مین تاے مبسوط ہے۔ اور اردو مین لانبی تے
(۲) دوسری گول جیسے (ۃ) اس کو عربون نے تاے مدوّر و مربوط کہا ہے اور اردو والون نے گول تے سے نامزد کیا ہے۔ اور چھوٹی تے بھی۔
عربی مین بعض خاص مقامات پر تاے مبسوط مستعمل ہے۔
(۱) جس لفظ مین تاے اصلی ہو جیسے بیت وغیرہ اسی کے ضمن مین چند خاص الفاظ ہین جن کی تے تاے اصلی کے حکم مین داخل کی گئی ہے۔ جیسے۔ لات۔ منات۔ ذات بنت۔ اخت۔ کیت۔ ذیت۔ لیت۔ وغیرہ۔
(۲) جس لفظ مین تاے جمع مونث سالم ہو جیسے حرکات۔ سکنات۔ جہات وغیرہ
(۳) جس لفظ مین تاے علامت تانیث فاعل ہو جو فعل مین آتی ہے جیسے فعلت۔
(۴) جس لفظ مین تاے ضمیر ہو جو فعل ماضی سے مخصوص ہے جیسے۔ فعلتَ فعلتِ۔ فعلتُ۔
ان کے سوا جو تاے تانیث اسم مین واقع ہو عموماً گول لکھی جاتی ہے جیسے فلاحۃ۔ ملاحۃ۔ حفاظۃ۔ وغیرہ۔
جب کبھی تاے مدوّر حالت وقف مین ہو۔ تو اوس کی کتابت مین نقطون کا حذف کرنا جائز ہے جس کی صورت مثل ہاے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرائت مین بھی (ہے) کی آواز۔ پس دراز تے یعنی تاے مبسوط کے عدد تو اہل جمل کے پاس بالاتفاق ۴۰۰ ہین لیکن تاے مربوط کے اعداد مین اختلاف ہے اور اسی اختلاف

کی وجہ سے ۳ مذہب قائم ہوچکے ہین۔
(۱) عموماً گول تے کے عدد مثل دراز تے کے ۴۰۰ محسوب کرتے ہین۔
(۲) عموماً گول تے کو (ہے) قرار دیکراس کے پانچ عدد لیتے ہین۔
(۳) گول تے کے عدد حالت وقف مین پانچ لیتے ہین اور غیر وقف مین ۴۰۰۔
نمبر (۱) کا قول ہے کہ اہل جمل کا قاعدہ عام کتابت اور رسم الخط پر مبنی ہے اور رسم الخط مبنی بر حقیقت ہے۔ صاحبان رسم الخط نے تاے مربوط یا مدوّر کے لئے گول شکل دو نقطون کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل مدوّر کا نام تے ہی ہے پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کو (تے) ماننے کے بعد اس کے عدد ۴۰۰ محسوب نہ کرین۔ اگر حالت وقف مین اس کے نقطون کا حذف کرنا جائز ہوا ہو اور نقطون کے حذف ہونے کے بعد اس کی صورت (ہے) سے مشابہ ہوجاتی ہو اور وقف کی وجہ سے قرائت مین اس سے (ہے) ہی کی آواز نکلے تو اس اعتباری عمل سے اس کی حقیقت زائل نہین ہوتی۔ اگر نحویین نے اپنی اصطلاح مین اسکو ہاے تانیث سے موسوم کیا ہو تو اون کا صرف اصطلاحی عمل اس کی حقیقت کو باطل نہین کرتا پس تاے مدوّر کے عدد ہر حالت مین ۴۰۰ محسوب ہونے چاہیین
نمبر ۲ اس کے خلاف ہین اون کی راے مین گول تے بلحاظ صورت کتابت (ہے) ہے۔ اور بدین وجہ کہ جمل کے قاعدہ عام نے مکتوب کو معتبر مانا ہے لہذا ان کی راے مین گول تے کے عدد مثل (ہے) کے پانچ محسوب ہونے چاہیین اس لئے کہ کتابت مین اس کی شکل مثل ھے کے ہے اعم ازین کہ وہ حالت وقف مین ہو یا غیر وقف مین اون کا قول ہے کہ ہرگاہ نحویین نے گول تے کو ہاے تانیث

کی وجہ سے ۳ مذہب قائم ہو چکے ہین -
(۱) عموماً گول تے کے عدد مثل دراز تے کے ۴۰۰ محسوب کرتے ہین -
(۲) عموماً گول تے کو (ہے) قرار دیکر اس کے پانچ عدد لیتے ہین -
(۳) گول تے کے عدد حالت وقف مین پانچ لیتے ہین اور غیر وقف مین ۴۰۰ -
نمبر (۱) کا قول ہے کہ اہل جمل کا قاعدہ عام کتابت اور رسم الخط پر مبنی ہے اور رسم الخط مبنی بر حقیقت ہے - صاحبان رسم الخط نے تاے مربوط یا مدوّر کے لئے گول شکل دو نقطون کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل مدوّر کا نام تے ہی ہے پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کو (تے) ماننے کے بعد اس کے عدد ۴۰۰ محسوب نہ کرین - اگر حالت وقف مین اس کے نقطون کا حذف کرنا جائز ہوا ہو اور نقطون کے حذف ہونے کے بعد اس کی صورت (ہے) سے مشابہ ہو جاتی ہو اور وقف کی وجہ سے قرائت مین اس سے (ہے) ہی کی آواز نکلے تو اس اعتباری عمل سے اس کی حقیقت زائل نہین ہوتی - اگر نحویین نے اپنی اصطلاح مین اسکو ہاے تانیث سے موسوم کیا ہو تو اون کا صرف اصطلاحی عمل اس کی حقیقت کو باطل نہین کرتا پس تاے مدوّر کے عدد ہر حالت مین ۴۰۰ محسوب ہونے چاہیین
نمبر ۲ اس کے خلاف ہین اون کی راے مین گول تے بلحاظ صورت کتابت (ہے) ہے - اور بدین وجہ کہ جمل کے قاعدہ عام نے مکتوب کو معتبر مانا ہے لہذا ان کی راے مین گول تے کے عدد مثل (ہے) کے پانچ محسوب ہونے چاہیین اس لئے کہ کتابت مین اس کی شکل مثل ھ کے ہے اعم ازین کہ وہ حالت وقف مین ہو یا غیر وقف مین اون کا قول ہے کہ ہرگاہ نحویین نے گول تے کو ہاے تانیث

ت

تاے عربی رسم الخط کے لحاظ سے دو اشکال میں لکھی جاتی ہے۔
(۱) دراز جیسے (ت) جس کا نام عربی میں تاء مبسوطہ ہے۔ اور اردو میں لانبی تے
(۲) دوسری گول جیسے (ۃ) اس کو عربوں نے تاے مدوّر و مربوطہ کہا ہے اور
اردو والوں نے گول تے سے نامزد کیا ہے۔ اور چھوٹی تے بھی۔
عربی میں بعض خاص مقامات پر تاے مبسوطہ مستعمل ہے۔
(۱) جس لفظ میں تاے اصلی ہو جیسے بیت وغیرہ اسی کے ضمن میں چند خاص الفاظ
ہیں جن کی تے تاے اصلی کے حکم میں داخل کی گئی ہے۔ جیسے۔ لات۔ منات۔ ذات
بنت۔ اخت۔ کیت۔ ذیت۔ لیت۔ وغیرہ۔
(۲) جس لفظ میں تاے جمع مونث سالم ہو جیسے حرکات۔ سکنات۔ جہات وغیرہ
(۳) جس لفظ میں تاے علامت تانیث فاعل ہو جو فعل میں آتی ہے جیسے فعلت۔
(۴) جس لفظ میں تاے ضمیر ہو جو فعل ماضی سے مخصوص ہے جیسے۔ فعلتَ
فعلتِ۔ فعلتُ۔
ان کے سوا جو تاے تانیث اسم میں واقع ہو عموماً گول لکھی جاتی ہے جیسے
فلاحۃ۔ ملاحۃ۔ حفاظۃ۔ وغیرہ۔
جب کبھی تاے مدوّر حالت وقف میں ہو۔ تو اوس کی کتابت میں نقطوں کا
حذف کرنا جائز ہے جس کی صورت مثل ہاے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرائت میں
بھی (ہے) کی آواز۔ پس دراز تے یعنی تاے مبسوط کے عدد تو اہل جمل کے پاس
بالاتفاق ۴۰۰ ہیں لیکن تاے مربوط کے اعداد میں اختلاف ہے اور اسی اختلاف

سے نامزد کیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس ھے کے عدد ۰۰۵ہم محسوب کئے جاویں

نمبر ۳۳ کہتے ہیں کہ گول تے غیر حالت وقف میں - بلاشبہ تے ہے اس لئے کہ اس کی صورت خاص لفظوں کے ساتھ تے ہی کے نام سے موضوع ہے اور قرائت میں اس کی آواز سے بھی تے ہی کا وجود ثابت ہے پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کے عدد ۰۰۵ہم محسوب نہ ہوں البتہ حالت وقف میں اس کا عدد پانچ محسوب ہونا چاہیئے اس لئے کہ کتابت سے نقطے بھی حذف ہو جاتے ہیں اور قرأت میں آواز بھی بدلجاتی ہے اور اس کی شکل اور ھے کی شکل میں کوئی فرق بھی باقی نہیں رہتا اور نحویین نے اس کو ھے ہی سے تعبیر کیا ہے لہذا کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس کے عدد ۰۰۵ہم محسوب کریں -

صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن ترجمہ شیخ محمد سندی - مدنی بحوالہ کتاب عقد الجواہر للشریف محمد بن ابی بکر الشلّی الباعلوی فرمایا ہے کہ فاذا اتفق اللفظ والرسم فذلک واضح وان اختلفا کھمزۃ و طلحۃ التلفظ بالتاء والرسم بالھاء فقیل المعتبر المرسوم دون الملفوظ وقیل الاعتبار باللفظ لا بالرسم - قال الشریف عبد اللہ المدہر الیمنی - القول الاول المعول علیہ والثانی نادر -

یعنی جب تلفظ اور رسم الخط میں اتفاق ہو تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے لیکن اگر دونوں میں اختلاف ہو جیسے لفظ (ہمزہ) اور (طلحہ) جس کا تلفظ تے کے ساتھ ہے اور کتابت ھے کے ساتھ تو اس حالت میں بعض نے کہا ہے کہ کتابت معتبر ہے برخلاف قرائت کے اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ معتبر ہے نہ رسم الخط - اور شریف عبد اللہ مدہر یمنی نے قول اول کو معتبر کہا ہے اور قول دوم کو نادر -

اکثر اہل تحقیق نے ان اقوال کو بیان کرتے ہوے اپنی راے سے سکوت اختیار کیا ہے اور بعض انہیں اقوال کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہین ۔

پھر غلام علی آزاد بلگرامی ہی نے بعض رسائل عبدالجلیل بلگرامی سے نقل کیا ہے کہ "تاء التانیث التی تکتب علی صورۃ الہاء یاخذون عنہا خمسۃ لا اربع مائۃ اعتبارًا للصورۃ الخطیۃ ولا مشاحۃ فی الاصطلاح وللحریری فی المقامات خطبۃ غیر منقوطۃ وقعت فیہا مساورۃ الاعلال ومصادمۃ المال والآل فاعتبر التاء الفوقانیۃ فی القرینتین غیر منقوطۃ مع انہا لیست فی الحالۃ الوقفیۃ وتتلفظ منقوطۃ لانہا ترسم علی صورۃ الہاء وہی عاطلۃ عن النقطۃ ۔ ثم تاء التانیث اذا لم تکتب علی صورۃ الہاء تکون علی صلہا ویوخذ عنہا اربع مائۃ مثلا اذا الحق بالمساورۃ والمصادمۃ ضمیر ویقال مساورتہ ومصادمتہ (الخ) یعنی وہ تاے تانیث جو (ھے) کی شکل مین لکھی جاتی ہے اہل جمل اس کے پانچ عدد لیتے ہین نہ چار سو ۔ اور یہ عمل صورت خط کے اعتبار سے ہے ۔ اور نہین گرفت ہے قرار دادمین

اور مقامات حریری مین ایک خطبۂ غیر منقوطہ ہے جس مین الفاظ مساورۃ الاعلال ومصادمۃ المال والآل واقع ہوے ہین ۔ پس ان دونون الفاظ مین صاحب حریری نے تاے فوقانیہ کو بدون نقطون کے استعمال کیا ہے باوجود اس کے کہ حالت وقف مین نہین ہے اور باوجودے کہ نقطون کے ساتھ پڑہی جاتی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (تے) (ھے) کی شکل مین لکھی جاتی ہے اور (ھے) نقطون سے خالی ہے ۔ پس تاء تانیث جب صورت (ہا) پر

نہ لکھی جاے تو اپنی اصلیت پر رہے گی اور اوس کے عدد چار سو محسوب ہون گے
مثلاً جب کہ لفظ مساورۃ اور مصادمۃ کے ساتھ ضمیر لاحق ہو اور کہا جا مساورتہ
ومصادمتہ۔ (الخ)
پھر آزاد نے صنعت تاریخ کے ذیل مین لکھا ہے کہ وتاء التانیث التی علی
صورۃ الہاء وان لم تکن فی الحالۃ الوقفیۃ تعد ہاء کحمزۃ وطلحۃ (انتہی) یعنی تا
تانیث جو کہ (ہے) کی صورت مین لکھی جاتی ہے اگرچہ وہ حالت وقف مین نہ ہو
تاہم (ہے) شمار کی جاوے گی جیسے حمزۃ وطلحۃ۔
اس سے ظاہر ہے کہ علامہ بلگرامی مذہب دوم کے پیرو ہین۔
صاحب معدن الجواہر نے نصر ہورینی مصری کی تالیف مطالع النصریہ کے
حوالہ سے فرمایا ہے کہ اما النقط فتارۃ یجب عند خوف اللبس فی مثل ہاء التانیث
نحو امتہ فانہا اذا لم تنقط ہا و ہاء ربما التبس فی بعض التراکیب لفظہا بہاء مضمر
للضمیر وتارۃ یجوز فیہا الامران اذا لم یخف للبس۔ وتارۃ یمتنع نقطہ
اذا وقعت فی سجع او قافیۃ علی الہاء ان ساکنۃ وان کانوا لا یعدون
روِیا کما سبق ذٰلک مفصلاً فی فصلہا فہی اذن علی ثلاثۃ اقسام و
کونہا تنقط وجوباً او جوازاً فقد عدہا الحریری من المہمل فی خطبۃ المقامۃ
(۳۸) السمرقندیۃ نظراً لصورتہا الخطیۃ تبعاً للوقف علیہا لما تقدم غیر
مرۃ ان مبنی کتابۃ الحرف الاخیر علی تقدیر الوقف حتی انہم حسبوہا
فی العدد خمستہ فی ابیات التواریخ المعمولۃ بحروف الجمل وجری علی ہذا
استاذنا الکبری فی شرحہ للورد السحری حیث قال ان اسمہ تعالیٰ قوی

عددہ (۱۱۶) یوافق عدد القہوۃ وکذلک الخیر الرملی کتب فی آخر الفتاوی
الخیریۃ انہ سئل عن الہاء المذکورۃ ہل تعد فی عمل التاریخ المبنی علی الجمل بأ
بخمسۃ او تارۃ باربع مائۃ فاجاب بمثل ما قلنا واطال القول فیہا بجلب
النصوص عن الحافظ السیوطی وعن ائمۃ القرآت وغیرہم ثم قال آخراً
ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکل وقال فی النقایۃ الہاء
تنقط الا عند الاو بار ومنہم الحریری (انتہی) یعنی۔ لیکن نقطے پس واجب
ہوجاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ التباس کا خوف ہو جیسے لفظ (مائۃ)
کی ہائے تانیث پس اگر اسپر نقطے نہ دیے جاوین تو وہ مشابہ ہو جائے گی
لفظ (ماء) سے جب کہ لفظ (ماء) ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ اور کبھی جائز ہوتا
ہے نقطون کا دینا یا نہ دینا جب کہ التباس کا خوف نہ رہے۔ اور کبھی ممنوع
ہوجاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ واقع ہو (ھے) سجع یا قافیۂ (ہاے) ساکن
مین۔ اگرچہ اس کو روے مین شمار نہ کرین۔ جیسا کہ ہم نے اس کا مفصل بیان
اس کی متعلقہ فصل مین کیا ہے۔ پس اس حالت مین اس کی ۳ قسمین ہوئین۔
اور باوجود اس کے کہ نقطون کا دینا جائز ہو یا واجب۔ حریری نے اُنتیسویں
مقامہ سمرقندیہ کے خطبہ مین (ھے) کا شمار حروف مہملہ مین کیا ہے۔ اس نظر سے
کہ (ھے) کی کتابی شکل تابع ہے حالت وقف کے۔ جیسا کہ چند بار گزر چکا ہے
کہ حرف اخیر کی کتابت کا دار و مدار حالت وقف پر ہے۔ تا آنکہ اہل جمل
نے ابیات تواریخ مین (ھے) کے عدد پانچ لئے ہین۔ اور میرے استاد (بکری)
نے اپنی شرح وردالسحری مین بھی ایسا ہی کیا ہے یعنی وہ فرماتے ہین کہ یہ تحقیق

بسم خداوند کریم (قوی) کے عدد ۱۱۶ مساوی ہین لفظ (قہوہ) کے عدد کے
اور اسیطرح خیر الدین رملی نے آخر فتاوی خیریہ مین لکہا ہے کہ اونسے ہائے مدورہ
کی نسبت پوچہا گیا کہ آیا (ۃ) کے عدد تاریخ جمل مین پانچ لیئے جاتے ہین یا اس کو
(ت) قرار دیکر۔ چارسو محسوب ہوتے ہین پس اونہون نے ہمارے قول مذکور کے
مطابق جواب دیا اور اپنے قول پر تفصیل کے ساتہ حافظ سیوطی اور ائمہ قرائت
وغیرہ کے اقوال سند مین پیش کیئے۔ اور پہر آخر مین یہ کہا کہ ہمارا یہ قول اصطلاح
کے لحاظ سے ہے ورنہ دونون طور پر عمل ہوسکتا ہے۔ اور کہا مولف نقایہ نے کہ
اونہون کے نزدیک جن مین سے حریری بہی ہے (ۃ) پر نقطے نہ دینے چاہیئین انتہی
اب صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہرگاہ زبان عربی مین تاے مدور
مستعمل ہو تو اوس کی دو شکلین ہین۔ اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے
ساتہ ملحق ہون تو اس کے عدد چارسو محسوب ہون گے جیسے لفظ رحمتہ اور دولتک
مین۔ اور اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے ساتہ ملحق نہ ہو تو پہر اوسکی
دو صورتین ہون گی۔ ایک یہ کہ وسط ترکیب کلام مین اور فقرہ کے اندر واقع ہو
جیسے جنتہ الفردوس اور رحمتہ اللہ مین تو ایسے تاے مدور کے عدد پانچ
لئے جاوینگے اور دوسرے یہ کہ آخر کلام مین واقع ہو اور حالت وقف مین
رہے جیسے قسیم النار والجنتہ تو ایسے تاے مدور کو (ۃ) قرار دیکر اوسکی
عدد پانچ ہی محسوب ہونا ضرور ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ناجائز۔
اور جو لوگ اس آخر الذکر (تے) کے عدد چارسو لیتے ہین اونکا
عمل بعید از قیاس و صحت ہے۔ انتہی۔

ہم عرض کرتے ہین کہ متقدمین کا خیال اس کے متعلق جیسا کچھہ رہا ہی اوسکی
صراحت اوپر ہو چکی ہے اور ایک محقق کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ صرف مردہ
پسندی یا قدیم لکیر کا پابند نہ ہو بلکہ اون تمام وجوہ پر جو اس بحث سی متعلق ہین
کافی غور کر کے اپنی راے کا اظہار کرے ۔ ہم اس عرض کی معافی چاہتے ہین کہ ہمکو
صرف مذہب دوم سے اتفاق نہین ہے کہ جب تاے مدوّر کی آواز (تے) کی ہو اور
جسپر نقطے بھی موجود ہون اوس کے عدد بھی (۵) محسوب ہون ۔ اسمین شک
نہین کہ اتفاق سلف اسپر ہے کہ اسکو (ة) سمجھین اور پانچ عدد لین ۔ لیکن ہم کہتے
ہین کہ اسکو (ة) سمجھنے کی کوئی وجہ نہین ہے جب کہ واضعان رسم الخط نے
اس کا نام بضرورت کتابت مقامات خاص تاے مدوّر کہا ہے اور اوس پر
نقطے بھی دیئے ہین اور قرائت مین بھی (تے) ہے ۔ شکل (ہ) سے اس کا التباس
نقطون کے جدا کرنے کے بعد ہوتا ہے ۔ نقطون کے وجود مین اس کو (ھے) کہنا
ایسا ہے جیسا کہ نقطون کے وجود مین ہم ت کو ب یا ث اس بنیاد پر کہدین کہ
دونون کی شکل ایک ہے ۔ ہمنے اسپر بھی غور کر لیا ہے کہ رسم الخط مین (ھے) کے
اشکال دو ہین (۱) یک چشمی (ہ) جیسے (ة) اور دوسری دو چشمی (ھے) جیسے
(ھ) اور الفاظ مرکبہ مین رسم الخط نے ہاے دو چشمی کی شکل مین ایک اور تغیر بھی
کیا ہے جیسے لفظ (فلھذا) و (فلھذا) ان دونون مین دو چشمی (ھے) ہی ہے
لیکن رسم الخط مین خفیف سا فرق ہے ۔ اور ایسا ہی خفیف فرق اکثر حروف کی کتابت
مفردہ و مرکبہ مین ضرور واقع ہوتا ہے ۔ پس تاے مدوّر کی نسبت جس کی وضع
واضع رسم الخط نے ضرورت کتابت مقامات خاص عربی کے لئے کی ہے اوس کے

اسم خداوند کریم (قوی) کے عدد ۱۱۶ مساوی ہین لفظ (قہوہ) کے عدد کے
اور اسیطرح خیر الدین رملی نے آخر فتاوی خیریہ مین لکہا ہے کہ اونسے ہانے مذکورہ
کی نسبت پوچہا گیا کہ آیا (ۃ) کے عدد تاریخ جمل مین پانچ لیئے جاتے ہین یا اس کو
(تے) قرار دیکر۔ چارسو محسوب ہوتے ہین پس اونہون نے ہمارے قول مذکور کے
مطابق جواب دیا اور اپنے قول پر تفصیل کے ساتہ حافظ سیوطی اور ائمہ قرائت
وغیرہ کے اقوال سند مین پیش کیئے۔ اور پہر آخر مین یہ کہا کہ ہمارا یہ قول اصطلاح
کے لحاظ سے ہی ورنہ دونون طور پر عمل ہو سکتا ہی۔ اور کہا مولف نقایہ نے کہ
اونیون کے نزدیک جن مین سے حریری بہی ہے (ۃ) پر نقطے نہ دینے چاہیئین انتہی
اب صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہر گاہ زبان عربی مین تاے مدور
متعمل ہو تو اوس کی دو شکلین ہین۔ اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے
ساتہ ملحق ہون تو اس کے عدد چارسو محسوب ہون گے جیسے لفظ رحمتہ اور دو لتک
ہین۔ اور اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے ساتہ ملحق نہ ہو تو پہر اوسکی
دو صورتین ہون گی۔ ایک یہ کہ وسط ترکیب کلام مین اور فقرہ کے اندر واقع ہو
جیسے جنۃ الفردوس اور رحمۃ اللہ مین تو ایسے تاے مدور کے عدد پانچ
لئے جاوین گے اور دوسرے یہ کہ آخر کلام مین واقع ہو اور حالت وقف مین
رہے جیسے قسیم النار والجنۃ تو ایسے تاے مدور کو (ۃ) قرار دیکر اوسکو
عدد پانچ ہی محسوب ہونا ضرور ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ناجائز۔
اور جو لوگ اس آخر الذکر (تے) کے عدد چارسو لیتے ہین اونکا
عمل بعید از قیاس و صحت ہے۔ انتہی۔

ہم عرض کرتے ہین کہ متقدمین کا خیال اس کے متعلق جیسا کچھ رہا ہی اوسکی صراحت اوپر ہو چکی ہے اور ایک محقق کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ صرف مردہ پسندی یا قدیم لکیر کا پابند نہ ہو بلکہ اون تمام وجوہ پر جو اس بحث سے متعلق ہین کافی غور کرکے اپنی راے کا اظہار کرے۔ ہم اس عرض کی معافی چاہتے ہین کہ ہمکو صرف مذہب دوم سے اتفاق نہین ہے کہ جس تاے مدوّر کی آواز (تے) کی ہو اور جسپر نقطے بھی موجود ہون اوس کے عدد بھی (۵) محسوب ہون۔ اسمین شک نہین کہ اتفاق سلف اسپر ہے کہ اسکو (ۃ) سمجھین اور پانچ عدد لین۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ اسکو (ۃ) سمجھنے کی کوئی وجہ نہین ہے جب کہ واضعان رسم الخط نے اس کا نام بضرورت کتابت مقامات خاص تاے مدوّر کہا ہے اور اوس پر نقطے بھی دئیے ہین اور قرائت مین بھی (تے) ہے۔ شکل (ہ) سے اس کا التباس نقطون کے جدا کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ نقطون کے وجود مین اس کو (ہے) کہنا ایسا ہے جیسا کہ نقطون کے وجود مین ہم ت کو ب یا ث اس بنیاد پر کہدین کہ دونون کی شکل ایک ہے۔ ہمنے اسپر بھی غور کر لیا ہے کہ رسم الخط مین (ہے) کے اشکال دو ہین (۱) یک چشمی (ہ) جیسے (ہ) اور دوسری دو چشمی (ھ) جیسے (ھ) اور الفاظ مرکبہ مین رسم الخط نے ہاے دو چشمی کی شکل مین ایک اور تغیر بھی کیا ہے جیسے لفظ (فلھذا) و (فلھذا) ان دونون مین دو چشمی (ھ) ہی ہے لیکن رسم الخط مین خفیف سا فرق ہے۔ اور ایسا ہی خفیف فرق اکثر حروف کی کتابت مفردہ و مرکبہ مین ضرور واقع ہوتا ہے۔ پس تاے مدوّر کی نسبت جس کی وضع واضع رسم الخط نے ضرورت کتابت مقامات خاص عربی کے لئے کی ہے اوس کے

نقطون سے قطع نظر کرکے یہ کہدینا کہ (ھے) کی ایک قسم کے ساتھ مشابہ ہونیکی وجہ سے
ہم اس کو درحقیقت (ھے) قرار دین ایسی بات ہوگی جیسے کوئی کہے کہ زید کے
چہرہ سے ناک نکالدینے سے اس کا حلیہ بعینہ بکر کا سا ہو جاتا ہے لہذا اسکو بکر ہی
سمجھو۔ ہم اصطلاحی طور پر الف کو بے قرار دے سکتے ہین لیکن جب اصطلاحی
ضرورت باقی نہ رہے تو ہرگز ایسا نہین کرسکتے۔ مانا کہ جمل کے "قاعدۂ عام" نے
اعداد کے باب مین مکتوب کو معتبر قرار دیا ہے اور ملفوظ سے کچھہ سروکار نہین کہا
ہے۔ لیکن اس کلّیہ کا ہرگز یہ مقصد نہین ہے کہ ث کے ایک نقطہ کو حکماً مٹا کر اس کو
ت سمجھین اگر نقطہ کی علامت خاص سے ہم قطع نظر کرین گے تو ت کو ب یا ث
سمجھہ لینا کچھہ مشکل نہ ہوگا۔ اور طوفان بے تمیزی پہیل جاوے گا۔

سب سے بڑی بات غور اور فیصلہ کے قابل یہ ہے کہ قاعدۂ رسم الخط عربی نے
تاے تانیث کی نسبت یہ نہین کہا ہے کہ اس کو (ھے) سے بدل دو یا اس کو
(ھے) ہی سمجھو بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اس (تے) کو مدوّر شکل مین لکھہ کر اسپر دو نقطے
رکھدو جس کا نام اہل فن نے تاے مدوّر یا تاے غیر لوطر کہا ہے ندہا۔ اور اسی
وجہ خاص سے بڑی تے کو تاے مبسوط سے موسوم کیا۔ پس جب کہ ہم اسکو تحقیقی
(تے) مانتے ہین اور (تے) پڑہتے ہین تو نقطون سے قطع نظر کرکے (ھے) سے
تعبیر کرنا صریحی غلطی ہے۔ محقّقین سلف نے جہان اپنی راے اور اپنا مذہب بیان
کیا ہے وہان یہ بہی لکھدیا ہے کہ ہمارا خیال صرف اصطلاحی ہے اور دوسری
شکل پر بہی عمل ہوسکتا ہے۔ پس متاخرین تحقیق پسند کو صرف اونکے اصطلاحی
عمل کا مرید ہوجانا اور نفس حقیقت کی دریافت اور غور سے کام نہ لینا فن جمل پر ستم ہوگا

اوراس کا دائرہ محدود رہ جاویگا۔ اگر آزاد بلگرامی نے اپنی راے کو سلف کی صورت اول کے تابع رکہا تو اچہا کیا لیکن خزانہ عامرہ مین لضمن ترجمۂ ناصر علی سرہندی جمل جنستہ مثواہ کے مادّہ پر جو اعتراض فرمایا ہے ہم اوس سے متفق نہین ہین یہ مادہ محمد عاکف کا طبعزاد ہے جس کو سرخوش نے کلمات الشعرا مین بذیل ترجمۂ میرزا قطب الدین مائل پسند کیا ہے۔ میرزاے موصوف کی رحلت کا سنہ ۱۱۰۸ ہجری اس مادّہ سے حاصل ہوتا ہے مصنف نے تاے جنستہ کے ۴۰۰ عدد لئے ہین۔ اور بقول آزاد یہ غلط ہے اس لئے کہ تاے جنت کے عدد آپ کے مذہب مین پانچ ہین ہم نہ صرف اس مادّہ کو صحیح خیال کرتے ہین بلکہ متقدمین کی راے کے لحاظ سے بہی کہ ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکلّ جس کی تفصیلی عبارت اوپر نقل ہوئی ہے اس مادّہ تاریخ کو صحیح مانتے ہین۔

حیدرآباد مین بزمانہ وزارت اعظم سرسالار جنگ مختارالملک مغفور اسی کا محاکمہ ہوا تہا۔ ذکی مرحوم لکہنوی اور معنی مغفور دکہنی مین تاے لفظ صلوٰۃ کے اعداد جمل کی بحث تہی ذکی مرحوم کو تاے مذکورہ کے اعداد پانچ لینے پر اصرار اور معنی مغفور کو اس سے انکار تہا۔ استادان جمل سے استصواب ہوا۔

ہم نے اس فیصلہ کو پڑہا ہے جس کا لب لباب استادی مولوی حبیب اللہ ذکا تخلص کے اس قطعہ مین موجود ہے۔

من بریم من بر بیشم من برین	خان معنی انچہ می گوید بجاست
در حضور حق توان گفتن ذکا	آخر لفظ صلوٰۃ البتہ تاست

اب ہم اس فیصلہ سے صرف اون اقوال کا ذکر اس مقام پر کرتے ہین

جو موتیون مین تولنے کے قابل ہین ۔ افضل العلما مولوی سید شاہ محمد لطور حکم
فرماتے ہین کہ از تتبع کتب نحو واضح می شود کہ تانیث بر دو قسم ست۔
(۱) حقیقی (۲) لفظی ۔ حقیقی آن کہ مقابل آن مذکر باشد از جنس حیوان
مثلاً امراۃ و ناقہ۔ و تانیث لفظی بخلاف آن باشد کہ مقابل آن چنان نبود بلکہ
تانیث آن منسوب بلفظ بود بسبب وجود علامت تانیث در لفظ حقیقۃً
مثل ظلمۃ و تقدیراً مثل عین چہ تاے تانیث درآن مقدر ست بدلیل
تصغیر وآن (عیینۃ) باشد ولفظ شمس نیز بنظر اشتراک آن در حقیقی ازین
قبیل ست و در حاشیہ عبد الرحمن در تحت قول التانیث فیہ لفظیاً
مرقوم ست کہ الحاصل ان التانیث فی الشمس لفظی حکماً حیث یظہر التاء
فی بعض الافراد ای بعض افراد الظاہر الغیر الحقیقی حالۃ التصغیر کعین وحکماً
مثل عقرب ۔ چہ حرف رابع در حکم تاے تانیث ست ۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ
در فوائد ضیائیہ بہ تعلیل این معنی فرمودہ و لہذا لا یظہر التاء فی تصغیر الرباعی
من المونث السماعیۃ چون این مقدمہ ممہد شد باید دانست کہ لفظ صلوۃ
داخل قسم اول ست از اقسام ثلثہ تانیث لفظی کہ آنرا در لسان نحاۃ تانیث
بالتاء نیز گویند و وجود تا درآن حقیقۃً ثابت ست وازین تقریر اشتباہ
بودن ہا در آخر لفظ صلوۃ وجنۃ وغیرہ مرتفع شد درین صورت در حساب جمل
از آخر حرف تانیث لفظی حقیقی عدد چہار صد بشمار آید نہ برعکس اگر
گویند کہ در حالت وقف (تا) بہ (ہا) مبدل می شود گوئیم کہ وقف قطع نطق
را گویند وآن بر تا و ہا ہر دو درست باشد نہایت آن کہ در بعض مقام قطع نطق

برتاالفصح باشد ودر بعضی برہا الفصح تحقیق این معنی از کتب نحو باید جست چنانچہ
در تتمہ اجرومیہ می نگارد اذا وقف علی ما فیہ تار التانیث فان کانت ساکنۃ
لم یتغیر نحو قامت وان کانت متحرکۃ فان کانت فی جمع نحو المسلمات فالافصح
الوقف بالتار وبعضہم بالہار وان کانت فی مفرد فالافصح بالہار نحو رحمۃ
وشجرۃ وبعضہم یقف بالتار (انتہی) وازین عبارت صاف ظاہر میشود
کہ حالت وقف راہجز تلفظ درکتابت اعتبارے نیست۔ علاوہ برآن
در قرآن مجید جل شانہ می فرماید کہ یاآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ
وکلا منہا رغدًا حیث شئتما وجاے دیگر می فرماید واستعینوا بالصبر
والصلوٰۃ وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین (الخ) ضمیرہا علامت تانیث
کہ درآیت اوّل بطرف جنت ودرآیت ثانی بطرف صلوٰۃ راجع گشتہ
رفع اوہام فاسدۂ وجود ہا درآخر لفظ صلوٰۃ بوجہ احسن می کند درینجا
نکتہ ایست باریک کہ براہل بصیرت پوشیدہ نیست وآن اینکہ درآیت
اول بر لفظ جنّۃ وقف نیست ودرآیت ثانی بر لفظ صلوٰۃ وقف ست
باوجود آن علماے رسم الخط قرآنی درآخر ہردو تاے بانقطہ نوشتہ اند
می بایست کہ دراول تاے دراز ودر ثانی تاے مدوّرہ مثل ہا می نوشتند
ہرگاہ صورت ہا وتاے مدوّرہ مشترک ست واعتبار اصل راست ودر
اصل وجود تار تانیث ست ووقف امر اعتباری ست لہذا برصورت
مصرحۂ بالا اکتفا کردہ اند وارجاع ضمیر تانیث بطرف کلمۂ کہ آخرش
ہا باشد از عرب مسموع نہ شدہ ودرکتب نحو ہم مندرج نہ گشتہ۔

عشق و استادی وجیه الدین علوی می فرماید که قاعدهٔ ابجد برائے علم تکسیر است
و تقریر اعداد حروف و تکسیر اصل باشند - اصحاب تکسیر کلهم اجمعون عدد
تائے مدوره را چار صد گیرند چنانچه از تصنیفات حضرت شاه محمد
غوث گوالیاری - صاحب جواهر خمسه - و حضرت شیخ ابو العباس بونی
رحمة الله علیه ظاهر است - و حضرت سید علی محمد حسینی القادری حالی
الجواهر عدد تائے الفاتحة و دیموحة و رافة و رحمة که در اسم اعظم
پنجم و سیزدهم و شانزدهم از جمل و یک اسم باری تعالی واقع است
چهار چهار صد گرفته ثلاثی و رباعی بآن حساب پر کرده اند و حضرت
محمد رضا علی ابن محمد نصرت شاه سرهندی در کتاب مفتاح الدعوات عدد تائے
لفظ حالة که در صورت تبت یدا واقع است چهار صد گرفته اعداد تکسیر
مذکور برآورده اند پس در فن تاریخ که تبع اوست چهار صد گرفتن چرا لازم نباشد
اگر گویند که در تکسیر همچنان است و در تاریخ خلاف آن این سخن از درجه
اعتبار ساقط -

آزاد بلگرامی عدد تائے مدوره را پنج گرفت و هیچ یک تاریخ از عدد آن
مجسم در سند دعوے خود پیش نه کرد و چیزے که از قواعد عرب پیداست
اجازت بردوے دهد و صاحب صورت ها را محمول بر اصطلاح نحویین می
گرداند پس قرار داد اصطلاحی تفوق بر اصلیت نه پذیرد -

نعمت خان عالی هم پیروی همین مذهب کرد که تاریخ تولد فرزند میر
حسن ابن میر علی مشهدی از (ع) قرة عین حسن ابن علی حاصل کرد
۱۲۱۱

ودر شمار اعداد این مصرع عدد تاے مدوّر چہار صد گرفتہ است ۔

آزاد بلگرامی در خزانہ عامرہ مے نگارد کہ شبلی در عقد الجواہر گوید

کہ وقتیکہ در رسم الخط ولفظ مختلف واقع شود مثل حصنی ویحیی کہ در نطق

الف ست ودر رسم یا۔ ومثل حمزہ وطلحہ کہ در نطق تاست ودر رسم

الخط ہا۔ بعضی گویند معتبر مکتوب ست نہ ملفوظ وبعضی گویند معتبر لفظ ست

نہ اسم۔ قول اول معتمد علیہ است وقول ثانی نادر ۔

آزاد بلگرامی راست می گوید کہ مکتوب معتبر ست نہ ملفوظ ومثال

حمزہ وطلحہ در قول شبلی داخل کردہ او ست کہ ہا را در رسم الخط حمزہ و

طلحہ داخل کردہ۔ فی الحقیقت آن تاے مدوّر ست نہ ہا۔

الحاصل ہماری ذاتی راے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تاے مبسوط

یا مدوّرہ کے عدد چار سو لئے جاوین خواہ وہ حالت وقف مین ہو یا

نہ ہو۔ جو لوگ حالت وقف مین تاے مدوّرہ کے عدد صرف پانچ لیتے

ہین ہم اونپر حرف نہین رکہتے ۔ اور جن کا مذہب یہ ہے کہ حالت

غیر وقف مین بہی اس کے عدد پانچ محسوب کرتے ہین۔ ہم اون سے

اتفاق نہین کرتے ۔

بعض متقدمین فن جمل نے اس کو اپنی معتبر کتابون مین ہاے تانیث

سے موسوم کرکے اس کے پانچ عدد لئے ہین ہم اون کے اس عمل کو اصطلاحی

عمل خیال کرتے ہین اور وہ خود اس کے قائل ہین اور خود اونہون نے

یہ فرمایا ہے کہ ہمارا عمل صرف اصطلاحی ہے اس کے خلاف دوسری

شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے ہم اون کی اس بے نفسی اور راستی پر رحمت بھیجتے ہین۔ صاحب افادۂ تاریخی مذہب نمبر ۲ کے پیرو ہین۔ اور صاحب مخمص تسلیم نے مذہب نمبر ۱ کو اختیار کیا ہے۔

اب ہم ذیل مین اون استادون کے کلام سے استناد کرتے ہین جو ہمارے ہم خیال ہین
محمد عاکف نامی ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنہون نے تاریخ وفات مرزا قطب الدین مائل کو جعل الجنۃ مثواہ سے پیدا کیا ہے اور تاے مدورہ کے ۴۰۰ عدد محسوب فرمائے ہین۔ جس کا ذکر سرخوش نے اپنے تذکرہ مین کیا ہے افسوس ہے کہ غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین اسپر اعتراض بلا اختیار کیا۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ معاملہ مذاہب مین بے تعصب نہ تھے۔

شیر خان مصنف مرآۃ الخیال نے اپنی کتاب کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدورہ کے عدد ۴۰۰ لئے ہین۔

این تا چند زار کہ مرآۃ الخیالش خواندہ ام	دارد از حسن معانی یک جہان حسن کمال
صورت تاریخ انجامش توان پرورده ام	گر تامل پردہ بردارد ز مرآۃ الخیال

مرآۃ الخیال کے عدد ۱۳۱۳ ہین جس مین سے پردہ کے اعداد ۲۱۱ منہا ہون تو سنہ مطلوب ۱۱۰۲ حاصل ہوتا ہے۔

جناب مولوی فائق صاحب انشاے فائق ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنہون نے کتاب خزینۃ الاصول کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدورہ کے چارسو عدد شمار کئے ہین۔

این نسخہ کہ گوہر قبول ست	تاریخ خزینۃ الاصول ست
	۱۲ ۲۵

انہین بزرگ نے مسجد نواب آصف الدولہ کی ایک تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد ۴۰۰ لئے ہین۔

نائی دوگانہ کرد بمحراب ادادا	تاریخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوٰۃ
	۱۲۰۲

ناظم تبریزی نے حضرت معین الدین چشتی نوراللہ مرقدہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّر کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہین۔

سال نقل معین دین ز فلک	زبدۃ الصالحین بگفت ملک
	۶۳۳

مولانا عبدالباسط امیٹھوی ایک فاضل اجل گزرے ہین جو فن جمل مین اکمل تھے صاحب مخلص تسلیم نے ان کے پایۂ فن جمل کا ذکر فرمایا ہے آپ نے اپنے جد وجدّہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین۔

گفت امر خداش با احباب	اسکن انت وزوجک الجنۃ
	۱۱۰۸ھ

مولوی احمد حسین مرادآبادی نے جن کے پایۂ علم اور معلومات جمل کی تعریف صاحب مخلص تسلیم نے کی ہے جناب مظہر علی شاہ مغفرت پناہ کی وفات کی تاریخ العاقبۃ للمتقین (۱۲۶۴) سے نکالی ہے اور تاے مدوّر کے ۴۰۰ عدد لئے ہین۔

جناب مولانا شاہ عبدالعزیز مغفور دہلوی نے بحق ملائکۃ المقربین و عباد اللہ الصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین سے بشمار اعداد منقوطہ ۱۲۰۸ ہجری حاصل فرمایا ہے اور ملائکۃ کی تے کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین

میر مہدی علی ذکی تخلص مراد آبادی نے جن کو اہل ہند نے امام الجمل کہا ہے ایک مسجد کی تاریخ مین تاے مدوّرکے چار سو عدد محسوب کیئے ہین۔

شد چو آغاز طرح این مسجد		صورت کعبہ شد بدل مشغوش
سال تاریخ ابتداے بنا		نہ قبلة بگفت سروش ۱۲۴۴

صاحب تخلص تسلیم فرماتے ہین کہ یہ تاریخ ذکی مرحوم کے دیوان مین طبع ہوئی ہے۔

باقر گیلانی متاخرین مین فن جمل کے امام مانے گئے ہین آپ نے جلوس عالم گیر کے بیان مین مندرجہ ذیل تاریخی عبارت لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے عدد چار سو محسوب فرمائے ہین۔ الحمد لله الرحمن المهيمن الباقي المقصود ۱۰۶۸ والصلوة على النبى الكامل الهادى المحمود ۱۰۶۸۔

منتخب التواریخ مصنفۂ مولانا عبدالقادر بدایونی اکبر شاہی مین امرائے اکبری سے ایک امیر ذی شان کی تجدید ایمان کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین۔

لقد تاب شیخی عن الحوبة		فتاریخه صادق التوبة ۱۰۳۴

محمد افضل سرخوش نے اپنے تذکرہ کلمات الشعرا مین اپنی والدہ کی رحلت کا تاریخی مادہ فی جنة عالیة سے (۱۰۵۴) حاصل فرمایا ہے اسمین بھی تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین۔

اور اسی تذکرہ مین ایک اور اپنے عزیز کی رحلت کی تاریخ تخرجہ کے ساتھ دخل الجنة بلا حساب لکھی ہے یعنی دخل الجنة کے اعداد مجموعی (۱۱۱۸) سے

حساب کے (۱۷) عدد خارج کئے گئے ہین جس سے سنہ مطلوب (۱۰۴۷) حاصل ہوا ہے۔ اس تاریخ مین بھی تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوے ہین۔

افضل العلمار قاضی ارتضا علی خان سرخوش مغفور گوپامؤ نے ابوطیب خان والا کی رحلت کی تاریخ العاقبة للمتقين ۱۲۶۴ سے حاصل کی ہے اس مین بھی تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد شمار ہوے ہین۔

صاحب مفتاح التواریخ نے ایک مسجد واقع قصبہ سیلون کی تاریخ لانّ الصلوة معراج المؤمنين لکھی ہے جس سے اعداد ۱۱۷۹ ہجری حاصل ہوتے ہین اس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ لئے گئے ہین۔

دلّی مین قدم گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو تاریخ کسی استاد وقت کی کندہ ہے اُس کا مادہ تاریخ یہ ہے قال محمد حبیب اللہ انا مدينة العلم وعلیّ بابها اس سے ۱۱۶۵ھ حاصل ہوتا ہے اور تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہین۔

مولانا حسن نے تاریخ وصال شیخ علی احمد قدّس سرہ العزیز مین مات وهو فی الحالة سے ۱۰۱۱ھ حاصل فرمایا ہے جس مین تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد شریک ہین۔

شیخ امین بن حسن الحلوانی المدنی نے بھی ایک تاریخی قطعہ مین تاے مدوّرہ کے چارسو عدد محسوب فرمائے ہین۔

نهل الحميّا نشوة السكران ۱۲۹۳		الله اكبر هكذا تاريخها

شیخ کمال خجندی کی وفات کی تاریخ سید کمال افندی نے لکھی ہے

جوامیہ جمل سے گزرے ہین جس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہین

تاریخ وفات شیخ کامل		پیدا است ز رحمة من الله ۱۲۰۸

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ ہاے نقطہ دار کو مین نے اپنی
تمام عمر مین نہ دیکھا ہے اور نہ سنا۔ صنعتہ الاہمال اورصنعتہ الاعجام سے
کام لین تو فرمائیے کہ تاے مدوّرہ کو جسپر دو نقطے بطور علامت "تاموجود
ہین منقوطہ مین محسوب کرنا چاہیئے یا مہملہ مین۔ اسی سوال کا جواب بحث الحقہ
کا قول فیصل ہوگا۔ ہم عرض کرتے ہین کہ کیا آپ نے نہین دیکھا کہ اہل اصطلاح
نے تاے مدوّرہ کے نقطون کو اڑا کر صنعت اہمال مین اس کو (ھ) مانا ہے
جہان دست تصرف دراز ہے وہان کونسی بات مشکل ہے۔
آپ ہی کا قول ہے کہ تاے مدوّرہ فارسی رسم الخط مین تاے دراز سے
بدل گئی ہے۔ اس کے عدد جمہور کے پاس بلا اختلاف ۴۰۰ ہین جیسے حکمة
فارسی مین حکمت لکھا جاتا ہے۔ اور دولة فارسی مین دولت۔ اس
خاص باب مین مذاہب کا کوئی اختلاف نہین ہے۔
ہم کہتے ہین کہ فارسیون نے حقة کو بھی حقہ اور قطعة کو بھی قطعہ کر لیا ہے
ایسی حالت مین فارسی رسم الخط کی روسے تاے حقة و قطعة ہاے ہوز
ہوگئی ہے جس کے عدد فارسی مین پانچ محسوب ہون گے۔
آخر پر ہم کہتے ہین کہ متقدمین کی راے تو کل مذاہب کے لئے حجت
ہوسکتی ہے اس لئے کہ اونہون نے محض بے نفسی کے ساتہ اصل حقیقت کا
اظہار کر دیا ہے اور لکہدیا ہے کہ اسپر عمل کرو یا او سپر دونون درست ہین

لیکن آزاد اور پیروان آزاد کو جن کو مذہب دوم پر اصرار ہے لازم تھا کہ کم سے کم متقدمین یا متاخرین کی کوئی ایک نظیر استعمال پیش کرتے درحالیکہ استعمالی سند ایک بھی نہیں پیش ہوئی۔ محمد عاکف کی ایک تاریخ پر صرف اعتراض کر دینا تو ان کے لیے کافی نہیں ہے اس لئے کہ وہ علانیہ مذہب اول کا پیرو ہے۔ اور پیروان مذہب دوم کا یہ اعتراض ان تمام تاریخوں پر بھی ہو سکتا ہے جن کو ہم مذہب اول کی سند میں ہدیۂ ناظرین کر چکے ہیں جنمیں متقدمین اور متاخرین دونوں کا کلام شریک ہے۔ تے کے عدد نے گویا شیعہ وسنی کا جھگڑا قائم کر دیا ہے۔ صاحب مخص تسلیم باوجود فہمیدہ ہونیکے جامہ سے باہر ہیں اور خود مذہب اول کے پیرو بن کر پیروان مذہب دوم پر خوب ہی سب وشتم کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ طرز خوشنما نہیں ہے معقول حجتیں ہمارے سامنے ہیں بے تعصب ائمہ جمل کی آرا موجود۔ استعمال متقدمین ومتاخرین کی سندیں حاضر۔ اہل بصیرت کو اختیار ہے کہ ان تمام چیزوں کے ملاحظہ کے بعد جس مذہب کو وہ چاہیں اختیار کریں آزاد بلگرامی کے مہذب اصرار اور تسلیم سہسوانی کی بھرمار دونوں پر ہمارا اعتراض ہے۔

آغا سید علی شوستری نے لطیفہ کیا۔ فرمانے لگے کہ تائے مدوّر فساد ے برپا کردہ است چاریاران بر عدد چار صد اصرار کنند وآزاد بلگرامی نظر بر پنجتن دارد کہ عدد ش را پنج مے شمارد اما انصاف بالائے طاعت ست از شش و پنج یا ہفت ہشت کار نباید گرفت چون بامعان نظر دلائل فریقین را می سنجم چار و ناچار بر نیم کہ مذہب سوم خیر الامور اوسطہا ست۔ کہ از استادان فن باقر گیلانی ہم پیرو

آن ست وحق بجانب اوست - واگر از سوم قطع نظر کرده درمیان اول و دوم ترجیح جوییم گوییم که مرتبه اول بر دوم فائق ست که مدور ما فی البحث تا بوی مربوط ومنقوط ست نه ہا من اللہ التوفیق و بیده ازمته التحقیق -

آپ ہی نے ۱۲۶۶ہجری مین مناظرۂ مغنی وزکی پرحسب ذیل رائے لکھی تھی - اطبق العلماء کافتہ علی ان التاء علامتہ التانیث لا الہاء کابن ہشام وابن الحاجب وابن مالک وابن الناظم وابن الانباری وابن الجماعہ والبہائی ثم التاء اربع مائۃ ان ہی ہی - وخمسۃ ان ہی الہاء وماشرح المغنی لاثبات ذلک معنیً ثابت ویثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت یعنی اتفاق کیا تمام علماء نے اس پر کہ تے علامت تانیث ہے نہ ھے جیسے ابن ہشام اور ابن حاجب اور ابن مالک اور ابن ناظم اور ابن الانباری اور ابن جماعہ اور بہائی - پس تے کے عدد چارسو ہین اگر وہ تے ہے - اور پانچ ہین اگر وہ ھے ہے - اور وہ جو شرح کی اسکی معنی نے اس امر کے اثبات کے واسطے وہ امر واقعی ہے اور ثابت رکھتا ہے اللہ تعالے مؤمنون کو سچے قول پر -

از ث تا ق

ان حروف کے اعداد جمل مین کوئی بحث یا ایسا اختلاف نہین ہے جس کو قواعد کے ذیل مین بیان کرنے کی ضرورت ہو - اور نہ رسم الخط سے متعلق کوئی خاص بات لائق بیان ہے -

ک

عربی۔ فارسی۔ اور اردو زبان مین حرف کاف جب ابتدا یا وسط یا آخر کلمہ مین واقع ہوتا ہے اور اپنے متصلہ دوسرے حرف ماقبل یا مابعد سے ملا ہوتا ہے تو اوس کے اعداد مین کوئی بحث نہین ہوتی جیسے۔

(عربی مین)	کلاب	تکرم	علیک
(فارسی مین)	کوفتہ	چاکش	کلاک
(اردو مین)	کترنا	رکابی	جھلک

لیکن فارسی مین جب کاف الفاظ ماقبل و مابعد سے جداگانہ لکھا جاتا ہے تو اظہار حرکت کے لئے اس کے ساتھ ہائے مختفی لکھتے ہین جیسے (کہ گفت) اور بعض وقت آخر کلمہ مین بھی اس کے ساتھ ہائے مختفی لکھی جاتی ہے جیسے (چنانکہ) اور اردو مین بھی یہی عمل ہے جیسے (اس سے کہو کہ ٹھہر جاے) یا (جبکہ) اہل جمل نے بلحاظ کتابت ایسے کاف کے ساتھ (ہے) کے پانچ عدد بھی محسوب کئے ہین۔ صاحب ملخص تسلیم کا بھی یہی مذہب ہے۔ خواجہ حسین ہروی کے ایک قصیدہ تاریخی سے اس کے استعمال کی سند ملتی ہے جو متضمن جلوس اکبرشاہی ہے جو ۹۶۳ھ مین واقع ہوا۔ لائق شاعر نے اس کا التزام کیا ہے کہ پہلے مصرع سے تاریخ جلوس نکلے اور دوسرے مصرع سے شہزادہ سلیم کا سنہ ولادت (۹۷۷)

شاد شد دلہا کہ باز از آسمان عدل و داد	باز دنیا زندہ شد کز مہر ایام بہار
۹۶۳	۹۷۷
بتہ الحمد از پے جاہ و جلال شہریار	گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار
۹۶۳	۹۷۷

مہر ہنگو یدکہ میر سید کہ آن مہ پارہ را	گر نہ پے زیب و جمال دہر سازم آن نگار
۹۶۳	۹۷۷

(افادہ ۵) لفظ پے کے عدد حالت اضافت مین بہی ۱۲ محسوب ہوتے ہین بعض لوگ غلطی سے ۲۲ شمار کرتے ہین اور یا پر ہمزہ لکہہ کر بشکل (پئے) لکھتے ہیں۔ ازروے رسم الخط پے مین صرف ایک یا ہے اور حالت اضافت مین یا پر صرف کسرہ زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت معنی کو ایسے کاف کے ۲۵ عدد مین اختلاف ہے۔ آپ نے مناظرہ معنی مین لکہا ہے کہ مرزا طہماسب قلی ترکی تخلص در ۱۰۴۳ ہجری قصیدہ تاریخی نوشتہ ودر صلہ آن از عطیات شاہ جہان خلعت خاص جواہر با اسپ و فیل و لک روپیہ نقد سرفرازی یافت وہمہ شعرا بر ندرت و قدرت اسناد یش معترف واز تتبع آن عاجز آمدند۔ عدد کاف را در مطلع و شعر ہفتم و پانزدہم بیست و پنج گرفت۔ ودر شعر سوم و پنجم و نہم بیست بشمار آوردہ وہو ہذا۔

وزیر دولت کہ یارب جاودان بادا زوجود او	ہمین شد ملک گل گل زلطف داور سبحان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
زہے شاہا نکو آئین کہ ماند تا بپا اقبالش	ہمین عہد را باز و لیسار جود را سامان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
نوید جشن شہزادہ زوصل آمد بحمد اللہ	قرین فر کہ ایزد باد عہد جاجب دوران
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری

طرفہ عجب است کہ در یک قصیدہ یک نام دو دو ہوا پسند کرد لیس ازین ہم دو مذہب است۔ فریقے در کاف نستعلیق عدد ہا ہرگز نمے گیرد باین دلیل کہ

اواز حرف سفر دست و مرکبہ بیست و دال بر سیماسے خود ست و شکلی ست اشکال
ار ابعۂ مخترعۂ خوشنویسان و عددش بست ست پس بست و پنج گرفتن خطاست
چنانکہ مرزا عبد القادر بیدل در ابیات نہ گانۂ تہنیت کد خدائی عنایت اسد خان
پسر خورد نواب شکر اسد خان کہ ہر مصرعش مادۂ تاریخ ۱۱۰۱ دارد در شعرے کاف را
بست عدد گرفتہ و ہو ہذا ـ

وقت ست کہ از نواسے دلہا	مانۂ دوران رسد بارشاد
۱۱۰۱ ہجرے	۱۱۰۱ ہجرے

و سرآمد متاخرین یگانۂ زمن غلام مصطفٰے سخن در قصیدۂ تاریخی جمل که
یک مبنی کہ ہر مصرع آن حامل تاریخ ست در یازدہ شعر کاف را بعد دبست آوردہ
(انتہیٰ کلامہ) ہم یہ عرض کرتے ہین کہ کاف کے اعداد مین بے شک دو مذہب ہین
خواجہ حسین ہروی کے جس قصیدہ کے تین شعر کی نقل ہمنے کی ہے اُسی قصیدہ مین
خود آپ نے ایک شعر ذیل مین کاف کے عدد ۲۰ لئے ہین ـ

کس نیارد ہدیۂ زین بہ اگر دارد کسی	ہر کہ دارد گو بیا چیزیکہ داری گو بیار
۹۶۳	۹۷۷

لیکن ہم اس اختلاف کو آیندہ کے لئے باقی رکہنا مناسب نہین خیال کرتے
اور آخر پر اس قدر عرض کرنے پر مجبور ہین کہ کاف کے متعلق ہم اپنی واجب
التعظیم استاد کی راے کے ساتہ متفق نہین ہین اس لئے کہ قانون زبان
فارسی نے اس کاف کی نسبت جو کسی لفظ کے ساتہ ملاکر نہین لکہا جاتا بلکہ جدا
لکہا جاتا ہے بوضاحت لکہدیا ہے کہ اظہار حرکت کے لئے ہاے مختفی اسکے ساتہ

شریک ہے پس اگر ہم چند مخطوں کے لئے کاف کے اشکال مختلفہ سے اُس کی ایک
صورت (کہ) کو اصلی بھی قرار دیں تو اس کو جدا لکھنے کی حالت میں اظہار حرکت
صرف اضافت کے ساتھ نہیں کر سکتے اس لئے کہ قواعد فارسی اس کے خلاف
ہیں۔ صاحب تحقیق القوانین فرماتے ہیں کہ کاف تازی با ہائے بیان کسرہ
بر چہار دہ نوع آمدہ (۱) کاف بیان (۲) کاف تعلیل (۳) کاف تشبیہ
(۴) کاف تردید (۵) کاف شرط (۶) کاف علت (۷) کاف مقولہ۔
(۸) کاف مفاجات (۹) کاف استفہام (۱۰) کاف نفی (۱۱) کاف بمعنی کہ
(۱۲) کاف بمعنی بلکہ (۱۳) کاف بمعنی ہم (۱۴) کاف بمعنی از۔ کسی قانون فارسی نے
کسی کاف کی نسبت یہ نہیں کہا ہے کہ وہ اعشاری عدد بھی واقع ہوا اور بدون ہائے مختفی لکھا
جائے۔ پس ایسی حالت میں ہم کسی ایسے کاف کے اعداد کو جس کو انہیں اقسام
مذکورہ میں سے کسی ایک قسم میں شریک ہونے سے گریز نہیں ہے باوجود وجود ۲
۲۰ نہیں محسوب کر سکتے۔ جن مورخین نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے
اوس کو ہم تسامح کہیں گے کسی کا تسامح یا غلطی خلاف ورزی کا قاعدہ عام کے لئے
سند نہیں ہو سکتی۔ شاہی انعام صرف مصنف کی محنت کا صلہ ہے ہم اس
انعام کو فن جمل کی استادی کا سارٹیفکٹ نہیں قرار دے سکتے۔ چون طہماسپ قلی
ترکی را ترکی تمام شد تا بہ عبد القادر بیدل چہ رسد و کلام غلام مصطفیٰ اسحٰق را کہ
می پرسد کلہم متساوون فی التسامح دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب ایک بڑے پایہ کے
شخص سے غلطی ہوتی ہے تو اوس کے پیرو اوس غلطی سے سند لیتے ہیں۔ اور
سچ یہ ہے کہ غلطی غلطی ہے وہ کسی اور کے لئے سند کا کام نہیں دے سکتی

ل

لفظ اللہ کے رسم الخط مین ال ل ہ چار حرف ہین۔ اس کا اصل لفظ الالہ تہا۔ قاعدہ عربی کے لحاظ سے تعلیل جاری ہوئی یعنی الف دوم کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی گئی اور ہمزہ کو گرا دیا اَلِلہ ہوا۔ اب دو لام متحرک جمع ہوے اول کو ساکن کرکے دوسرے مین ادغام کیا اللہ ہوا۔ اس تعلیل کے لحاظ سے لفظ اللہ کی کتابت لام مشدّد کے ساتہ مثل الہ کے ہونی تہی لیکن رسم الخط فرقانی نے باوجود اس کے دونون لام کو کتابت مین قائم رکہا بنا بر علیہ اہل جمل نے بالاتفاق اللہ کا عدد ۶۶ مانا ہے اور اس مین تشدید کے لحاظ سے ایک لام محسوب نہین ہوا بلکہ کتابت رسم الخط کے لحاظ سے دو لام محسوب ہوئے اور جب لفظ اللہ پر ایک لام اور بڑہایا جاتا ہے تو للہ مین بعوض لام زائد شدہ کے بڑہانے کے لفظ اللہ سے صرف الف کم کر دیا جاتا ہے اور یہی رسم الخط فرقانی ہے لہذا اہل جمل نے للہ کے اعداد ۹۵ مانے ہین۔ قیاس اس کا متقاضی تہا کہ جب اللہ کے عدد ۶۶ مانے گئے تہے تو للہ کے اعداد ۹۵ ہون لیکن یہ قیاس اُس وقت درست ہوتا جب کہ رسم الخط قرآنی مین للہ کی کتابت ۳ لام کے ساتہ لللہ ہوتی۔ حساب جمل تابع رسم الخط ہے اور بس۔

اردو رسم الخط مین للہ کا رسم الخط عربی کے خلاف ہے یعنی ۳ لام کے ساتہ لللہ لکہا جاتا ہے لیکن اعداد مین وہی ۹۵ محسوب ہوتے ہین چنانچہ قدر بلگرامی کی ایک تاریخ مین ایسا ہی عمل ہوا ہے۔

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی طبعزاد استادی قدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ

نون ۳ شکل پر لکہا جاتا ہے (۱) الف کے ساتہ جیسے نا (۲) دوسرا
ہائے مختفی کے ساتہ جیسے نہ (۳) تیسرا یا کے ساتہ جیسے نے ۔
ہمکو نا اور نے سے کچہہ بحث نہین ہے اس لئے کہ دونون کا رسم الخط
معین ہے اور بلحاظ رسم الخط نا کے عدد ۵۱ اور نہ کے عدد ۵۵ اور نے کے عدد
۶۰ محسوب ہون گے ۔ فارسیون نے کہا ہے کہ نون نفی افعال پر بغیر فصل بہی آتا ہے
اور فصل کے ساتہ بہی ۔ جیسے قول سعدیؒ ہر کہ با بدان نشیند نیکی نہ بیند
اس مقام پر بیند کے ساتہ نون ملا کر لکہنا جائز نہ ہوگا اسی طرح کلام حافظ مین
(سہ) گفتگو آئین درویشی نبود ؎ ورنہ با تو ماجراہا داشتم ؎ (نبود) مین
نون کو لفظ (بود) کے ساتہ ملا کر لکہنا بہی جائز ہے اور جدا بہی جیسے نہ بود
الغرض افعال مین تو کہین ایسا رسم الخط ہے اور کہین ویسا لیکن اسمار مین
بدون فصل لکہنا جائز ہی نہین ہے بلکہ ہمیشہ فصل کے ساتہ لکہا جاوے گا
جیسے نہ آن ۔ نہ این ۔ نہ برو ۔ نہ برین ۔ نہ ترا ۔ نہ جوان مست و
نہ پیر ۔ نہ تو و نہ من ۔ نہ چندان ۔ پس رسم الخط نے جن مقامات مین
نون نفی کو ہائے مختفی کے ساتہ اور فعل و اسم سے جدا لکہنے کا حکم دیا ہے
وہان حرف نون کے ساتہ (ہے) کے عدد بہی محسوب ہون گے ۔ اور افعال مین
جہان وصل یا فصل جائز ہے وہان مادۂ تاریخ مین فصل سے احتراز اولے
ہے اور وصل ہی سے کام لینا چاہیئے ۔ مثلاً نگفت اور نہ گفت دونون
جائز ہین تو مادۂ تاریخ مین نگفت لکہنا چاہیئے اور نہ گفت سے احتراز اس لئے
کہ اگر مورخ نے بلحاظ جواز نون کو الگ لکہہ کر اس کے ساتہ ہائے مختفی کا

ع د نیا تو طرزِ کتابت کی صراحت مادّہ کے ساتھ لازم ہوگی ورنہ مادّہ کی صحت
نقل نویسون کے قبضۂ قدرت مین آجا ئے گی یہی وجہ ہے کہ محتاط اہل جمل نے
حکم فرمایا ہے کہ ایسے نون کو جس کا وصل وفصل جائز ہے وصل ہی کے ساتھ لکھا کرو
اور مادہ مین صرف نون کے پچاس عدد محسوب کرو جیسا کہ (ب) کے بیان
مین ہدایت ہوئی ہے ۔

و

ہم کو واو کے متعلق کچھ زیادہ عرض کرنا نہین ہے ۔ طریقۂ رسم الخط مین جو واو
شامل ہے اور پڑھنے مین متروک اس کے عدد قاعدہ عام کے لحاظ سے محسوب
ہون گے مثلاً لفظ (اُولٰئک) اور (اُولی الامر) کا واو یا لفظ (عمرو) کا
واو اگرچہ پڑھا نہ جائے لیکن حساب جمل مین برابر محسوب ہوگا ۔

اسی طرح زبان فارسی مین لفظ خواب ۔ و خویش کا واو اگرچہ نہین
پڑھا جاتا لیکن حساب جمل مین برابر محسوب ہوتا ہے ۔

اسی طرح لفظ (داؤد) مین اگرچہ قرائت مین دو واو پڑھے جاتے ہین
لیکن چونکہ کتابت مین صرف ایک واو لکھا جاتا ہے تو صرف اسی کے عدد
محسوب ہون گے ۔

ہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ زبان فارسی مین ہائے مختفی کا عدد حساب
جمل مین برابر محسوب ہوگا جیسے لفظ خامہ و جامہ و کہ وغیرہ ۔
محققین جمل نے اس کی صراحت کی ہے کہ جو عربی الفاظ فارسی مین مستعمل ہین

جنہین عربی کی تا سے مدوّر فارسی مین (ہے) ہو گئی ہے جیسے عابدۃ سے عابدہ
اور دولۃ سے دولہ اور جمیلۃ سے جمیلہ۔ اس کے عدد فارسی مین پانچ ہی
محسوب ہون گے۔

جو ہاے مختفی کتابت سے ساقط ہو جاتی ہے جیسے جامہ سے جامہا اور
خامہ سے خامہا اور نامہ سے نامہا اس کو خلاف قاعدہ رسم الخط خواہ مخواہ
جدا لکھہ کر (ہے) محسوب کرنا جائز نہین ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے بہی اس کا
ذکر کیا ہے۔

ہمزہ

ہم حصۂ گزشتہ مین بہی اس کا ذکر کر آئے ہین کہ ہمزہ نہ داخل حروف ہے اور نہ
اس کے عدد محسوب ہوتے ہین۔ اور جو الف عربون اور فارسیون کے پاس
ہمزہ سے موسوم اور داخل حروف ہے اوس کو اہل جمل نے الف ہی کہا ہے جیسے
لفظ اسلام کا پہلا حرف الف۔

اب اس خاص بیان مین ہم اوس ہمزہ کے قواعد بہی عرض کرتے ہین
جو داخل حروف نہین سمجھا جاتا اور کتابت مین سر عین کی شکل مین لکھہ دیا جاتا ہے

صاحب سبحۃ المرجان فرماتے ہین کہ الہمزۃ ان کانت علی صورۃ الالف
تعد الفاً کسأل وما احسن ما قیل (ع) قلبی علی قدک المشوق بالہیف
طیر علی الغصن او ہمزۃ علی الالف ۔ وان کانت علی صورۃ الواو تعدّ واواً
کسؤل او الیاء تعدّ یاءً کسئل والہمزۃ التی تجئی بعد الالف لا تعد کصحراءً
لانہا لیست لہا بعد الالف صورۃ من صور حروف الہجاء وانما تکتب

علامتہا علی صورۃ نملیۃ (انتہیٰ) یعنی اگر ہمزہ آوے آخر الف کی شکل مین تو الف شمار ہوگا جیسا لفظ سائل - کیا اچھا کہا گیا ہے (ترجمہ شعر) میرا قلب تیرے در کے قدر پر بسبب افسوس وغم کے ایک پرندہ ہے شاخ پر یا ہمزہ الف پر -
اور اگر ہو ہمزہ بصورت واو مین تو شمار کیا جاویگا واو جیسا سؤل -
اور اگر ہو ہمزہ بصورت یا مین تو یا شمار کیا جاوے گا جیسے سُئِل -
اور جو ہمزہ بعد الف کے آوے وہ کچھہ شمار نہ کیا جائیگا جیسے صحراء یہ اس لئے کہ اس کے لئے الف کے بعد کوئی صورت - اشکال حروف تہجی سے نہین ہے اور جزاین نیست کہ لکھی جاتی ہے اس کی علامت چیونٹی کی شکل پر -

حقیقت یہ ہے کہ لفظ سائل یا سؤل یا سئل مین الف اور واو اور یا پر ہمزہ کی شکل صرف اس بات کے اظہار کے لئے بنائی جاتی ہے کہ قاری ان حرف کی حقیقت سے آگاہ رہے اور قرائت مین اس کا اظہار کرے -

لفظ جزئک مین چونکہ ہمزہ کو بشکل یا لکھا گیا ہے اس لئے اس لفظ کے عدد بشمول یا ۰ ۴ محسوب ہون گے - یہی عمل اولئک مین ہوگا یعنی لفظ اولئک کے عدد ۶۷ شمار کیے جاوین گے -

فارسی مین لفظ گدائی اور اردو مین - برائی - بھلائی کی نسبت یہی حکم ہے یعنی دو یا محسوب ہوتے ہین - یہی کیفیت خائیدن - زائیدن - کی ہے - فارسی رسم الخط مین ایسے ہمزہ کے عوض دو نون یا کو نقطے دیتے ہین - حسین ہروی نے لفظ (پے) کے ۱۲ عدد محسوب فرمائے مین اس لئے کہ (پے) مین صرف ایک یا ہے -

گوہر مجد از محیط عدل آمد بر کنار ۹۶۷		سد الجواز پے جاہ و جلال شہریار ۹۶۳

آقا طہماسب نے شہزادہ داراشکوہ کی تاریخ کدخدائی میں ہائل ہی یا محسوب کی ہے	
حسود بدگوہرے اورانحوست ائل طالع	مربیہ کلک او بادا سعادت از بن دندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
تاریخ جلوس شاہ اسمعیل از ملا محتشم کاشی جسمین لفظ تمیز میں دو یا محسوب ہین	
می کرد چو سکۂ حق صاحب تنزیل	نقدے کہ عیار بودش از اصل خلیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ
سکہ چو رسانید بتمیز ملوک	فرق کہ وسعہ داد بشاہ اسمعیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ

(نوٹ) رباعی بالا کے پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ مین کاٹ کر ۲۵ عدد محسوب ہوئے ہین۔ اور یہ بہی بحث ماضیہ کی سند ہے۔

لفظ ہوئی اور ہوئے کے اعداد مین مورخین ہند نے دو طرح پر عمل کیا ہے بعض تو اس کے رسم الخط مین دو یا کو تسلیم کرکے ۳۱ عدد محسوب فرمائے ہین اور بعض کہتے ہین کہ صرف ۲۱ عدد محسوب ہونے چاہئین اس لئے کہ اس کا مصدر (ہونا) ہے اور (ہونا کا ماضی مطلق (ہوا) اوراسی کا مؤنث (ہوئی) اور جمع مذکر (ہوئے) ۔پس نہ دو یا لکہنے کی ضرورت ہے اور نہ ۳۱ عدد شمار کرنے کی حاجت۔

ایک تیسرا گروہ لفظ (ہوئی) مین مذہب اول کو پسند کرتا ہے اور لفظ (ہوئے) مین مذہب دوم کا پیرو ہے۔

اور یہ سارا جہگڑا اس لئے قائم ہوا ہے کہ رسم الخط کے کسی رسالہ نے ان دونون

الفاظ کے حلیہ کا تصفیہ نہین کیا۔

اہل زبان سے موجودہ افراد کی زبان تو مذہب دوم کی تائید کرتی ہے اور
اون کا قلم مذہب اول کا پیرو ہے یعنی مطبوعہ رسائل مین ان الفاظ کی اکثر کتابت
دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور جب کبھی اون سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا ہے
تو وہ بصراحت فرماتے ہین کہ یہ الفاظ ۔ ہ ۔ و ۔ ی ۔ سے مرکب ہین۔

یہ اختلاف صرف (ہوئی) یا (ہوئے) ہی مین نہین ہے بلکہ اس کے
مماثل الفاظ (موئی) (موئے)۔ (چھوئی) (چھوئے) وغیرہ مین بھی۔

مولانا مولوی سید احمد دہلوی مصنف فرہنگ آصفیہ نے لفظ
(ہوئی) کا حلیہ دو یا کے ساتھ لکھا ہے اور لفظ (ہوئے) مین یاے مجہول لکھ کر اوپر
ہمزہ دیا ہے۔ اور (چھوئی) (موئی) اور (موئے) کی کتابت مین بھی دو یا سے
کام لیا ہے۔ نیز آپ نے لفظ (مونا) پر لکھا ہے کہ یہ مرنے کا مرادف ہے اور
(موآ) پر جس کے آخر مین الف ممدود ہے تحریر فرمایا ہے کہ یہ (مونا) کا ماضی
مطلق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ (مونا) تو مصدر ہے اور (موآ) جو عرف عام مین
(مُوا) سے مشہور ہے اس کا ماضی مطلق اور (موئی) اسی کا مؤنث اور (موئے)
اسی کا جمع مذکر۔

حضرت جلیل جو امیر مینائی مغفور کے شاگرد رشید ہین فرماتے ہین کہ
(موآ) (مونا) کا ماضی ہم نے سنا ہی نہین اور نہ (مونا) مرنے کے معنون مین
مستعمل ہے بلکہ (مُوا) ماضی مطلق ہے (مرنا) کا۔ اور (مُوا) سے (موئی) اور (موئے)
صرف ایک یا کے ساتھ ہین۔

ہمارے استاد جمل جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی نے بزمانہ قیام حیدرآباد ہم سے فرمایا تھا کہ (ہونا) کے مصدر سے ماضی مطلق (ہوآ) بالف ممدودہ ہے جس کو محاورۂ عام مین (ہوا) کہنے لگے۔ اسی طرح (چھونا) کا ماضی مطلق (چھوآ) تھا جس کو ہم فی زمانناً (چھوا) کہتے ہین۔ پس (ہوآ) اور (چھوآ) کا مؤنث (ہوائی) اور (چھوائی) ہے جس کو رسم الخط نے (ہوئی) اور (چھوئی) کی شکل پر رواج دیا۔

حضرت کامل کے ارشاد کی تصدیق کتابت زمانۂ حال سے ہوتی ہے جو عموماً دویا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور (ہوآ) اور (چھوآ) کی تائید صاحب فرہنگ آصفیہ سے ہوتی ہے کہ آپ نے (ہونا) کے ماضی مطلق کو (ہوآ) فرمایا ہے۔

الغرض ہماری تحقیق مین زبان کے مقابلہ مین کتابتِ زبان کا پلہ بھاری ہے اور اصول جمل کے لحاظ سے کتابت معتبر ہے نہ قرائت۔ پس ہم (ہوئی) اور (ہوئے) کی کتابت مین ناگزیر دویا کو تسلیم کرتے ہین اور اسی کا نتیجہ لازمی ہے کہ ان دونون کے اعداد ۳۱ مانتے ہین۔

استادی داغ مغفور سے ہم کو اس کے متعلق گفتگو کا موقع ملا تھا آپنے فرمایا کہ دونون جائز ہین خواہ ان الفاظ کو ایک یا سے لکھو یا دویا سے پھر فرمایا کہ ہم نے تو (ہوئی) کا رسم الخط اکثر دویا سے دیکھا ہے اور (ہوئے) کی کتابت دونون طرح پر۔ پھر آپ ہی نے فرمایا کہ ہم نے اپنی ایک تاریخ مین لفظ (ہوے) کے اعداد (۲۱) محسوب کئے ہین لیکن آیندہ تاریخون مین دویا کے پابند رہین گے۔ وہو ہذا

داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی		معتمد صاحب ہوے زیبا خطاب ۱۳۰۸ھ

ہمارے استاد جمل قدر بلگرامی نے ہم سے کہا کہ کیننگ کالج کی تاریخ مین ہم نے شعر ذیل مین لفظ (ہوئے) کا استعمال دو یا کے ساتھ کیا ہے اور اس لفظ کے اعداد ۳۱ محسوب کئے ہین۔

ہوئے ہیں عمارت نیکدل کرنل ہُوش ہمین	دل فزا ہر صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین
۱۸۷۸ع	۱۸۷۸ع

فرمایا کہ بعض احباب نے ہم پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہوئے کے عدد ۲۱ محسوب ہونے چاہئین نہ ۳۱ تو ہم نے اون کو یہ کہکر ساکت کیا کہ اگر آپ کی ایسی ہی خوشی ہو تو (ہوش) مین ایک یا بڑہا دیجئے چھٹی ہوئی۔ پھر یہ فرمایا کہ بعض تاریخین ہماری ایسی بہی ہین جن مین لفظ (ہوے) کے اعداد ۲۱ محسوب ہوے ہین جیسے

نہان و آشکارا قدر لکہہ مصراع تاریخی	ہوے کامل یہ علم آگاہ بار اسی چہتر پین ۱۲۷۶ھ

مؤلف نے عرض کیا کہ اصول جمل کے لحاظ سے دو عملی ناخوشنما ہے یکسوئی ہونی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ بے شک۔ لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ صحیح رسم الخط ان الفاظ کا کیا ہے جس کے بعد اعداد تابع رسم الخط ہون گے۔ پھر یہ بہی فرمایا کہ کاتبین تو عموماً (ہوئی) کو دو یا کے ساتھ لکہتے ہین اور ہمارے قلم سے بہی بے ساختہ ایسی ہی کتابت ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ اصلیت حروف پر اب تک کسی نے روشنی نہین ڈالی۔ بہر حال تمہارے لئے مین یہی صلاح دونگا کہ رسم الخط کے تابع رہو اور یہی حکم ہے اصول جمل کا۔

اس گفتگو کے بعد ہم ان دونون الفاظ مین دو یا کے پابند رہے اور ۳۱ عدد

محسوب کرنے لگے ۔ اور آج تقریباً بائیس سال کے بعد بھی ہماری تحقیق مین اب تک اسی کا پلہ بھاری ہے ۔ مولانا سید علی کامل کے ارشاد اور صاحب فرہنگ آصفیہ کے اسناد سے بھی ہم (ہوئی ۔ موئی ۔ چھوئی ۔ ہوئے ۔ موئے ۔ چھوئے) مین دو یا کا وجود پاتے ہین اور ۳۱ عدد محسوب کرنے پر مجبور ہین ۔ یعنی ہم مذہب اول کے پیرو ہین ۔

پیروان مذہب دوم اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہین اور اون کے طرز عمل پر ہم کوئی حرف گیری نہین کرتے اس لئے کہ انہون نے ماضی مطلق (ہوا موا چھوا) پر ہوی ۔ موی ۔ چھوی ۔ کی بنیاد قائم کرلی ہے لیکن ہم اس قدر ضرور عرض کرین گے کہ اون کو اس کا پابند رہنا چاہیئے کہ کتابت بھی ایک ہی یا کے ساتھ کرین اور یا پر ہمزہ نہ دین ۔

تیسرے گروہ کی نسبت البتہ ہم اس قدر کہنے پر مجبور ہین کہ انکو یکسوئی اختیار کرنا چاہیئے ۔ (ہوئی) مین مذہب اول کی پیروی کرنا اور (ہوئے) مین مذہب دوم کو ماننا ۔ یک بام و دو ہوا کا مصداق ہے واقعات مندرجہ بالا کے پڑھنے کے بعد یا تو وہ اصلیت اور حقیقت لفظ کو تسلیم کرکے تابع رسم الخط جاریہ رہین یا زباندانان حال کی زبان کے بھروسہ پر رسم الخط کی تبدیلی و مذہب دوم کی پیروی فرمائین ۔

جناب امیر مینائی کی ایک تاریخ ہمکو ملی ہے جس مین لفظ ہوئی کا استعمال مادۂ تاریخ مین ہوا ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مذہب دوم کے پیرو تھے

تاریخ صحت منشی امتیاز علی وزیر ریاست بھوپال

عمر خضر نصیب مرے دستگیر کو		چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا		اقبال شاہ سے ہوئی صحت وزیر کو
۳۲		۱۳۱۰ = ۱۲ ۷۸

زبان اردو کے رسم الخط کے متعلق جب کوئی رسالہ موجود نہین ہے تو ہم قلمی اور
مطبوعہ رسائل سے کام لیتے ہین جو لکھنؤ اور حوالی لکھنؤ اور دلّی اور مضافات
دلّی سے شائع ہوئے ہین۔ ان رسائل مین لفظ ہوئی اور ہوئے کا رسم الخط
دو یا کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے مخالف بعض خطّاطون کو جب یہ سند رسم
الخط ناگوار گزری اور اون کی توجہ ایک یا کے قائم رکھنے اور دوسری یا کے
مٹانے کی جانب رجوع ہوئی تو اونہون نے اس قدر تعصب سے کام لیا
کہ دو یا کی حقیقی ضرورت کے مقام پر بہی ایک یا پر قناعت کی۔ حضرت امیر
کا مشہور لغت آپ کی زندگی مین کامل نگرانی کے ساتھ طبع ہوا ہے اور ہمارا خیال
ہے کہ اس مین صحّت الفاظ کا بڑا ہی خیال ملحوظ رہا ہے۔ اس لغت مین جہان
مین الفاظ بینائی۔ آئی۔ کوئی۔ ہوئی۔ للچائی۔ وغیرہ مستعمل ہین اونہین
ن ایک یا سے کام لیا گیا ہے اور ضرورت وزن شعر کے لیئے اسی ایک یا پر
رہ رکہدیا گیا ہے۔ محاورہ (آنکہہ للچائی ہوئی پڑنا) کو (آنکہہ للچائی ہوئی پڑنا)
لکہہ کر جرئت کا یہ شعر سند مین پیش ہوا ہے ؎ ہی غضب اپنی طبیعت اوسپہ
ہے آئی ہوئی ٭ جسپہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکہہ للچائی ہوئی ٭ ہم نے اس ایک
شعر کو صرف بطور نظیر طرز کتابت و مثال اصلاح رسم الخط پیش کیا ہے سارا لغت
اسی قسم کے نظائر سے بہرا ہوا ہے اب انصاف پسند اہل زبان خود دیون

جرأت کو ملاحظہ فرماوین جو اون کی زندگی مین طبع ہوا ہے جسمین للچائی اور ہوئی
دونون کے رسم الخط مین دو یا ہین پس معاصرین کا یہ طرز خاص خاص کتابون
مین اصلاح زبان کے ساتہ اصلاح رسم الخط کا حکم رکہتا ہوا اور معاصرین
اہل زبان اس کو پسند فرماتے ہون اور صحیح مانتے ہون تو ہماری راے مین
اون کو ایک یا کے عدد پر قناعت کرنا جائز ہے لیکن اصول قواعد جمل کے لحاظ
سے ان کو براہ کرم ہمزہ سے بہی دستکش ہونا چاہیئے اس لئے کہ اگر ہمزہ اہل
کتابت رہے گا تو وہ بزبان حال پکار اٹہے گا کہ (آئی ہوئی) کو دو یا کے
ساتہ لکہو۔

استادان زبان کے اکثر اون دواوین کی سیر ہمنے کی ہے جو ان کی
زندگی ہی مین چہپ چکے ہین اور بعض کا چہاپہ انہین کی خاص نگرانی سے ہوا ہے
کل ایسے دواوین مین۔ بینائی۔ ہوئی۔ آئی۔ کوئی۔ للچائی۔ وغیرہ مین
دو یا کی کتابت ہمزہ کے ساتہ موجود ہے۔ بعض معاصرین فرماتے ہین کہ پرانی
اردو کا رسم الخط ایسا ہی تہا اور جب روز بروز اس کی اصلاح ہوتی گئی
اور زمانۂ حال کی زبان مین بہت سے تغیرات ہو چکے ہین تو اب رسم الخط قدیم
کو متروک خیال کرنا چاہیئے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جو حکم۔ بہت خوب۔
لیکن زبان اردو کے ساتہ رسم الخط کی ایسی اصلاح کے لئے جس مین اصلی حروف
چہٹ ہو چکے ہین اور قواعد بہی کے برخلاف عمل ہوا ہے آخر کوئی نہ کوئی
دلیل بہی ہونی چاہیئے (چاہیئے) کو ایک یا کے ساتہ (چاہیے) لکہکر اوسپر ہمزہ دیدینے کا
نام اگر اصلاح رسم الخط ہے تو ہماری راے مین اس اصلاح سے رسم الخط

رکہین اور دونون کے عدد محسوب فرمائین واؔلا اون کو مذہب دوم کے اختیار کرنے مین آزادی ہے۔ لیکن مذہب دوم کو جدید رسائل کی کتابت کے بھروسہ پر الفاظ للچائی وآئی وکوئی سے متعلق نہ سمجھین وما علینا الا البلاغ

لکھنؤ کے نامی ناول نگار مولوی عبد الحلیم شرر سے قریب قریب کل ہندوستان واقف ہے حیدرآباد کی خوش قسمتی سے آپ آجکل ناظم تعلیمات کے مددگار ہین۔ جب ہم نے اس بحث مین آپ سے استصواب کیا تو آپنے مہربانی آمود جواب سے ہمکو شکر گزار فرمایا جس کو ہم بجنسہ ذیل مین نقل کرتے ہین

(ہوآ۔ ہوئی۔ ہوئے۔ کا تلفظ واو سے نہین ہے بلکہ ہمزہ سے ہے۔ اور املا مین ہمزہ کا قاعدہ ہے کہ اپنی حرکت کے مناسب حرف علت کی صورت مین لکھا جاتا ہے اس لئے بجاے (ہوے) کے (ہوئے) لکھنا صحیح ہے۔ اور تاریخ مین دو حرف یا محسوب ہونے چاہیین۔

ہماری راے مین حضرت شرر کی یہ تحریر مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے اور اس سے بھی مذہب اول کی تائید ہوتی ہے۔ قدما کے کلام بلاغت نظام سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ امیر خسرو دہلویؒ کا ایک قطعہ ہمکو یاد ہے جس کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔ اس سے بھی رسم الخط ما فی البحث پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔

رفتم بتماشاے کنار جوئے	دیدم بلب آب زن ہندوئے
گفتم کہ بہاے سر مویت چہ بود	آواز برآورد کہ دُر دُر موئے

یادگاران غالب مرحوم سے حضرت تابان دہلوی او رسائل دہلوی

بقید حیات ہین حضرت تاباں کا ایک مطلع ہے کہ (س ۵) وصل کی شب وہ سمٹتے ہین پرے جلتے ہین ہر چہوئی موئی ہین کہ چہونے سے مرے جاتے ہین

حضرت سائل فرماتے ہین۔ (س ۵)

مرنے کی میرے اسکو سنا کر خبر کوئی	اتنا ہی کہدے اب تو تسلی تری ہوئی
الفت مین اتنی چاہیے خاطر کو یکسوئی	ہم جس کو چاہتے ہون نہ چاہے اوسے کوئی

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور پیروان مذہب دوم کی توفیق کے لئے دعاے خیر۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت یہ امر فیصل شدہ ہے کہ وہ کوئی چیز نہین ہے اُس کا کوئی عدد محسوب نہ ہوگا اور یہی حکم ہمزہ بعد واو کی نسبت ہے جیسے لفظ (ضوءہ) جس کے عدد بترک ہمزہ ۸۱۱ محسوب ہوتے ہین۔ اس لئے کہ ہمزہ بعد واو مثل ہمزہ بعد الف ہے۔ اسی طرح (وضوءہ) کے عدد بہی بترک ہمزہ ۸۱۷ لئے جاوینگے۔ یہی کیفیت جزءٌ وفُءٌ کی ہے جس مین ہمزہ حساب جمل سے خارج رہتا ہے۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت بعض متاخرین نے ایک عدد محسوب کیا ہے جس کا ذکر صاحب سبحۃ المرجان نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ وجد بعضہم تاریخ وفاتہ (علماء امتی کانبیاء بنی ۱۰۵۲ اسرائیل) وہمزۃ علماء وہمزۃ انبیاء محسوبتان فی التاریخ (انتہی) یعنی بعض نے کسی عالم کی وفات کی تاریخ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ مین پائی ہے۔ اور الفاظ علماء اور انبیاء دونون مین ہمزہ محسوب

ہوا ہے۔ اس موقع پر آزاد بلگرامی نے مورخ کے نام سے سکوت فرمایا ہے لیکن چونکہ
وہ تاریخ شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی کی وفات کے متعلق لکھی گئی ہے
تو معلوم ہو چکا کہ اس کے مصنف و مورخ متاخرین سے کوئی بزرگ ہیں۔
اور اسی طرح آزاد بلگرامی نے احوال عبدالجلیل بلگرامی میں فرمایا ہے

کہ لازم السلطان فرخ سیر وتقضی بیامن عنایاتہ ماکان لہ من وطر ونظم
لجلوسہ تواریخ الالسنۃ الاربعۃ المذکورۃ والذی بالعربیۃ ہذا (ہ)

قد تولی فرخ سیر ملک ہند	ولہ من عون القدیر اعتداد
فاقتبسنا تاریخہ من کلام	صمدی یور ثہا من یشاء ۱۱۲۴

والہمزۃ محسوبۃ فی التاریخ لان الجلوس فی سنۃ اربع وعشرین و
مائۃ والف (انتہی) یعنی (صاحب "تذکرہ) ملازم ہوا فرخ سیر کا اور
روا کیا اس کی عنایتوں کی برکتوں سے اپنے حوائج کو اور نظم کیں اس کے
جلوس کے لئے تاریخیں چار زبانوں میں جن میں سے عربی تاریخ یہ ہے
(جو اوپر لکھی گئی) اس تاریخ میں ہمزہ شمار کیا گیا ہے اس لئے کہ جلوس سنہ
ایک ہزار ایک سو چوبیس میں ہے۔

اسی طرح نعمت خان عالی نے کامگار خان کی شادی کی تاریخ میں
ہجو کی ہے جو سنہ ایک ہزار ننانوے ہجری میں واقع ہوئی تھی جس میں
ہمزہ کا عدد محسوب ہوا ہے (ہ)

حرف مدرا ساخت مدغم پیر عقل آنگاہ گفت
نحو جائز کرد اینجا التقاء ساکنین

آزاد بلگرامی نے اس تاریخ کی نسبت
لکھا ہے کہ مادہ تاریخ میں ایک عدد کی

۱۰۹۸ + ۱ = ۱۰۹۹

کمی ہونے کی وجہ سے شاعر نے تعمیہ سے کام لیا ہے یعنی حرف مذکور جس سے
الف مراد ہے مادۂ تاریخ میں مدغم کیا ہے اور نیز لفظ التقاء کے ہمزۂ مابعد
الف کو بھی محسوب فرمایا ہے درحالیکہ ہمزہ کے عدد کا محسوب کرنا تاریخ گویان
عرب کے مذہب کے خلاف ہے اس لیے کہ نہ وہ داخل حروف ہے اور نہ اسکے
لئے کوئی عدد جمل۔

پھر آپ ہی نے خزانہ عامرہ میں بضمن احوال یحییٰ کاشی اس کی تاریخ موت
کا ذکر کیا ہے یعنی (ع) احیاء سخن چو کرد یحییٰ جان داد۔ اور فرمایا ہے
کہ اس مادۂ تاریخ میں لفظ احیاء کے الف آخر کے بعد کا ہمزہ حساب جمل سے
خارج ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اکثر مورخان فارس ہمزہ کا عدد لیتے ہیں اور
بعض نہیں لیتے۔ اور مورخان عرب اکثر ایسے ہمزہ کو ترک کرتے ہیں اور بعض
اوس وقت محسوب کرتے ہیں جب کہ مادہ تاریخ کسی آیت قرآنی یا حدیث
میں پایا جاوے جیسا کہ عبدالجلیل بلگرامی نے تاریخ جلوس فرخ سیر میں
عمل کیا ہے۔ (جس کو ہم اوپر نقل کر چکے ہیں)

ہم اس موقعہ پر صرف اسی قدر بیان پر خاموش نہیں رہ سکتے اس لیے
کہ یہ کتاب صرف بیان واقعات کے لئے نہیں ہے ہم ضرور عرض کریں گے
کہ جن شعراے عرب نے ہمزۂ بعد الف التقاء یا احیاء کو حرف قرار دیکر اسکا
عدد لیا ہے اونہوں نے غلطی کی ہے۔ آزاد بلگرامی نے نہ شعراے قدیم عرب
کی اون تاریخات کی نقل کی اور نہ ان کے نام گنوائے محض تذکرۃً ان کے
مذہب جمل کا ذکر کر دیا ہے اور موقع کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ

شعراے عرب یعنی ماثی ذہینہ سند ہین عبدالجلیل بلگرامی کے لئے ۔ اور یہ جو
ارشاد ہوا ہے کہ مورخان عرب کے پاس آیۂ قرآنی اور حدیث نبوی سے ملے
ہوے مادّہ مین ایسا عمل بعض وقت جائز قرار پایا ہے اس کے متعلق بھی
متقدمین کے کسی ایسے مادّۂ تاریخ کی سند نہین پیش ہوئی تاکہ ہم اوس سے
اس بات کا اندازہ کرسکتے کہ مورخ کا رتبہ فن جمل مین کیسا ہے ۔ ہمارے روبرو
اس کے متعلق بھی جو کچھہ ہے وہ آزاد بلگرامی کا تذکرہ اور عبدالجلیل بلگرامی کی
تاریخ ہے اور بس ۔ الله الله خیر سلّا ۔

پس ایسی حالت مین ہم ایک عام "قاعدہ کے مقابلہ مین جس کی تصدیق
محقّقین و متقدمین فن جمل کے اقوال متعددہ سے ہوتی ہے ۔ ایسے استثناء ہی
کو جائز نہین قرار دے سکتے ۔ عبدالجلیل بلگرامی کو ضرورت وقت نے ایسے عمل
ناجائز پر مجبور کیا ہو گا ۔ یا فن جمل مین اونہون نے اپنے معلومات کو اسی حد تک
پایا ہو گا ۔ یا آپ سے تسامح ہوا ہو گا ۔

ہم گزشتہ حصہ کے متعدد مقامات پر اون محقّقین کی عبارتون کی
نقل کر چکے ہین جنمین سے بعض نے حروف تہجی کے ذیل مین ہمزہ کا ذکر کیا ہے
اور بعض نے ہمزہ کے عدد کے متعلق صاف صاف لکھدیا ہے کہ ہمزہ کے لئے
جمل مین کوئی عدد نہین ہے ۔ اور اونمین سے کسی نے یہ استثنائی جزئیہ
نہین بیان کیا کہ آیت قرآنی یا حدیث نبوی مین مادّہ پایا جاوے تو برخلاف
قاعدۂ عام عمل کرنا جائز ہے ۔ اور اون کا طرز بیان بتلا رہا ہے کہ وہ ایسی محتاج
افراد سے تھے کہ اعداد تاریخ مدّور کی بحث مین اختلاف اقوال کی کوئی بحث

اونہون نے اپنے بیان مین نہین اوظہار کہی پس ایسی حالت مین آزاد بلگرامی کا
صرف یہ فرما دینا کہ موزخان عرب نے برخلاف قاعدۂ عام ایسا کیا ہے بدون
سند ہم نہین مان سکتے ۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ بعض مورخین زمانۂ حال اپنے لیے
عبد الجلیل بلگرامی کی سند کو کافی خیال کرین لیکن ہم اونکے لئے کبہی ایسا مشورہ
نہین دے سکتے اس لئے کہ غلطی کی مثال کسی کے لئے سند کا کام نہین دیسکتی
اب رہی نعمت خان عالی کی فارسی تاریخ جس مین اونہون نے لفظ التقا
مین ہمزہ بعد الف آخرین کو محسوب کیا ہے ۔ وہ بہی فارسی مورخین کے لئے
سند نہین ہوسکتی اس لئے کہ زبان فارسی کے قاعدہ اور رسم الخط کے لحاظ سے
اون کا عمل غلط ہے یعنی التقار ساکنین اور احیار سخن دونون مرکبات
زبان فارسی سے ہین اور فارسی کا قاعدہ کہہ رہا ہے کہ ایسے مرکبات مین جب
حرف الف آخر کلمہ مین واقع ہو تو مضاف کے بعد یاے حطی کا لانا ضروریات
سے ہے ۔ صاحب منتخب النحو فرماتے ہین کہ ہر اسمے کہ در آخر آن الف باشد
و ما قبل آن مفتوح بود و ہمچنین واو باشد و ما قبل آن مضموم بود و آن را مضاف
کنند می باید کہ یاے زائدہ میان مضاف و مضاف الیہ در آرند مانند اداے
معشوق و ابروے محبوب و این یا را در وقت خواندن بہمزۂ ملینہ بدل کنند ۔
پس نعمت خان عالی کے مصرع تاریخ مین اگر برخلاف قاعدہ رسم الخط فارسی
بجاے ہمزۂ آخر لفظ التقار یا کی کتابت بضرورت تاریخ ترک ہوی ہوا ور ہمزہ
کے عدد برخلاف قاعدۂ عام جمل محسوب ہوے ہون تو کہا جائیگا کہ استاد
سخن نے فن جمل کی کمی معلومات کی وجہ سے تسامح کیا ہے ۔ اور ایسا متزلزل

مصرع ہمکو خلاف ورزی قاعدۂ عام کے لئے سند نہین ہوسکتا۔
باقر گیلانی نے جلوس عالمگیر کے تاریخی بیان کے آغاز مین بضمن نعت قواعد فارسی کا لحاظ رکھا ہے اور (ملجاے دوسرا) مین بعد الف ملجا یا کو محسوب فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ ملجاے دوسرا امام المتقین ۱۰۶۸
کرم جہان مقبول اله سید المرسلین ۱۰۶۸ (سـ۵)

سماے حکم وسخاومہ جمال وکمال		پناہ تاجوران کاسمان ندیدہ چنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

اس شعر مین لفظ سما کے بعد یا مطابق قاعدہ ہے۔ صاحب ملخص التسلیم فرماتے ہین کہ ہرگاہ کدخدائی یا اولٰئک مین ہمزہ کے عوض یا محسوب کی جاتی ہے جیساکہ اوپر بیان ہوا ہے تو اذا جاء د ماشاء کا ہمزہ بعد الف بھی مستحق یک عدد ہے۔ ہم کہتے ہین کہ اولٰئک مین یا کی کتابت بغرض اظہار ہمزہ ہوئی ہے۔ اور رسائل مین الف بھی بغرض اظہار ہمزہ ہے۔ اور سؤل مین واو بھی اسی غرض سے ہے۔ پس اہل جمل نے اولٰئک مین یا اور رسائل مین الف اور سؤل مین واو محسوب کرنے کا حکم ہمزہ کی خاطر اور اس کی کسی مرتبت کی وجہ سے نہین دیا بلکہ کتابت اور رسم الخط کی وجہ سے جس مین ی ۔ ا ۔ و موجود ہے۔ ہرگاہ ابتدای بیان مین یہ بات طی ہوچکی ہے کہ ہمزہ کوئی مستقل حرف نہین ہے تو پھر ماشاء کے ہمزۂ آخرہ کے لئے عدد کی سفارش بے موقع اور غیر موجّہ ہے۔ قواعد اس کی قبولیت کے مانع ہین امید ہے کہ آپ معاف فرماوین
صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ الفاظ دیوانہ یا بیگانہ کا ہمزہ

ہمزہ بعد الف کا حکم رکھتا ہے یعنی بلحاظ رسم الخط اس کو حروف لفظ میں کچھ دخل نہیں ہے اور نہ ان کے لئے حروف ثلاثہ یعنی الف۔ واو۔ ی سے کوئی حرف موجود ہے۔ قواعد فارسی کی رو سے لفظ دیوانۂ یا بیگانۂ کا اصل لفظ دیوانئی یا بیگانئی تھا لیکن جب کہ قاعدہ نے رسم الخط سے دو یا کو حذف کرکے اس کے عوض صرف (ء) کو قائم کر دیا ہے تو اب حساب جمل میں بروسے قاعدۂ عام کہ رسم الخط کی پابندی لازم ہے پس دیوانۂ کے اعداد ۶۷۔ اور بیگانۂ کے اعداد ۳۸ محسوب ہوں گے اور ہمزہ کا کوئی عدد نہ لیا جاوے گا۔

ی

جن الفاظ عربی کے آخر میں یا ہے اور فارسیوں نے اوس کو الف سے بدل دیا ہے جیسے تمنی۔ ماجری۔ جس کو فارسیوں نے تمنا اور ماجرا کر لیا ہے اس کے حرف آخر کے عدد عربی میں بلحاظ کتابت یا دس محسوب ہوں گے۔ اور فارسی میں بلحاظ کتابت الف۔ ایک۔

صاحب ملخص تسلیم نے حبیب اللہ بشیر کی ایک تاریخ پر اعتراض فرمایا ہے اور وہ تاریخ یہ ہے۔

بشیر القصہ جب تفتیش سال اسکا کیا میں نے	سروش غیب لی ترغیب یوں مجھکو یا ایما کی
نمایاں مصرع تاریخ مطبوع طبائع ہو	عجب لکھی گئی توشیح اردوے معلی کی
	۱۲۹۵

آپ فرماتے ہیں کہ درین قطعہ قافیۂ افزا و ہویدا و ایما و تمنا آشکار است۔ معلی بیاسے محض بوجہ تاریخ و در قوافی الف قاعدۂ عربی جاری

کردن بیجاست (انتہیٰ)

افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے غور سے کام نہین لیا اردوے معلی کی یا کو زباندانان اردوے بہ تبدیل الف جائز نہین رکہا۔ پس بیچارے مورخ نے اگر لفظ صحیح کو استعمال کیا تو اوسپر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا اوس نے یا کو بضرورت تاریخ نہین قائم رکہا ہے بلکہ بضرورت صحت لفظ و رسم الخط قائم رکہا ہے۔ جو غلطی اس مادہ مین ہے وہ اور ہے یعنی مورّخ نے لفظ (گئی) مین صرف ایک یا کو محسوب فرمایا ہے تسلیم سہسوانی نے غالباً اس پر غور نہین فرمایا۔

لائق مؤلف فرماتے ہین کہ موے و روے و سوے و توے و ہمین قیاس دلجوے وگوے بدویاست۔ ہم کہتے ہین کہ اس ہو قعپر آپ سے تسامح ہوا ہے۔ دو یا محسوب ہونے کی ضرورت اوس وقت ہوگی جب کہ ہم دلجوے کو دلجوئے کہین یا گوے کو گوئے یا توے کو توئے یا موے کو موئے ہم اس قاعدے کو ہمزہ کے ذیل مین بیان کرآئے ہین اور درحقیقت اس کا اصلی مقام وہی ہے۔ لائق مؤلف نے چونکہ الفاظ موے۔ روے۔ سوے۔ توے۔ دلجوے۔ گوے۔ کے رسم الخط کو بدون ہمزہ لکہا ہے اور ایسے یا کے عدد ۲۰ لینے کا حکم دیا ہے اور خواہ نخواہ حرف یا کے ذیل مین اس کا ذکر فرمایا ہے لہذا دفع غلط فہمی کے لئے اس ہو قعپر ہمنے صراحت کردی

حروف مُشدّدہ

حرف مشدّد کی نسبت قاعدہ عام کے ذیل مین بہی ایک اجمالی بیان گزرا ہے

اور آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین بضمن بیان صنعت تاریخ لکھا ہے کہ

یعد المشدّد حرفاً واحداً کالمشدّد وکذلک الہمزۃ الممدودۃ کآمن (انتہی)

یعنی شمار کیا جاتا ہے حرف مشدّد ایک حرف جیسا لفظ مشدّد اور اسی طرح ہمزہ ممدودہ جیسا لفظ آمن ۔

ہمزۂ آمن کی بحث ہمنے بضمن حرف الف کی ہے اس موقع پر اس کی ضرورت نہین ہے ۔ حرف مشدّد کی نسبت صاحب معدن الجواہر نے بصراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ حساب جمل مین تشدید کوئی چیز نہین ہے چونکہ جمل کا قاعدہ عام کتابت پر مبنی ہے اور تشدید کی وجہ سے کتابت مین کوئی تکرار نہین واقع ہوتی لہذا اہل جمل نے حرف مشدّد کو ایک ہی حرف قرار دیا ہے اور جہان کتابت مین مشدّد کے دو حرف لکھے جاتے ہین جیسے اللّٰہ وہان یہ سمجھنا چاہیئے کہ لام اول درحقیقت قرات مین داخل نہین ہے بلکہ لام دوم مشدّد ہی سے قرات کا کام لیا جاتا ہے اور اس خاص رسم الخط کا بیان حرف ل پر گزر چکا ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس کلیہ کو تسلیم فرما کر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مورخ الفاظ مشدّدہ کے مکرر شمار سے مادہ تاریخ حاصل کرے تو یہ ایک قسم کی صنعت ہوسکتی ہے جیسا کہ آپ کی ایک تاریخ ہے ۔ وہو ہذا ۔

تعمیر مسجدے چو امیر علی نمود	تاریخ سال جستم و فرمود زاہدے
ہجری ست با مشدّد و فصلی بضابطہ	بر چاہ باولی شدہ تیار مسجدے
	۱۲۹۷ ف

آپ نے اس مادۂ تاریخ سے جو فی الحقیقت سنہ فصلی کا مادّہ ہے تشدید

یائے لفظ تیّار سے دو یا محسوب کر کے ۱۳۱۰ھ ہجری بھی پیدا کیا ہے اور عمل غلط کا نام صنعت رکھنا چاہا ہے اور یہ گویا اس بات کی ہدایت ہے کہ قواعد جمل کی خلاف ورزی کرنے والے صنّاع کا لقب پا دین ۔ اگر ایسی آزادی عطا کر دی جائے اور غلطی کو صنعت کہدیا جائے تو سارا قاعدہ خاک مین ملجائیگا ۔ ایک مادّہ سے دو یا دون کا حاصل کرنا بے شک ایک صنعت ہے جس کا نام صنعت ذو تاریخین ہے اور ہمنے اس کا ذکر بجائے خود کیا ہے اور وہ صنعت اُس وقت قرار پا سکتی ہے جب کہ قواعد جمل کی پابندی کے ساتھ وہ خوبی حاصل ہو جو اس صنعت کی تعریف ہے اگر ہمارے مشفق کو اپنی تاریخ بحال اور برقرار رکھنے کے لئے کوئی خاص نام ہی درکار ہے تو ہم اس کا نام صنعت مصنوعی رکھتے ہین جس سے بچنا اس کی عین تعریف ہے ۔

دوسرا باب عمل یعنی فروع جمل کے متعلق

پہلی فصل تاریخ کے متعلق

(۱) تاریخ کی تعریف

کسی چیز کے وقت کے پیدا کرنے کو اہل لغت تاریخ کہتے ہین اور اصطلاح مین ایک علم کا نام ہے جس مین واقعات عام یا خاص کا ذکر کرین ۔

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ تاریخ در اصطلاح عبارت ست از تعیین کردن مدتے از ابتدائے امر عظیم و قدیم و مشہور تا ظہور امر ثانی کہ عقب اوست تا کہ دریافتہ شود بزمانہ آیندہ و دیگر ظہور این امر ثانی بلحاظ

نسبت بعد مدت امر قدیم مشہور اول ۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ "تاریخ نام صنعتی ست از صنائع علم بدیع و این عبارت ست از آن کہ متکلم بیان کند سال ہجری یا سال دیگر را برائے وقوع امرے بلفظے یا نقرۂ یا مصرعے یا زیادہ از ان کہ اعداد ش بحسب حساب جمل موافق سال مذکور باشد ۔

صاحب سبحۃ المرجان کا قول ہے کہ ومنہا مختصۃ بالعرب کاستخدام المضمر وحسن التخلص و التاریخ علی قاعدۃ الجمل وغیرہا (انتہی) یعنی اور بعض اونمین سے عرب کے ساتہ مخصوص ہین جیسے صنعت استخدام ضمیر وحسن تخلص اور تاریخ بقاعدہ جمل وغیرہ ۔

آپ ہی نے غزلان ہند مین فرمایا ہے کہ فقیر صنائع عربی وہندی ملاحظہ کردم سہ قسم برآمد بعضے مشترک در عرب وہند مثل ایہام وحسن التعلیل الخ و بعضی مختص بعرب مثل استخدام مضمر وحسن التخلص یعنی گریز قصیدہ و تاریخ بقاعدۂ جمل وغیرہا و بعضے مختص بہ ہند ۔

پھر آپ ہی نے سبحۃ المرجان مین لکہا ہے کہ التاریخ ہو عبارۃ عن ان یبین المتکلم عاما ہجریا لوقوع حادثۃ بقاعدۃ الجمل وہو عروۃ لا یدری الادبار ولعبتہ فی محافل الظرفار والعجب انہم قصروا عن ادراکہ حیث ما ادخلوہ فی سلک انواع البدیع ولم ینظمہ احد من اصحاب البدیعیات التی طالعتہا وہو حری بذلک اما ادبار الفرس فقد قضوا حقہ و ذکروہ فی انواع البدیع الفارسی (انتہی) ۔ یعنی تاریخ عبارت ہے اِس سے کہ متکلم سال ہجری کسی

حادثہ کے وقوع کا فن جمل کے قاعدہ سے بیان کرے اور یہ صنعت ایک دستانہ ہے ادیبون کے ہاتھ مین اور ایک کہلونا ہے ظریفون کی محفلون مین اور تعجب اس کا ہے کہ مؤلفین عرب نے اس صنعت کا حق ادا کرنے مین کوتاہی کی اگر بدین وجہ کہ اس کو اقسام فن بدیع مین ذکر نہین کیا اور نہ اصحاب بدیعیات مین سے جو میری نظر سے گزرے ہین کسی نے اسکو نظم کیا حالانکہ یہ صنعت ذکر کرنیکے قابل ہے۔ لیکن فارس کے ادیبون نے اسکا حق ادا کیا ہے اور فارسی کے فن بدیع کے اقسام مین اس کو بہی جگہ دی ہے۔

صاحب ہفت قلزم کا قول ہے کہ تاریخ عبارت ست از آن کہ جہت حدوث واقعہ لفظے یا مصرعے یا زیادہ کہ بحسب حروف مکتوبہ از روے حساب جمل موافق تاریخ سال ہجری آن باشد تاریخ آن کنند (انتہی)

صاحب منتخب اللغات نے لفظ تاریخ پر صرف اس قدر لکہا ہے کہ وقت چیزے پدید آمدن باشد وبس۔

اب ہم کہتے ہین کہ لفظ تاریخ کے اصطلاحی معنون مین اہل لغت نے کوتاہی کی ہے اور اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ادن کو اس فن پر عبور کامل نہ رہا ہو اور تعجب اس کا ہے کہ جن مصنفین فن جمل نے اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ کیا ہے اونہون نے بہی تعریف اصطلاحی لفظ تاریخ پر توجہ مبذول نہین کی۔ اگر ہم اس موقع پر تعریف اصطلاحی کو افراد تاریخ پر حاوی نہ رکہین گے تو خود ہمکو اقسام تاریخ کے بیان کرتے وقت مشکلات کا سامنا ہوگا یعنی بعض اقسام تاریخ۔ تاریخ کے ذیل سے نکل جاوین گے۔ پس جمل کی واقفیت عامہ نے ہمکو اسپر مجبور کیا ہو کہ ہم

لفظ تاریخ کی اصطلاحی تعریف حسب ذیل کرین۔

(۱) تاریخ اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام ہے جن کے اعداد حروف سے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ یا

(۲) محض اون الفاظ سے امور ذیل واضح ہون۔

(۱) سنہ مطلوب۔ یا

(۲) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ۔ یا

(۳) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز۔ یا

(۴) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز و وقت۔

تعریف کے حصہ اول کا تعلق فن جمل سے ہے۔ اور حصہ دوم جمل سے غیر متعلق

تعریف کے حصہ اول کی قدامت کا پتہ بعض قدیم تصانیف سے ملتا ہے۔ لیکن اوس زمانہ کے مورّخ اس کے پابند نہ تھے کہ حرف یا لفظ یا الفاظ تاریخ بلحاظ واقعۂ مطلوب التاریخ مناسب یا معنی دار تجویز کرین۔

بعض متاخرین محقّقین نے بھی اس کو لکھا ہے کہ با معنی اور متعلق بواقعہ الفاظ مین تاریخی مادّہ حروف ابجد سے پیدا کرنا غالباً استادان عجم کی ایجاد ہے۔ اور متقدّمین عجم مین بھی خال خال افراد ایسے گزرے ہین جن کے نام سے بعض تاریخی مصرعے منسوب ہین جیسے انوری جس نے ایک مکان کی تعمیر کی تاریخ نظم کی تھی۔

اے نمودار سپہر لاجورد	(قطعہ)	گشتہ ایمن چون سپہر لاجورد
بود در ترد فرخ نقشش بکام		تا فرخ تاریخ این نقش ست وترد ۲۸۸ + ۳۵۴

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عجم مین بھی ابتدا مین اہل سٹ تاریخین لکھی جاتی تھین

اس تاریخ کو اگر محاسن تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو نہایت ادنیٰ درجہ کی تاریخ ہے لیکن محض بے معنی الفاظ کے مقابلہ مین بہت اچھی ہے۔ حافظ شیراز کی بعض تاریخین البتہ کسیقدر ٹھیک ہین۔ اگرچہ اون مین بھی وہ باتین جمع نہین ہین جن کو اس زمانہ نے محاسن تاریخ مین داخل کیا ہے۔ منجملہ اونہین تاریخون کے حافظ شیراز علیہ الرحمہ کی یہ تاریخ بھی مشہور ہے۔

کنف رحمت حق منزل او دان وانگہ	.	سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق ۷۹۱

بعض متقدمین عجم اور متاخرین عرب نے البتہ اس طریقہ مین یہ خوبصورتی پیدا کی کہ وہ اس مقصد کو معنی دار الفاظ مین حاصل کرنے لگے جس سے۔ تاریخ کی رونق دوبالا ہو گئی۔

بعض اہل لغت نے تاریخ کی تعریف مین سنہ ہجری کی جو تخصیص بیان کی ہے ہماری راے مین وہ بھی غیر موجّہ ہے اس لئے کہ تاریخ کو کوئی خصوصیت صرف سنہ ہجری سے نہین ہے عربی مورخین نے سنہ ہجری یا محمدی مین تاریخ لکھی ہو۔ فارسیون نے ان دونون کے سوا سنہ نوروز وغیرہ سے بھی کام لیا ہو! و راہل ہند نے اپنے ملک کے مروّجہ سنین کے لحاظ سے مختلف سنین مین تاریخین کہی ہون مسلمانونکے پاس سنہ ہجری یا محمدی کی ترجیح یا ہنود کے لئے سنہ سمّت یا اور کسی سنہ کی فضیلت اسی طرح پارسیون کے لئے سنہ نوروز کی اہمیت یہ تمام ایسی چیزین ہین جن کا اثر تعریف لفظ تاریخ پر نہین پڑ سکتا ہم نے سنین مختلفہ کا خاص بیان اس کتاب کے خاتمہ کے لئے اٹھا رکھا ہے اور اس موقعپر اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہین کہ ہماری تحقیق مین سنہ ہجری کی تخصیص کو تعریف لفظ تاریخ مین داخل کرنا غلطی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ تاریخ داخل صنائع و بدائع ہے یا نہین۔ اس کے متعلق ہم صرف قدر دانان اساتذۂ فارس یا آزاد بلگرامی کے تعجب اور صاحب معدن الجواہر کے اثبات کے پیرو نہ ہون گے دیکھنا یہ ہے کہ بلغاء عرب نے اس کے متعلق کیا کہا ہر صاحب سبحۃ المرجان نے اپنی حدّ علم تک فرما دیا ہے کہ ادبائے عرب نے تاریخ کو بدائع مین جگہ نہین دی۔ جس کا آپ کو تعجب ہے اور ہمکو اس لئے تعجب نہین ہے کہ تاریخ کی تعریف سے خود ہمکو اطمینان ہو چکا ہے کہ اس مین کوئی ایسی نُدرت نہین ہے جس کی رو سے تاریخ کو بدائع و صنائع مین داخل کرین۔ جب واضع جمل نے ہر ایک حرف کے لئے اُس کا عدد مقرر کر دیا تو اون حروف کے مجموعہ سے ایک سنہ کا حاصل کرنا کون سی ندرت ہے۔ ہر گاہ قدماے عرب اس مجموعۂ حروف کو معنی دار الفاظ مین مرتب کرنے کے بھی عادی نہ تھے تو وہ تاریخی بے معنی جملہ یا لفظ کو داخل بدائع و صنائع کیون کرتے۔ متقدمین فارس نے اون حروف سے معنی دار لفظ پیدا کرنے مین البتہ اپنی روشنی طبیعت سے کام لیا ہے لیکن اس مین بھی کوئی جدّت یا ندرت نہین ہے۔ جس کے لحاظ سے ہم تاریخ کو ایک خاص قسم کی صنعت مانین عربون اور فارسیون نے جس قدر اقسام صنائع کی تعریف بیان فرمائی ہے انہین سے اکثر صنائع کا استعمال طبّاع مورخین اپنی تاریخون مین کیا کرتے ہین جس کے لحاظ سے ہم نے صنائع تاریخ کا ایک خاص بیان اسی فصل مین قائم کیا ہے۔ پس ہماری راے مین کوئی ایسی قوی وجہ نہین ہے جس سے نفس تاریخ کو داخل اقسام بدائع کیا جاے۔ بدیع کے لغوی معنی نو پیدا شدہ کے ہین۔ ہر گاہ واضع جمل نے فن جمل کو اون دو خاص ضرورتون کے لئے وضع کیا جن کا بیان اس کتاب کے باب اول مین

گزرچکا ہے تو تاریخ کی معنوی قسم اسی پہلی غایت مین داخل ہے اور کوئی بات اس سے
پیدا نہین ہوئی ۔ قدما، عرب سے جو لوگ کام سے کام رکھتے تھے وہ مجموعہ حروف
سے تاریخ کا مقصد حاصل کر لیتے تھے اور اپنے قیمتی وقت کو تلاش لفظ معنی
دار مین نہین صرف کرتے تھے یا یون سمجھو کہ وہ اس کو ایک بیکار کام خیال کرتے
تھے یا علم کی کمی نے مجبوراً یہی راستہ دکھلایا ہو اور پھر علمانے اسی کو اصل
مقصد کے لئے کافی سمجھا ہو ۔ فارسی طبّاعون نے اگر معنی دار الفاظ کا التزام
کیا اور مہمل الفاظ پر اس کو ترجیح دی تو اون کی اس تراش خراش کو دل
کے خوش کر لینے کے لئے کھینچ تان کر داخل صنائع کر لینا اور بات ہے لیکن
اس سے فاضل بلگرامی کا وہ مقصد نہین حاصل ہو سکتا کہ تاریخ کو خواہ نخواہ ہم
اقسام بدائع سے ایک قسم قرار دے لین اس لئے کہ فاضل موصوف کی بیان
فرمائی ہوئی تعریف مین الفاظ تاریخ کا معنی دار ہونا شرط نہین ہے اور اہل
اصطلاح نے لفظ یا الفاظ معنی دار کی قید لگائی ہے ۔ پس ہماری راے مین
نفس تاریخ داخل صنائع نہین ہے ۔ ہمکو قدماے عرب کے اس عمل پر ذرا تعجب نہین
ہے کہ انہون نے تاریخ کو داخل بدائع کیون نہین کیا ۔ جن کو اس سے اختلاف
ہے وہ اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہین اور بدین وجہ کہ یہ صرف اعتباری بحث
ہے ہم اس کے متعلق اس سے زیادہ خامہ فرسائی کرنا (ع) عزم منزل بدل و
محو تماشا در راہ ؛ ہونا نہین چاہتے شائقین فن کو اون کی بصیرت بڑھانے
کے لئے اسی قدر کافی ہے جس قدر ہم نے بیان کیا ۔
واضح ہو کہ جس حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد جمل سے کوئی سنہ حاصل

ہوتا ہے اس کو اہل جمل نے مادۂ تاریخ سے موسوم کیا ہے اور جن الفاظ سے سال مطلوب صوری طور پر حاصل ہوتا ہے اُنپر مادہ کا اطلاق نہین کیا جاتا بلکہ اوسکا نام صوری تاریخ ہے اور اس کو فن جمل سے کوئی واسطہ نہین۔ تاریخ کے اقسام باعتبارات مختلفہ مختلف ہین جن کو ہم اسی کے متصلہ بیان ہین بہ تفصیل ناظرین کرتے ہین۔

(۲) تاریخ کے اقسام

بیان عام اقسام تاریخ کے بیان ہین بعض محققین فن جمل نے اختصار سے کام لیا ہے اور بعض نے اپنے مذاق کے لحاظ سے اُمین کمی وبیشی کی ہے۔

صاحب معدن الجواہر کی راے مین تاریخ کی صرف تین قسم ہین۔ (۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری ومعنوی۔ بعض نے پانچ قسم بیان کرکے تعمید تخرجہ کو بھی اقسام تاریخ مین شمار کیا ہے۔ اور بعض نے بعض صنائع تاریخ کو داخل اقسام کیا ہے۔ بعض حضرات نے اقسام جمل کو بھی اقسام تاریخ قرار دیا ہے۔

ہماری راے مین مختلف اعتبارات سے تاریخ کے مختلف اقسام ہین اور صنائع تاریخ کو اقسام سے کچھ تعلق نہین ہے۔ اس لئے کہ جن صنائع تاریخ کا ذکر ہم اسی فصل کے آیندہ بیان مین کرینگے وہ ہر ایک قسم تاریخ مین آسکتے ہین اور اقسام جمل کو اقسام تاریخ مین ملا دینا تو عام کو خاص کر دینا ہے کیونکہ تاریخ کے مجموعی اقسام۔ اقسام جمل سے ہر ایک قسم مین داخل ہوسکتے ہین۔

الغرض ہم نے اقسام تاریخ کو مختلف اعتبارات سے ذیل مین عرض کیا ہے تاکہ شائقین فن کو اقسام کی حقیقت اچھی طرح پر معلوم ہوسکے۔

(الف) باعتبار حقیقت | باعتبار حقیقت تاریخ کی تین قسم ہین (۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری و معنوی۔ صاحبان جمل کو ان اقسام ثلاثہ سے اتفاق ہے۔
بعض محققین نے ایک چوتھی قسم تعمیہ کے نام سے بیان کی ہے اور ہم اس کو تمام اقسام سے متعلق خیال کرتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے اس کو ان اقسام ثلاثہ سے خارج رکھا ہے اور آگے چل کر اوس کے مقام پر اوس کو ہدیہ ناظرین کرین گے۔
صوری زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی منسوب بصورت یعنی ظاہر۔ اہل جمل نے اوس لفظ یا اُن الفاظ کو تاریخ صوری کہا ہے جن سے سنہ مطلوب معلوم ہو۔ محققین نے اگرچہ اس قسم کو من وجہٍ اقسام تاریخ مین داخل رکھا ہے لیکن فی الحقیقت اس کو جمل سے کچھہ تعلق نہین ہے۔
اس کی مثال رباعی ذیل سے ظاہر ہے جس کو صاحب ہفت قلزم نے ذکر کیا ہے

سلطان تیمور مثل او شاہ نبود		در ہفصد و سی و نہ درآمد بوجود
در ہفصد و ہفتاد و یکے کرد خروج		در ہشتصد و ہفت کرد عالم پدرود

اسی طرح سعدی علیہ الرحمہ نے کتاب گلستان کی تاریخ بھی صوری لکھی ہے

در آن مدت کہ ما را وقت خوش بود		ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود

اب ہم کہتے ہین کہ قسم صوری مین وہ الفاظ بھی داخل ہین جن سے سنہ مطلوب کے ساتھ تاریخ و مہینہ یا روز۔ یا تاریخ و مہینہ و روز تینون ظاہر ہون جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے۔

چون بہ تخت سلطنت بنشست آن شاہ فریسا		بستم شوال بود و ہشتصد یوم الخمیس

اگرچہ ہماری تعریف کا حصۂ آخرین اوس تعریف قسم صوری سے زائد ہے

جسپر اہل جمل کا اتفاق ہے یعنی اہل جمل نے صوری کی تعریف صرف اسی قدر بیان کی ہے جس کو ہم نے آغاز بیان میں عرض کیا ہے لیکن ہماری راے میں حصۂ آخرین تعریف کے لحاظ سے جو بضمن تعریف ہمارے بیان میں گزرا تذئیل آخرالذکر کو بھی تاریخ صوری میں داخل سمجھنا چاہیئے ۔

الف کی دوسری قسم ۔ تاریخ معنوی ہے ۔ معنوی بھی زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی منسوب بہ معنی کے ہین پس اہل جمل نے تاریخ معنوی اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام رکہا ہے جن کے اعداد جمل کے مجموعہ سے سنۂ مطلوب حاصل ہو تاریخ ذیل اس کی مثال ہے

(لمؤلفہ)

ای واقف قانون عدالت افسوس	وی ماہر احکام وکالت افسوس
درپیشیِ حق رفتی وگفتم تاریخ	مقصود علی نمودہ رحلت افسوس ۱۳۰۰ھ

الف کی تیسری قسم ۔ (صوری ومعنوی) ہے ۔ یہ جامع ہے ہر دو اقسام اول الذکر کی یعنی جس تاریخ کے الفاظ سے صرف سنۂ مطلوب ظاہر ہو یا سنہ کے ساتھ ۔ تاریخ د ماہ ۔ یا ۔ تاریخ د ماہ و روز ۔ یا ۔ صرف تاریخ و ماہ ۔ یا ۔ صرف تاریخ د ماہ و روز ۔ اور اعداد حروف کے مجموعہ سے بھی وہی سنہ حاصل ہو تو ایسی تاریخ صوری ومعنوی کہلاوے گی ۔

صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ اس قسم کو بعض اہل جمل نے صنع الصنع بھی کہا ہے جناب مولانا محمد حسن علیشاہ نائطی قدس سرہ کے لوح مزار مبارک پر جو حیدرآباد مین

واقع ہے مولوی عبدالقادر نائطی طاہر تخلص کی کہی ہوئی ایک تاریخ کندہ ہے جو صورت اول قسم ہذا کی اعلیٰ مثال ہے۔

(نمبر ۱)

چون عاشق ذات قل ہو اللہ احد	شد واصل رب لم یلد لم یولد
این صوری و معنویست تاریخ وصال	ہشتاد و چہار و یکہزار و دو صد ۱۲۸۴

مندرجہ ذیل مثال مین الفاظ سنہ کے ساتھ ماہ و تاریخ و روز بہی موجود ہے کسی استاد فن نے ۹۱۵ھ مین لکہا ہے۔

(نمبر ۲)

گفت ہاتف سال تاریخ وفات بادشا	ہفدہ شعبان و نہصد پانزدہ یوم جمعہ ۹۱۵

نمبر ۳ لمؤلف الکتاب

محمد زمان خان عالی نژاد	سر شام چون مہر گردون نہفت
دلا فکر سال شہادت نمود	فلک ہفتم ماہ ذی حج بگفت ۱۲۹۴

مؤلف حقیر کے فرزند (غازی الدین احمد) کی تاریخ ولادت استادی افضل مغفور نے فرمائی تہی۔

(نمبر ۴)

تاریخ ولادتش رقم زد افضل	شب شنبہ بستم جمادی الاولی ۱۲۹۷

اس تاریخ مین شب کے الفاظ بہی داخل مادہ تاریخ ہین۔ اور محققین نے کہا ہے کہ ساعت اور دقیقہ بہی داخل ہو تو ایک قسم کا حسن ہے۔

حسامی نے ظہیر الدین بابر بادشاہ کی ولادت مین یہ تاریخ کہی ہے۔

(نمبر ۵)

چون در شش محرم زاد آن شہ مکرم		تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ۸۸۸

جب بابر بادشاہ نے دہلی کو فتح کیا تو کسی استاد نے اس کی تاریخ لکھی۔

(نمبر ۶)

کشت در پانی پت ابراہیم شاہ		شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت و روز و سال و تاریخ ظفر	۔	صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین لفظ بود بھی شامل ہے اور ایسا شمول غیر مستحسن ہے
جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی ولادت کی تاریخ کسی استاد نے لکھی ہے۔

(نمبر ۷)

للہ الحمد کہ آمد بوجود		آن کہ از کون و مکان منتخب ست
بادشاہے کہ ز شاہان جہان		اکبرش نام جلالش لقب ست
سال و روز و مہ و سال میلاد		شب یکشنبہ و پنج رجب ست ۹۴۹

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین واو عطف داخل نہین ہے۔ صاحب معدن الجواہر بطریق افادہ فرماتے ہین کہ تورانیون کی زبان مین پانچوین کو پنج کہتے ہین۔ فصحاے ایران نے لفظ پنجم کا استعمال میم فاعلی کے ساتہ کیا ہے جو ترجمہ ہے خامس کا۔

صاحب ہفت قلزم نے لکھا ہے کہ خواجہ حسین انصاری نے خواجہ عبد اللہ احرار کے گنبد کی تاریخ صوری و معنوی کہی ہے وہو ہذا۔

(نمبر ۸)

خسرو عالی گہر عبد العزیز		ساخت این عالی بنا بر ریب و شک
ہست نہ طاق فلک، و بجنب او		پست چون گوے زمین زیر فلک
معنوی لفظی بود تاریخ آن		سال ہجرت نہ صد و پنجاہ و یک ۹۵۱

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین الفاظ سال ہجرت شریک ہین جو محاسن تاریخ کے خلاف اور من وجہ غیر صحیح ہین ۔

عبدالقادر بداؤنی نے کتاب منتخب التواریخ مین بضمن تذکرۂ ہمایون بادشاہ لکہا ہے کہ ذیحجہ ۹۶۱ھ مین بادشاہ سلامت کابل سے راہی ہو کر عازم ہند ہوئے اور یہ اس کی تاریخ ہے ۔

(نمبر ۹)

خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ اکبر		گوی سبقت بر داز شاہان پیشین بے شکے
بہر فتح ہند از کابل عزیمت کردہ شد	.	سال تاریخ توجہ نہ صد و شست و یکے ۹۶۱

(افادہ) اس تاریخ مین لفظ شست سین مہملہ کے ساتہ لکہا گیا ہے۔ فارسی مین لفظ شست ساٹھ کا ترجمہ ہے۔ متاخرین املا مین تغیر کرکے صاد مہملہ سے لکہنے لگے ۔

تاریخ ذیل کے مورخ فیضی اکبرآبادی ہین جو غزالی مشہدی کی وفات پر لکہی گئی ہے ۔

(نمبر ۱۰)

قدوۂ نظم غزالی کہ سخن		ہمہ از طبع خدا داد نوشت
عقل تاریخ وفاتش بد و طور	.	سنۂ نہ صد و ہشتاد نوشت ۹۸۰

(نوٹ) اس تاریخ مین لفظ سنہ کے عدد بہی شامل ہین اور یہ قابل اعتراض ہے

یا تو صرف سنہ مستفاد ہے تاریخ مکمل ہوتی یا سالم مصرع سے بصورت اول
مستحسن تھی لیکن یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ لفظ سنہ تو داخل اعداد ہوا اور لفظ
نوشت خارج۔ مورخ اگرچہ بڑے پایہ کے شخص گزرے ہیں لیکن غالباً فن تاریخ کی
کمی معلومات کی وجہ سے ان سے تسامح ہوا ہے۔

ہم نے اس قسم کے ذیل میں متعدد نظائر کا تذکرہ بے وجہ نہیں کیا ہے۔
طبّاع مورخین اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک تاریخ میں ایک خاص
بات ہے اور بدیں وجہ کہ بعض تاریخیں استادان فن کی ہیں ہم نے ان کو پیش
ناظرین کیا ہے۔

محققین فن کا اتفاق ہے کہ صوری معنوی تاریخوں میں ترجیح اُس تاریخ
کو ہے جس میں بھرتی کا کوئی لفظ نہ ہو جیسے نظائر بالا سے تاریخ نمبر (۱)

واو عاطفہ کو بھرتی نہیں کہہ سکتے اور اس کا ترک نا جائز نہیں ہے۔

سنہ یا سال کا لفظ اس وقت قابل اعتراض نہ ہوگا جب کہ مصرع میں
داخل اور الفاظ بیانیہ مادہ سے متعلق نہ ہو۔ مثلاً تاریخ نمبر ۵ میں لفظ سال
قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ سالم مصرع مادہ تاریخ ہے۔ اور تاریخ نمبر ۱
میں لفظ سنہ قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس کا تعلق لفظ نوشت سے ہے
جو مادہ تاریخ سے خارج ہے۔

مہینہ کے عوض لفظ ماہ یا شہر اسی طرح ایام کے عوض لفظ روز یا یوم
داخل مادہ ہو سکتا ہے۔

علیٰ ہذا شب یا صبح کے الفاظ کے ساتھ ان کے موزوں اور مناسب الفاظ کا

استعمال بھی جو اس مین داخل ہے مثلاً اول شب - یا آخر شب - یا شب قدر شب برات - یا صبح عید وغیرہ

(ب) باعتبار لفظ | باعتبار لفظ تاریخ کے دو قسم ہین - (۱) تاریخ مفرد (۲) تاریخ مرکب - "تاریخ مفرد وہ ہے جو کسی حرف کے عدد جمل سے حاصل ہو - اس قسم کی بعض تاریخین صنائع تاریخ کے استعمال سے حاصل ہوئی ہین جیسا کہ ناسخ نے ایک حکیم کی تاریخ لکھی ہے -

کہا جاتا ہے کہ ایک حکیم پر شاہی عتاب ہوا جس کی تنخواہ الف تھی بحکم شاہی صبا کردی گئی - بدقسمتی نے اسی سال پھر اسکو عتاب کا نشانہ بنایا اور تنصیف تنخواہ کا حکم ہوا - اب حکیم جی ۱۱ صہ کے ماہوار دار رہ گئے - پھر اسی سال قسمت کی گردش نے تیسری مرتبہ اس کو زک دلائی اور پھر تنصیف ماہوار کی سزا پائی - یعنی ۱ صہ ماہوار رہ گئی - طباع مورخ نے اس کی تاریخ کہی - (وہو ہذا)

ازجاے حکیم ہشت برگیر		سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

حرف (ح) کے عدد جمل ۸ ہین - اس کی تنصیف کیجئے تو (۴) ہوئے پھر تنصیف کیجئے تو (۲) اور تنصیف دفعہ سوم مین (۱) رہگیا - ان چارون ہندسونکو ایک سطر مین لکھیئے تو ۱۲۴۸ سنہ واقعہ کے مساوی ہین -

ہم اس صنعت کو صنائع تاریخ مین تفصیل کے ساتھ بیان کرین گے - اس موقع پر تاریخ مفرد کی تعریف مین اس قدر بیان کافی ہے -

اسی طرح ممکن ہے کہ اور شکلین بھی تاریخ مفرد کی پیدا ہون - فرض کرو کہ کسی کا نام غالب ہو اور اوس کی وفات ۱۰۰۰ سنہ ہجری مین واقع ہوا ور سرنام کے

حرف کو سال وفات قرار دیا جائے۔ یا کسی کے نام سے حرف اول و آخر لیکر اسکے متعلق کسی واقعہ کی تاریخ قرار دی جاسکے۔

تاریخ مرکب وہ ہے جو ایک یا کئی الفاظ پر شامل ہو۔ جیسے ابھی ابھی نواب محسن الملک مغفور کی تاریخ کسی شاعر نے یغفر لہ (۱۳۲۵) کہی ہے۔ یہ دو لفظوں سے مرکب ہے جن کے اعداد جمل سال وفات یعنی تیرا سو پچیس کے مساوی ہیں۔ ہم نے ایک لڑکی کی ولادت کی تاریخ ہے۔ صغریٰ بی بی سے لکھی جس کے اعداد ۱۳۲۴ ہیں اور یہی ولادت کا ہجری سال تہا۔ اور اسی نام سے وہ موسوم کیگئی یہ تاریخ دو الفاظ سے مرکب ہے۔

(ج) باعتبار کلام | باعتبار کلام تاریخ کے دو قسم ہیں (۱) تاریخ منثور (۲) تاریخ منظوم

تاریخ منثور وہ تاریخ ہے جو ایک یا کئی جملوں یا فقروں کی عبارت سے حاصل ہو اس کی مثال اس کتاب کے دیباچہ کی وہ عبارت ہے جس کے ہر ایک فقرہ سے اس کا سنہ تالیف پیدا ہے۔

تاریخ منظوم وہ تاریخ ہے جو ایک مصرع یا جزو مصرع یا شعر سالم سے پیدا ہو جیسے ناصر علی سرہندی نے ایک مسجد کی تاریخ لکھی ہے جو سالم مصرع کی تاریخ ہے

(وہو ہذا)

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ		مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بنائے او علی مے گوید		اینک شدہ حسن مطلع بیت اللہ (۱۱۰۵)

جزو مصرع کی تاریخ نور الدین جہانگیر بادشاہ دہلی کی وفات کی تاریخ ہے جو لوح مزار پر کندہ ہے۔ (وہو ہذا)

خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت ۱۰۳۶		چو تاریخ وفاتش جست کشفی

سالم شعر سے تاریخ کی مثال ہماری تاریخ ذیل ہے۔ جو بتقریب عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری و معتمد حضور پر نور سرکار نظام دکن ادام اللہ اقبالہم۔ ہم نے لکھی ہے۔

احمد حسین مطیب ۲۴۲	۱۳۲۵ھ	فلقد تزوج ابنت ۱۰۸۳	تاریخہا ارخ الولا		وقع النکاح بجابتہ

اسی طرح نواب وقار الملک بہادر آنریری سکرٹری علی گڈھ کالج کے خطاب نوابی کی تاریخ بھی سالم شعر مین ہم نے لکھی ہے۔

مولانا بالنواب	۱۳۲۶	خالطب نائب القیصر

(نوٹ) اس تمثیل کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کتاب کیا

(د) باعتبار مادۂ تاریخ | باعتبار مادہ بھی تاریخ کے دو قسم ہین (۱) مستقل۔ (۲) غیر مستقل۔ مستقل مادہ وہ ہے جو بنفسہ کامل ہو۔ اعم ازینکہ مفرد ہو یا مرکب۔ منثور ہو یا منظوم۔ اس کی مثالین وہی ہین جو الف اور ب پر گزرین۔ غیر مستقل مادہ وہ ہے جو تعمیہ یا تخرجہ کا محتاج ہو۔ اس کی مثالین پیش کرنے سے پہلے تعمیہ اور تخرجہ کی حقیقت بیان کرتے ہین۔

تعمیہ و تخرجہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ جمل کا اصطلاحی لفظ تعمیہ ہے بمعنی نابینا کردن وپنہان کردن و پوشیدن چیزے و بمعنی ساختن چیزے کہ غریب نماید اور نیز انکا قول ہے کہ اصطلاح اہل بدیع مین معمّیٰ کہنے کو تعمیہ کہتے ہین اور اصطلاح اہل جمل مین تعمیہ وہ ہے جس کے ذریعہ سے تاریخ کے اعداد کو درست و برابر کرین خواہ زیادتی کے ذریعہ سے

یا کمی کر ذریعہ میری بقول آپکے تعمیہ کی ۳ قسم ہین (۱) اگر مادۂ تاریخ مین کمی ہو تو اسکی بہر ان کرین جس کا نام تدخلہ ہے (۲) یہ کہ اگر مادۂ تاریخ مین عدد اوکی یا دتی ہو تو اوسکو کم کرین جس کا نام تخرجہ ہے (۳) یہ کہ مادۂ کی تکمیل عمل تخرجہ و تدخلہ دونوں سے کرین (الخ) ۔ بعض اہل جمل نے کہا ہے کہ تعمیہ کی قسم اول کا نام تعمیۂ داخلی کہ اور قسم دوم کو تعمیۂ خارجی کہتے ہین ۔ اور یہ صرف لفظی اختلاف ہے تعمیۂ داخلی کہین یا تدخلہ ۔ تعمیۂ خارجی کہین یا تخرجہ بہر حال دونوں اقسام ہین تعمیہ کے

بعض کا قول ہے کہ اہل جمل نے تدخلہ کا خاص نام تعبیہ رکہا ہے تعبیہ کے لغوی معنی آراستہ کرنے اور ڈہاپنے اور عجیب چیز کے بنانے کے ہین ۔ اگرچہ تعبیہ اور تعمیہ کے معنی قریب قریب ایک ہین ۔ لیکن اہل جمل نے کسی مادۂ تاریخ کی کمی کو مٹانے اور اس کے عیب یا نقص کو ڈہاپنے کا نام تعبیہ رکہا ہے اس کا عکس تخرجہ ہے جس کی تعریف اوپر بیان ہو چکی ہے ۔

بہر حال ہماری راے مین تعمیہ اور تعبیہ ایک ہین ۔ تعمیہ کو تعبیہ کا مرادف قرار دیکر اس کے ذیلی اقسام کا نام تدخلہ یا تخرجہ رکہین یا تعبیہ اور تخرجہ کو بنفسہٖ دو مستقل اصطلاح قرار دین دونوں کا نتیجہ ایک ہے صرف لفظی فرق ہے ۔ اگرچہ ان الفاظ کی حقیقت کا پتہ کسی قدیم تصنیف سے نہین ملتا لیکن یہ عمل قدیم الایام سے عربی اور فارسی اور اردو شاعری مین بضمن تاریخ جاری ہے ۔

ہم پہلے تدخلہ کا عمل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین کہ کن طریقون سے جاری ہے ۔

صاحب مخص تسلیم کا قول ہے کہ تدخلہ اور تخرجہ مین الفاظ ۔ سر ۔ صحیح لب ۔ تاج ۔ اول ۔ ابتدا ۔ بالا ۔ زبر ۔ کے اشارہ سے اسوقت کام لیا جاتا ہے

جب کہ پہلے حرف کو شریک مادّہ کرنا یا خارج کرنا مقصود ہو۔ اگر الفاظ سہ حرفی سے درمیانی حرف کا تعمیہ کرنا چاہو تو۔ میان۔ جگر۔ قلب۔ روح۔ جان۔ سینہ کمر۔ ناف۔ سے۔ اشارہ کر سکتے ہین۔ اور حرف آخر کا تعمیہ مطلوب ہو تو پا۔ دامن۔ انتہا۔ زیرین۔ آخر۔ غایت۔ نہایت۔ کے اشارہ سے کام لے سکتے ہین۔ اور اسی قیاس پر کلمہ پنج حرفی مین حرف دوم کو۔ دوش۔ گلو۔ کتف۔ سے تعبیر کر سکتے ہین اور حرف چہارم کو۔ ران۔ زانو۔ ساق

ہم کہتے ہین کہ صرف تعمیۂ حرفی مین آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اور تعمیۂ لفظی سے یہ متعلق نہین ہے۔ تعمیۂ حرفی و لفظی کا فرق ناظرین کو اون مثالون سے خود بخود معلوم ہو جاوے گا جو اسی بیان مین آگے آوین گی۔

لیکن تعمیۂ حرفی مین بہی ان اشارون کا انحصار لازمی نہین ہے اس لیے کہ اور اشارون سے بہی استادون نے کام لیا ہے جو لطیف ثابت ہوئے ہین جیسے چشم بد دور کا تعمیۂ خارجی تمثیل نمبر ۱۲ مین ہے جو ذیل مین آنے والی ہے بہر حال لطافت شرط ہے ورنہ تعمیۂ بے لطافت ہیچ ہے۔ اور با وجود لطافت تعمیہ کو غیر تعمیہ پر ترجیح نہین الا بحالت خاص جیسے کہ تمثیل ۱ و ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰۔ وغیرہ۔

اشارہ سر کا تدخلہ ایسا ہونا چاہیئے جیسے سر ارادت۔ اور اشارہ رخ اس طرح پر ہو جیسے رخ انور سے عیان ہے تاریخ۔

اشارہ لب۔ جیسے لب عالم سے یہ دعا نکلی۔ اس ترکیب مین ایک عمل تو یہ ہو سکتا ہے کہ لب عالم سے (ع) کا تدخلہ ہو۔ اور دوسرا عمل

(نمبر ۱)

جب تلک نخل میں ہر پہول کی خلقت قائم	نخل اقبال شہنشہ رہے سرسبز مدام
صنعت تعمیہ جب تک فن تاریخ میں ہے	تاج پر نور کو ہو فرق شہنشہ پہ قیام ۸۶۲ + ۱۰۴۰

(فرق شہنشہ) کے اعداد ۱۰۴۰ پر (تاج پر نور) کے اعداد ۸۶۲ بڑہانے سے تاجپوشی کا سنہ حاصل ہوتا ہے جو ۱۹۰۲ عیسوی ہے۔

اسی طرح ایک موت کی تاریخ میں ہمنے تعمیہ داخل کیا ہے۔ اور مرثیۂ تاریخی کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

(نمبر ۲)

تاریخ او بہ تعمیہ گوید سروش غیب	خیر النسا حضور شہ انبیا رسید ۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱
روح الامین بگفت کہ بنگر مرا بش	خیر النسا بدرگہ جل و علا رسید ۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

(نوٹ) خیر النسا۔ نواب غلام غوث خان بہادر والی کرناٹک کی بی بی تہیں جن کی وفات ۱۳۲۱ ہجری میں واقع ہوئی تہی۔ جس کی یہ تاریخ ہے۔

بعض مورخین نے مصرع سالم میں تاریخ لکہی ہے اور صرف ایک حرف یا لفظ سے تعمیہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں تواریخ ذیل۔

(نمبر ۳　تاریخ کتاب اشارات بینش)

خوش آمد بے خوشاند چون اشارات	فدائے ہر اد ایش صد دل و جان
خرد با چشم بینش گفت سالش	پسند خاطر معنی پسند ان ۱۲۶۳ + ۲ = ۱۲۶۵

اس تاریخ میں مورخ نے چشم بینش یعنی ب کے دو عدد سے تدخلہ

کیا ہے جس کو تاریخی مصرع کے ۱۲۴۳ کے ساتھ ملانے سے ۱۲۶۰ عدد حاصل ہوتے ہیں
اور یہی سنہ تالیف کتاب ہے۔
کسی شاعر نے تاریخ کہی ہے

(نمبر ۴)

بصدق دل نوشتم مصرع سال		مبارک باد این جشن عروسی
۲۲۸		۱۰۳۰ + ۲۲۸ = ۱۲۵۸ء

الفاظ صدق دل کے ۲۲۸ عدد مصرع تاریخ مین شریک کرنے سے سنہ مطلوب
۱۲۵۸ حاصل ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل تاریخ عربی کا ذکر آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین بضمن ترجمہ
مولانا احمد التانیسری فرمایا ہے جس مین ایک نئی قسم کا تدخلہ ہے۔

(نمبر ۵)

صار فکری مستعینا واحداً		واقفنی تاریخہ فتح قریب

یہ مادہ تاریخ امیر تیمور کی فتح الہند کا ہے جو ۸۰۱ھ ہجری مین واقع ہوئی
شاعر نے فتح قریب مین ۸۰۰ عدد پائے اور ایک کی کمی کو واحد سے پورا
کیا۔ اور یہاں لفظ واحد سے شاعر کا مقصد صرف ایک عدد ہے اور اس قسم کا
تدخلہ حسن مین داخل ہے بادی النظر مین ایسا تدخلہ لفظ واحد کے کامل عدد سے
سمجھا جاوے گا۔ جب کہ مورخ نے صرف معنی سے تدخلہ کیا ہے تو اس کا اشارہ
مصرع اول مین ضرور تھا۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تدخلہ ایک نئے ڈھنگ پر ہوا ہے۔

(نمبر ۶)

عطائے باغ از محبوب سبحان ۱۲۸۱=۱+۱۲۸۰		سنیدش از لب افضل شنیدم ا

لب افضل سے الف مراد ہے ۔ مؤرخ نے ایک کی کمی کو بذریعہ تدخلہ پورا کیا ہے
تاریخ ذیل مین تدخلہ کی ایک جدا شان ہے

(نمبر ۷)

گفتا شب گشت بندگان عالی ۱۲۶۴=۴+۱۲۶۰		با جان ادب سروش سال تاریخ

یہ نواب کرناٹک کی تقریب شب گشت کی تاریخ ہے جو افضل الشعرا شیرین سخن خان راقم مغفور نے لکھی تہی ۔ جان ادب یعنی (د) کے عدد سے مادہ کی بہرتی ہوتی ہے ۔

ہم نے تدخلہ کی متعدد تمثیلین محض اس غرض سے پیش کین کہ ہر ایک مین تدخلہ کا رنگ جدا ہے ۔ شائقین فن اون کے ملاحظہ سے واقف ہوجاوین گر کہ تدخلہ کس کس ڈہنگ سے کیا جاتا ہے ۔

اب ہم ذیل مین تخرجہ کی چند مثالین پیش کرتے ہین ۔ استادان فن کا قول ہے کہ تقاریب تہنیت کی تواریخ مین تخرجہ سے ہرگز کام نہ لینا چاہیئے ۔ اس لئے کہ تخرجہ غیر محمود مانا گیا ہے ۔ خوشی کے مواقع پر غیر محمود طریقہ کا استعمال نامناسب ہے
کسی اُستاد نے تاریخ ذیل مین کیا اچہا تخرجہ کیا ہے ۔

(نمبر ۸)

قد خرج الروح عن المرتضیٰ ۱۲ ۳۶		ارّخ آگاہ من التخرجہ

یہ تاریخ ایک بزرگ کی رحلت پر لکھی گئی ہے جن کا نام (مرتضی) تھا۔ مرتضی کے عدد ۱۴۵۰ ہین۔ اور رحلت سنہ ۱۲۳۶ھ مین واقع ہوئی تھی لہذا مورخ نے روح کے اعداد ۲۱۴ سے تخرجہ کیا اور بے شک ایسا تخرجہ لطیف ہے۔

اسی طریقہ پر ہم نے فارسی مین ایک تاریخ لکھی ہے

(نمبر ۹)

گفتم تاریخ او زوان شد	جان از بدن غلام حیدر

بدن غلام حیدر کے اعداد جمل ۱۳۴۹ ہین اور انکی موت سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین واقع ہوئی تھی لہذا ہم نے لفظ جان کے ۵۴ عدد کا تخرجہ کیا

تاریخ مندرجہ ذیل مین تخرجہ کی ایک دوسری شکل ہے

(نمبر ۱۰)

کنند گریہ خلائق بنالہ افغان	ملائک آہ کشیدا از وفات احمد خان

یہ تاریخ احمد خان بنگش کی وفات کی ہے جو سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین واقع ہوئی وفات احمد خان کے عدد ۱۱۹۱ تھے۔ لائق مورخ نے لفظ آہ کے ۶ عدد کا تخرجہ خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے۔

اسی طرح تذکرہ مرآۃ الخیال مؤلفہ شیر خان لودی کی تاریخ کیسی استادانے تخرجہ کے ساتھ لکھی ہے۔

(نمبر ۱۱)

این چمن زاریکہ مرآۃ الخیالش گفتہ اند	دارد از حسن معانی یک جہان رنگ کمال
صورت تاریخ انجامش توان بے پردہ دید	گر نامل پردہ بردار د ز مرآۃ الخیال

مرآۃ الخیال کے اعداد ۱۳۱۳ ہین جن مین سے لطافت پسند مورخ نے پردہ کے ۲۱۱ عدد کا تخرجہ کیا ہے جس کے بعد ۱۱۰۲ عدد بچ رہتے ہین جو مساوی ہین سنہ تالیف کتاب کے۔

حضرت راقم مغفور استاد مؤلف نے ایک حوض کی تاریخ لکھی ہے جس مین تخرجہ کی نئی صورت ہے۔ (وہو ہذا)

(نمبر ۱۲)

چو تیار گردید در خانہ باغ		پئے نجم دین خوشنما حوض آب
سنش چشم بد دور راقم بگفت		زہے چشمہ چون چشمہ آفتاب

مصرع تاریخی کے اعداد ۱۲۶۱ تھے جن مین سے مورخ نے چشم بد یعنی ب کے دو عدد کا تخرجہ کیا ہے جس سے ۱۲۵۹ عدد باقی رہجاتے ہین جو سنہ تعمیر کے مساوی ہین۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تخرجہ کی ایک نئی شکل ہے۔ یہ بھی حضرت راقم کی تاریخ ہے۔

(نمبر ۱۳)

زین شہر فنا امیر ممتاز		چون راہی جادۂ فنا شد	
بے پائے شکیب سالش از دل		ممتاز بہشتیان ندا شد	

ممتاز بہشتیان کے عدد ۱۲۵۶ ہین اور موت ۱۲۵۴ہجری مین واقع ہوئی تھی لہذا شاعر نے پائے شکیب یعنی ب کے دو عدد سے تخرجہ کیا۔

صاحب ہفت قلزم نے ایک تاریخ کا ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت مبارک پر کسی عجمی نے لکھی ہے۔ اس کا تخرجہ بھی پسندیدہ

ہے ۔ وہو ہذا

(نمبر ۱۴)

سال انقالش خرد بتعمیہ گفت		از محمدؐ زمانہ خالی شد	

زمانہ کے عدد ۱۰۳ ہین اور محمدؐ کے عدد ۹۲ ۔ پس ۱۰۳ اسے ۹۲ کا تخرجہ کریں تو ۱۱ باقی رہ جاتے ہین اور یہی سال ہجری ہے رحلت مبارک کا ۔

شائقین فن جمل کو اپنی بصیرت بڑہانے کے لئے تخرجہ کی اس قدر مثالین بہت کافی ہین جو کہ ہم نے پیش کین اور وہ تخرجہ اور تدخلہ محض پرہے جو شئے چڑہانے کا حکم رکہتا ہے جیسے سر آہ یا سر درد سے کیا جاوے یا سر غم خارج کیا جائے تخرجہ ہو یا تعمیہ ایسی لطافت کے ساتہ ہونا چاہیئے جس سے ہمیشہ دو معنی پیدا ہون ۔ ایک عام معنی بلا لحاظ تخرجہ یا تدخلہ اور دوسرے خاص معنی بلحاظ تدخلہ یا تخرجہ ۔ اسی کی مثال امثلہ متذکرۂ صدر کی بعض تاریخین ہین ۔

اب ہم ذیل مین تیسری قسم کی بھی چند مثالین پیش کرتے ہین جن مین تدخلہ اور تخرجہ دونون کا عمل ہوا ہے تاریخ ذیل کے مصنف نعمت خان عالی ہین

(نمبر ۱۵)

زہق الباطل ست و جاء الحق		معنی فتح شاہ عالم گیر
سال تاریخش از خرد جستم		این چنین گفت عقل خوش تقریر
بو الحسن داشت جا بجای زحل		بدرش کرد زان میان تقدیر
چون برون رفت او بجاش نشست		شاہ اورنگ زیب عالم گیر

جای زحل کے عدد ۲۸۲ ہین جن مین سے بو الحسن کے عدد ۱۵۷ کا تخرجہ کرنا چاہیئے ۔ اور باقی ماندہ ۱۲۵ عدد کو مصرع تاریخ کے ۹۷۳ عدد مین داخل

کرنا چاہیے مجموعہ ۱۰۹۸ ہوگا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
واله داغستانی نے اپنی تالیف تذکرۃ الشعرا کی تاریخ اسی طریقہ پر لکھی ہے جو کہ سنہ ۱۱۶۱ہجری میں لکھا گیا وہو ہذا

(نمبر ۱۶)

تاریخش راز دل خرد سائل شد		این تذکرہ چون طرب فزاے دل شد
دروی چو بہار سرزدہ داخل شد		گفتا ز ریاض الشعرا رفتہ خزان

ریاض الشعرا کے اعداد ۱۲۱۳ سے خزان کے اعداد ۶۵۸ کا تخرجہ کیا جائے تو ۵۵۵ بچ رہتے ہین پھر اعداد لفظ بہار ۲۰۸ مین سے بلحاظ الفاظ سرزدہ (ب کے ۲ عدد) کم کرکے باقیماندہ ۲۰۶ کو ۵۵۵ مین داخل کرین تو ۱۱۶۱ عدد حاصل ہوتے ہین ہم کہتے ہین کہ یہ عمل لطیف ہے۔ محاورہ دانان زبان فارسی اس تاریخ کی داد دینگے
اسی قسم کی ایک تاریخ موت ہمنے بھی لکھی ہے جس کو ذیل مین عرض کرتے ہین

(نمبر ۱۷)

شد بگلزار جنان روزیکہ دنیار اگزاشت		بندہ سال رحلت خیر النسا بیگم نوشت

خیر النسا بیگم کے عدد ۱۰۲۴ ہین جنکو گلزار جنان کے ۳۶۲ مین بقاعدۂ مدخلہ شامل کرنے سے مجموعاً ۱۳۸۶ ہوتے ہین جس مین سے دنیا کے عدد ۶۵ کو خارج کرنے سے ۱۳۲۱ باقی رہتے ہین اور یہی سنہ وفات ہے۔
اسی قسم کی ایک تاریخ بتقریب مسند نشینی والی سلطنت آصفیہ دام اقبالہ مولوی عبدالقادر ناظر طاہر تخلص نے لکھی ہے جو ذیل مین عرض کی جاتی ہے۔

(نمبر ۱۸)

افضل الدوله چو از تخت دکن ۹۸۷ ۱۴۷۴	۱۸۶۹ء	راہی ملک عدم گردید آہ
کرد از اقبال بر جایش جلوس		میر محبوب علیخان بادشاہ ۱۳۸۲

تخت دکن کے عدد ۱۴۷۴ ہین جن مین سے افضل الدولہ کے عدد ۹۸۷ خارج کئے جاوین تو ۴۸۷ باقی رہتے ہین پھران اعداد باقیہ کو مصرع چارم کے اعداد ۱۳۸۲ مین شریک کرین تو مجموعہ ۱۸۶۹ ہوتا ہے اور یہی سال عیسوی مطلوب ہے واضح ہو کہ اگر کسی مادّہ تاریخ مین تعمیہ کی جھلک الفاظ سے نظر آئے اور فی الاصل وہ تعمیہ نہ ہو بلکہ کل اعداد مادّہ سے تاریخ حاصل ہوتی ہو تو اس تاریخ کو غلط نہین کہہ سکتے جیسا کہ مرزا دبیر مغفور کی رحلت کی تاریخ میر اسمٰعیل حسین منیر نے لکھی ہے۔

گفت تاریخ وفاتش را منیر اشکبار		عقل بے دل سدرہ بے جبریل منبر بے دبیر ۱۲۹۲

اس تاریخ کو ہم نے اسکے اشعار بالائی کے ساتھ خاتمہ کے دوسرے حصہ مین نقل کیا ہے صاحب مخلص تسلیم نے بیچارے مورخ پر سخت حملہ کرکے فرمایا ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے اس لئے کہ مضمون خود کہہ رہا ہے کہ عقل سے دل کو خارج کرو اور سدرہ سے جبریل کو اور منبر سے دبیر کو اور اگر ایسا کیا جاوے اور سالم مصرعہ کے اعداد محسوب نہ ہون تو صرف ۱۰۶۶ عدد حاصل ہوتے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ مضمون تخرجہ کا متقاضی ہے۔ ہماری راے مین حملۂ اعتراضی قابل افسوس ہے لائق مورخ نے بہت اچھی تاریخ لکھی ہے۔

بات یہ ہے کہ ہر ایک ترکیب کو اگر تدخلہ اور تخرجہ کے خیال سے دیکھا جاے تو کچھہ نہ کچھہ اشارہ اسمین پایا جاوے گا۔ مثلاً اگر کسی شاعر نے یہ مصرع لکھا

کہ (ع ا مسرّت سے کہی تاریخ مین نے پ) تو اُس کو ہم اسپر مجبور نہیں کر سکتی کہ لفظ مسرّت کے سالم عدد کو مادّہ تاریخ مین خواہ نخواہ داخل کری لیکن اگر فی نفسہ مادّہ تاریخ مین اس قدر عدد کم ہین اور مورّخ نے لفظ مسرّت سے تدخلہ کیا ہے تو کہا جاوے گا کہ تدخلہ لطیف ہے تاریخ متذکرہ بالا کی بالکل یہی شکل ہے اور حضرت تسلیم کا اعتراض درحقیقت ہٹ دہرمی سے کم نہین ہر اس لئے کہ مورخ نے مصرع اول مین کوئی اشارہ تخرجہ کا نہین کیا ہے جس کے لحاظ سے مادّہ کے مصرع مین خواہ نخواہ بال کی کہال نکالنے کی ضرورت ہو۔ فافہم۔

(۸) باعتبار تصنیف | باعتبار تصنیف بہی تاریخ کی دو قسم ہین (۱) تاریخ مصنفہ مورّخ۔ (۲) وہ تاریخ جو مورّخ کی مصنفہ نہ ہو۔ اور تاریخ کا سہرہ مورخ کے سر قائم کرے۔ ہم کو پہلی قسم کی تعریف بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ صرف دوسری قسم کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

یہہ۔ وہ تاریخ ہے جو کسی اوستاد کے مشہور مصرع یا ضرب المثل یا حدیث شریف یا آیۂ کلام اللہ پاک سے حاصل ہو۔ اگرچہ اس قسم کی تاریخ مین مورّخ کو کلام پر ملکیت کا حق حاصل نہین ہے۔ لیکن اہل جمل نے اس قسم کی تاریخون کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکہا ہے اور عموماً عمل یہ رہا ہے کہ جس مصرع کی شہرت عام اُس کے مصنف کے نام سے نہ ہو اُس کے متعلق ذکر کر دینا چاہیئے کہ فلان اُستاد کے کلام سے ہم نے تاریخ پیدا کی ہے۔ ضرب المثل یا حدیث پاک یا آیۂ قرآنی کی نسبت اس صراحت کی ضرورت نہین ہے۔ اُستادان فن کا قول ہے کہ ایسے مادّون مین خفیف سا لفظی تصرّف اصل کلام کے مقابلہ مین باغراض تکمیل عدد

جائز ہے بشرطیکہ اس تغیر کے بعد بھی سامع کا خیال سنتے ہی اصل کلام کی جانب
رجوع ہو جائے۔

اب ہم ذیل میں ایسی چند تاریخیں بطور تمثیل ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔
آزاد بلگرامی نے تذکرۂ ید بیضا میں لکھا ہے کہ نورجہان بیگم نے دم واپسین
میں اپنی موت کی تاریخ ایک مشہور مثل سے پیدا کی۔ وہو ہذا۔

تنم عاجزہ در تہ خاک شد		فلک گفت حسن کم جہان پاک شد

ہم نے ایک خاص واقعہ پر اوس کی تاریخ اے باد صبا این ہمہ ۱۲۹۸
آوردۂ تست۔ سے لکھی تھی۔
کسی بزرگ نے تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ حسب ذیل
لکھی ہے۔

گشت تاریخ بمصرع اُستاد		امی بیا آرزو کہ خاک شدہ ۱۲۴۳ھ

کسی اُستاد نے (آیہ کریمہ) او لئک مع الذین انعم اللہ سے
۹ھ۱۰ پیدا کر کے تاریخ لکھی ہے۔
اور ایک بزرگ کے مزار شریف پر ہم نے اُن کی رحلت کی تاریخ (آیہ کریمہ)
جنّات عدن یدخلونہا (۱۲۸۴ھ) میں کندہ دیکھی ہے۔
اسی طرح ایک مسجد کی تاریخ (آیہ کریمہ) یاایہا الذین آمنوا رکعوا واسجدوا
(۱۲۹۶) ہجری ہمارے مشاہدہ سے گزری ہے۔
علی ہذا حیدرآباد کی مسجد افضل گنج کی تاریخ ۱۲۸۶ھ ہجری (آیہ کریمہ)
وامر اہلک بالصلوٰۃ واصطبر علیہا میں ہے۔

میر عبدالرشید تتوی صاحب فرہنگ رشیدی نے جلوس اورنگ زیب کی تاریخ جو سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین واقع ہوا ایک آیت قرآن سے حاصل کی ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

ایک بزرگ کی تاریخ موت (۱۱۹۵) حدیث نبوی عاش حمیداً مات شہیداً سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ صاحب ملخّص تسلیم نے ذکر کیا ہے۔

(و) باعتبار بیان | باعتبار طرز بیان تاریخ کی ۳ قسم ہین (۱) بیان واقعی (۲) بیان بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ (۳) دعائیہ۔ قسم اول وہ تاریخ ہے جس مین کسی تقریب یا واقعہ کا بیان بغیر کسی مبالغہ یا ہیرپھیر کے صاف الفاظ مین کیا جاے جیسے مندرجہ ذیل تاریخین ہین جنکو ہم نے لکھا ہے۔ یہ تاریخ ایک مرثیہ کا اسحاب ہے

وہ محسن وہ مہدی علیخان بہادر	ہوئے آج افسوس دنیا سے رخصت
کہی اس کی تاریخ فکرو لا نے	قیامت ہوئی ہاے مہدی کی رحلت

یہ تاریخ فارسی بھی ایک تاریخی مرثیہ کا اقتباس ہے۔ ولہ

ثبت کن سال وفاتش برسر لوح مزار	فائز دارالبقا گردید سرسالار جنگ

تاریخ ذیل ایک ہمارے دوست کی تقریب شادی پر لکھی گئی ہے۔

لو میان آج چڑہی بیل منڈھے	آرزو پوری ہوئی کیجیو جشن
عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے	کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

تاریخ ذیل ایک تعمیر سے متعلق ہے۔ ولہ

ہمایون راجہ بھگوان سنگہ ذی مراتب نے	بنا کی اک عمارت دل کشا دربار نابہا مین
ولا نے عرض کی تاریخ ہمت بر محل اسکی	بنا الکن محل پرفضا سرکار نابہا مین ۱۹۵۵



(۳) محاسن تاریخ کا بیان

محققین فنّ جمل نے تاریخ کے محاسن کا ذکر کیا ہے اور شائقین فنّ جمل کو نصیحت کی ہے کہ اون کی توجہ اسپر مائل رہے کہ جس قدر ہو سکے محاسن تاریخ کا لحاظ رکھین ہم ذیل مین محاسن تاریخ کی تفصیل کرتے ہین۔ ہماری اس کتاب کا یہ بیان در حقیقت ایک معیار ہے جس سے مورّخ کے نتیجۂ فکر کی خوبی اور منزلت دریافت ہو سکتی ہے یعنی ایک تاریخ جو ہمارے روبرو رکھی ہے اوس کی نسبت ہم اس بیان کی مدد سے یہ بات معلوم کر سکتے ہین کہ وہ کس پایہ کی تاریخ ہے کتنے محاسن اسمین جمع ہین۔

محاسن تاریخ کے قرارداد کا سہرہ درحقیقت متاخرین ہند کے سر ہے۔ تصانیف ورسائل مین بہت کم اس کا ذکر ہوا ہے۔ ہمارے مرحوم استادون کا صدقہ ہے کہ ہم اون سے واقف ہو کر آج اس کتاب مین اس کا ایک مستقل بیان قائم کر سکے۔ ممکن ہے کہ بعض محاسن مقررہ انہین بزرگون کی ایجاد ہو جیسا کہ بعض محاسن کو متاخرین محقّق نے قائم کیا ہے۔

شائقین فنّ جمل اس کو بے بنیاد سمجھ کر بے توجہی نہ فرماوین اور مَن قال سے بحث نہ کرین بلکہ اپنی نازک خیالی کو ماقال پر محوّل کرین (ع) متاع نیک ہر دکان کہ باشد۔ جب فہم سلیم ہر امر کے ماننے کے قبل اوس کے ہر ایک پہلو پر نظر ڈالنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے لئے موجود ہے تو پھر محاسن سے قطع نظر کرنا گویا سہل انگاری کا عادی بنتا ہے۔

(الف) میرے استاذ مولوی غلام حسین مغفور بلگرامی المتخلص بہ قدر فرماتے تھے کہ

مادّہ تاریخ منثور پر منظوم کو ترجیح ہے۔ اگر کسی مخصوص عبارت یا آیۂ قرآنی یا حدیث نبوی یا کسی مشہور مثل سے مادّہ حاصل ہو تو حتی الوسع کوشش کرنا چاہیئے کہ اسکو کسی نہ کسی بحر مطبوع کے "قالب میں داخل کریں اور تبدیل ترکیب وغیرہ کے ساتھ اس خاص مقصد میں کامیابی حاصل کی جائے اور بہ درجۂ لاچاری غیر مطبوع بحر بھی۔ نثر پر فضیلت رکھتی ہے لیکن تبدیل ترکیب میں اس بات کا لحاظ رہے کہ محاورہ اور زبان کے لطف میں فرق آنے نہ پائے۔

اس خاص مقصد کے لحاظ سے مؤرخ کو فن عروض میں بھی کچھ نہ کچھ مہارت پیدا کرنا چاہیئے اور ہماری راے میں اس خاص ضرورت کے لئے زبان اُردو میں اُستاد موصوف کی تالیف قواعد العروض بہت مفید اور جامع کتاب ہے جس کی سلاست بیان نہایت سریع الفہم ہے۔ یا اُستادی مولانا مولوی محمدؐ حسین خان شیرین سخن۔ راقم۔ کی تالیف میزان الاشعار۔ سے کام لینا چاہیئے یہ کتاب آخر الذکر اگرچہ زبان فارسی میں لکھی گئی ہے لیکن سلیس عبارت میں مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے۔

(ب) میرے اُستاد شفیق۔ افضل الشعرا شیرین سخن خان مولانا مولوی محمدؐ حسین مغفور راقم تخلص میر مجلس مجلس مشاعرۂ نواب کرناٹک کی تاکید تھی کہ مادّہ تاریخ منظوم حتی الوسع مصرع سالم میں لکھا جائے۔ جس قدر اُستادان فن سے ہمکو ملاقات کا اتفاق ہوا ہم نے اون سب کو اس کلیہ سے اتفاق کرتے ہوے پایا۔ غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ مادّہ جو مصرع سالم میں ہو اون الفاظ خارج از مادّہ سے معرّا رہتا ہے جو تکمیل مصرع کے لئے ناگزیر لانے پڑتے ہیں۔ نیز اگر کوئی شخص

صرف مادہ کو لوح مزار پر کندہ کرانا چاہے تو ایسا مصرع جو تمام تر مادّہ تاریخ کا حامل ہو کسی دوسرے مصرع کا محتاج نہین ہوتا۔ جو مادّہ مصرع سالم مین نہین ہوتا اوسکا شمار منظوم مادّون مین نہین ہوتا جو محاسن تاریخ کی پہلی قسم ہے۔

(ج) ہمارے استاد افضل العلما مولانا مولوی سید علی مغفور لکہنوی کامل تخلّص کا ارشاد ہر وقت اونکی مبارک تصویر کو ہماری آنکہون کے روبرو رکہتا ہے کہ محاسن تاریخ مین زیادہ خیال رکہا جاوے کہ مادّہ تاریخ سے واقعۂ زیر تاریخ اور اوس شخص کا نام ظاہر ہو جس کے متعلق تاریخ لکہی گئی ہے اور بیان واقعہ اس خوبی کے ساتہ ہو کہ مادّہ تاریخ کسی صراحت مزید کا محتاج نہ ہو۔ اس کی مثال خود ہمارا مصرع ہے ۔(ع) فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ (۱۳۰۰ ہجری)

آپ ہی کا قول ہے کہ مجبوری کی حالت مین جزو نام بہی کافی ہے جیسی خود ہماری تاریخ ہے (ع) جہان بگزاشت بیچارہ جہانگیر (۱۲۹۹ھ) بعض مواقع مین خصوصیات کے لحاظ سے جزو نام سالم نام پر فضیلت رکہتا ہے جیسے ہماری تاریخ (ع) قیامت ہوئی ہائے مہدی کی رحلت (۱۳۲۵) اگر اس موقع پر سالم نام یعنی (مہدی علی) شریک مادّہ ہوتا تو معنوی لطافت کم ہو جاتی۔

ہمارے استاد مغفور کا قول تہا کہ اسی کا نام اصطلاح جمل مین بیان واقعی ہے اور بیان واقعی کو کل اقسام تاریخ پر ترجیح ہے اس لئے کہ بیان واقعی کا مادّہ تاریخ جس مین واقعہ کی صراحت باظہار نام صاحب واقعہ ہوتی ہے۔ اُسی واقعہ کی مخصوص تاریخ ہوتی ہے برخلاف اون تاریخون کے جن مین یہ پابندی نہ ہو۔ جن کو اُس کے مماثل اور واقعات سے بہی متعلق کر سکتے ہین۔

مثلاً اگر کسی موقع میلاد پر مورخ نے یہ مادہ لکھا کہ "گوئی کہ آفتاب تمنا برآمد" ۱۲۹۸ھ یا کسی سانحہ موت پر لفظ (مغفور) سے سنہ برآمد کیا تو ایسا مادہ بوجہ تعمیم مضمون تقریب و سانحہ مخصوصہ سے خاص نہیں سمجھا جا سکتا اس لئے کہ ایک سنہ کے متعدد تقاریب ولادت یا سوانح موت میں انہیں مادون کا استعمال ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان میں نام صاحب تقریب و واقعہ نہیں ہے اور نیز یہ مادے اور مصرعون کے محتاج ہیں جن میں صاحب تقریب کا نام یا واقعہ کا بیان کیا گیا ہو۔

بعض محققین فن کا قول ہے اور ہمکو اس سے اتفاق ہے کہ بادشاہون کے تقاریب غسل صحت میں بیان واقعی سے کام لینا ترک ادب ہے ایسے مواقع پر مادہ تاریخ میں بصراحت نام صرف دعا دینا چاہیئے جس میں ترقی عمر و اقبال یا ردّ بلا کا مضمون ہو۔ یا غسل صحت پر مبارکباد۔

ایک محقق نے سچ کہا ہے کہ بیان واقعی میں صاحب واقعہ یا صاحب تقریب کی منزلت کا لحاظ ضرور رکھا جاسکے۔ مثلاً ایک وکیل صاحب کی وفات کی تاریخ (ع) مقصود علی نمودہ رحلت افسوس ۱۳۰۰ھ بہت صاف اور عمدہ تاریخ ہے جس میں نام مرحوم اور واقعۂ رحلت نہایت صاف لفظون میں بیان ہوا ہے۔

لیکن ایک بادشاہ یا امیر کی وفات کی تاریخ ایسے الفاظ مین زیادہ قابل تعریف نہ سمجھی جائیگی بلکہ ایسے مواقع کے لئے ایسا مادہ زیادہ قابل تعریف ہوگا جس میں جنّت یا اوس کے مماثل الفاظ ہون۔ جیسا کہ ہم نے نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدرآباد کے لئے لکھا تھا یعنی (ع) سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ ۱۳۰۱ھ۔ اس تاریخ کی نسبت

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بیان واقعی نہیں ہے اور ایک حد تک ان کا کہنا صحیح ہے لیکن صاحب واقعہ کی منزلت کے لحاظ سے اہل جمل نے اس کو بھی بیان واقعی ہی قرار دیا ہے۔

قدر بلگرامی کی رائے تھی کہ بیان واقعی میں الفاظ زائد سے بالکل پرہیز کرنا چاہیئے لیکن مولوی سید علی کامل اس کے مخالف تھے آپ فرماتے تھے کہ میں صرف بھرتی کے الفاظ کا مخالف ہوں صفات میں مناسب اور موزون الفاظ کا بڑھانا خصوصًا علماء اور امراء کی تاریخوں میں کبھی قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ بغیر ان الفاظ کے وہ تاریخ پھیکی کہلائے گی حضرت ممدوح نے ہمارے اس مادہ کو چل دیئے دنیا سے با اعزاز رفعت یار جنگ ۱۳۱۵ بہت پسند فرمایا اور تحریراً ہم کو مطلع کیا کہ اس دوسرے مادۂ تاریخ ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۲۰ کے مقابلہ میں پہلا مادہ بہتر ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ دوسرے مادہ کی خوبی میں کچھ کلام نہیں ہے۔ لیکن اگر کچھ اعزازی الفاظ اسمیں ہوتے تو زیادہ پر لطف ہوتا

حضرت کامل کا قول ہے کہ اگر صاحب واقعہ یا تقریب کا نام یا جزو نام کثیر الاعداد ہو اور سنہ ہجری کی ایسی تاریخ نہ لکھی جاسکتی ہو جس میں نام یا جزو نام کا لانا ممکن ہو تو ایسی سخت مجبوری میں ترک نام یا جزو نام سے مناسب یہ ہے کہ سنہ ہجری کو ترک کر دو اور عیسوی یا سمت یا اور کسی سنہ میں تاریخ لکھو جس کے اعداد میں صاحب واقعہ کا نام یا جزو نام داخل ہو سکتا ہو۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر مادۂ تاریخ میں سالم نام نہ آسکے اور جزو نام خوبصورتی سے مستعمل نہ ہوسکے تو کم سے کم اس قدر کوشش کی جائے کہ الفاظ مادہ

یہ ہے کہ مادّہ تاریخ بدون تدخلہ وتخرجہ ہو۔ تاکہ مصرع تاریخی کسی دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ صرف تاریخ موت میں اعداد لفظ جان یا روح یا روان کا تخرجہ اعداد نام متوفی سے مستحسن مانا گیا ہے اور ایسی تاریخ بے تخرجہ تاریخ سے بہتر مانی گئی۔ جیسے (ع) قد خرج الروح عن المرتضیٰ ۱۴۵۰-۲۱۴=۱۲۳۶
حضرت کامل مغفور کا قول تھا کہ اگر متوفی کے نام کے اعداد وسال مطلوب سے بڑھے ہوئے ہوں تو خود بخود اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مادۂ تاریخ میں مرحوم کا نام داخل نہ ہو سکے گا اور اس مجبوری کی حالت میں مادہ تاریخ کی بڑی خوبی فوت ہو جائے گی۔ پس اس قسم کے تخرجہ کے بغیر چارہ نہ ہوگا اور ایسا لطیف تخرجہ جیسا کہ مثال بالا میں گزرا تاریخ کو محاسن تاریخ کی تعریف سے خارج نہ ہونے دے گا۔

(و) استادان فن جمل کا قول ہے کہ مادۂ تاریخ میں حتی الوسع بھرتی کے الفاظ آنے نہ پائیں۔ مادہ کی تکمیل کے لئے مربوط الفاظ سے کام لینا چاہیئے جو منشائے تاریخ کے خلاف نہ ہوں اور مضمون سے مناسبت رکھتے ہوں۔ مثلاً موت کی تاریخ میں افسوس یا آہ یا ہیہات اور اسی قسم کے الفاظ یا صاحب تقریب یا صاحب واقعہ کے صفات۔ مثلاً اس مادّہ میں ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۰۲ھ ہائے کا لفظ بے محل نہیں ہے اور مناسب وقت بھی ہے اور غم کی حالت میں بولا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مادۂ فارسی میں لفظ وائے۔ سالار جنگ وائے جہان فنا گزاشت ۱۳۰۰ھ۔ لیکن جو مادہ بھرتی کے الفاظ سے پاک وصاف ہو اس کو ہر حالت میں اور مادوں پر ترجیح ہے۔ جیسے کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

اس خاص باب مین حضرت کامل کی رائے ہم حرف ج پر عرض کر چکے ہین حاصل یہ ہے کہ صفات ممدوح و صاحب تاریخ مین مناسب الفاظ کا لانا جن سے بہرتی نہ معلوم ہو مستحسنات سے ہی یا کسی واقعہ کے متعلق الفاظ مناسب و متعلقہ واقعہ کا استعمال مستحسن مانا گیا ہے۔

(ز) متقدمین کے پاس محاسن تاریخ مین یہ بات داخل تہی کہ تاریخ سنہ ہجری سے مخصوص رہے لیکن متاخرین نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ سنہ کی خصوصیت محض فضول ہے بلکہ بعض مواقع مین ناخوشنما اور نامناسب ہو جاتی ہے۔ واقعہ یا تقریب کی مناسبت کے ساتہ سنہ کا تعلق ہونا چاہیے مثلاً اگر ایک اسلامی سلطنت مین جہان سنہ ہجری مروّج ہے کسی مسلمان کے لئے تاریخ لکہی جائے تو اس مین سنہ ہجری ہی کا لحاظ رہے۔ یا اگر کسی ہندو کے لئے تاریخ مقصود ہے تو اوس کا مذہبی سنہ اولے ہے۔ اسی طرح عیسائیون کے لئے عیسوی سنہ۔ اور پارسیون کے لئے سنہ نوروز۔ یا اگر کسی خاص مقام پر کل اقوام مین ایک ہی سنہ رائج ہے تو اوسی سنہ مین تاریخ کہنا زیادہ مناسب ہے ہم اس کتاب کے خاتمہ مین حقیقت سنین کو بہی مختصر طور پر لکہین گے جو کہ شائقین فن جمل کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۴) صنائع و بدائع تاریخ کا بیان

بیان عام صنائع و بدائع بلاغت سے اگرچہ اکثر صنائع و بدائع کا استعمال تاریخ مین ہو سکتا ہے لیکن تاریخ کے صنائع و بدائع بہی مخصوص ہین جن کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔ اور ہمارا یہ بیان اقسام مبیّنۂ ذیل پر صنائع کا انحصار نہین کرتا

بلکہ صرف اسیقدر صنائع اس مین بیان ہوئے ہین جن کا تذکرہ یا تو محققین جمل ازکرایا ہے یا عملاً رائج ہین ۔ اور ہمکو اس بات کا افسوس ہے کہ صنائع کی تاریخ کہ کون سی صنعت کس کی ایجاد ہے متحقق نہ ہوسکی ۔

(۱) صنعت عامتہ الورود | صنائع تاریخ سے یہ صنعت نہایت لطیف ہے ۔ اس کو عامتہ الورود اس لئے کہا گیا ہے کہ ہر ایک حرف یا ہر ایک لفظ یا ہر ایک جملہ یا ہر ایک مصرع یا ہر ایک شعر مطلوب سے اس صنعت کی بدولت تاریخ مطلوب حاصل ہوسکتی ہے ۔

بعض محققین جمل کی رائے مین یہ شعبدۂ تاریخ ہے بعض نے اس کو احسن الصنائع کہا ہے اور بعض نے اس کو سہل الممتنع سے موسوم کیا ہے ۔ بڑی حیرت اسکی ہے کہ جن کتابون سے ہم نے اس کتاب کی تالیف مین مدد لی ہے اون مین سے کسی کتاب مین اس صنعت کا ذکر نہین ہے نام خود بتلا رہا ہے کہ اس کے موجد عرب ہین ہمکو یہ نعمت غیر مترقبہ ہماری قوم کے ایک قابل فخر محقق جمل مولانا مولوی ابوطاہر محمد عبدالقادر طاہر تخلص سے ملی جن کا پایہ فن جمل مین بلند ہے اور جو دکن کے اہل جمل مین ایک سر برآوردہ شخص ہین جن کے خاندان مین حساب جمل کا علم ابا عن جد چلا آتا ہے ۔ یہ عربی الاصل ہین انکو اس صنعت کا سبق اون کے والد ماجد سے ملا اور اون کو اون کے بزرگون سے ۔ اس مین کچھ شک نہین کہ یہ صنعت عربی رسائل قدیمہ سے حاصل کی گئی ہوگی ۔ لیکن اس فن کی بدقسمتی سے آج رسائل قدیمہ عرب پردۂ خفا مین ہین اور زبان فارسی کا لٹریچر اس سے خالی اور اردو زبان مین برائے نام اس کی بو باس رہ گئی ہے لہذا اس فن کی ایسی لطیف چیزین صرف عالمان

فن کے سینون مین رہگئی ہین اور جو کچھ باقی ہین وہ علم سینہ بن چکی ہین اور بعلیہ بسینہ چلی آتی ہین۔ ہمارے مہربان مولوی عبدالقادر ظاہر اگر کریم النفس نہ ہوتے تو آج یہ نعمت اس کتاب کے ذریعہ سے پبلک کی نذر نہ ہوسکتی۔

اس صنعت کا استعمال جس سنہ مین مقصود ہو یعنی جس سنہ کی تاریخ اس صنعت مین درکار ہو اول اوسکو ایک کاغذ پر لکہنا چاہیئے اور پہر ایک ایسے عدد پر اُس کو تقسیم کرنا چاہیئے جسپر اعداد سنہ بلاکسر تقسیم ہو جائین۔ اور پہر مقسوم علیہ اور حاصل تقسیم دونون کو محفوظ کرلینا چاہیئے۔ یہی دونون اس صنعت کی بنیاد ہین۔

مثلاً ہم چاہتے ہین کہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین ایک تاریخ اس صنعت مین لکہین تو ہم نے ۱۳۲۵ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۶۵ حاصل ہوئے اور کوئی کسر نہ بچی پس ہم نے ۲۶۵ کو محفوظ کیا اور اس کا نام الف رکہا۔ اسی طرح مقسوم علیہ یعنی (۵) کو بہی محفوظ کیا اور اس کا نام ب رکہا۔ اور ان دونون اعداد الف و ب کا نام اصطلاح جمل مین عدد بنیادی ہے۔ اگر سنہ مطلوب کے اعداد کسی ایسے عدد پر تقسیم نہ پاسکتی ہون جس مین کسر نہ بچے یا ہم کو یہ مقصود نہ ہو تو کسرات حاصل شدہ کو بہی محفوظ رکہنا چاہیئے اور اسکو (ج) سے موسوم کرنا چاہیئے۔ اس حالت مین (ج) بہی الف اور ب کے ساتہ عدد بنیادی مین داخل ہوگا۔ مثلاً اگر ہم سنہ ۱۳۲۶ کو ۱۰ پر تقسیم کرین تو حاصل تقسیم ۱۳۲ ہوگا اور ۶ کی کسرات بچ رہے گی تو ۱۳۲ کا نام (الف) ہوگا اور ۱۰ کا نام (ب) اور ۶ کا نام (ج) اور یہ تینون اعداد بنیادی ہین۔

فرض کرو کہ ہم ایک ولادت کی تاریخ کسی مولود کے نام سے سنہ ۱۳۲۵ مین حاصل کرنا چاہتے ہین اور نام (حامد) ہے تو سب سے پہلے حامد کے اعداد ۵۳ پر ۱۳۲۵ کا اضافہ کیا

توسب کا مجموعہ ۱۳۷۸ ہوا پہر اس مجموعہ کو ایک ایسے عدد پر تقسیم کیا جس کی کسرات احاد مین بچ رہی ۔ یہ امر بالکل ہمارا اختیاری ہے کہ جس عدد پر چاہین ۱۳۷۸ کو تقسیم کرین ۔ مثلاً ہم نے ۵ پر تقسیم کیا تو ۳ کی کسرات بچی اب اس ۳ پر ہم نے ۱۲ بڑہائے اور پہر مجموعہ سے ۱۰ گہٹائے ۔ ہمارے اس عمل جمع و تفریق کا مطلب یہ تہا کہ ان عملون کے بعد جو کچھہ بچ رہے وہ (ب عدد بنیادی) کے مساوی ہو اور یہہ فی ذہن المؤرخ رہنا چاہیئے ۔ پہر اس کو ۲۶۵ سے ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہوا ۔ یہان تک جس قدر ہمنے عملاً سمجہایا ہے وہ بہت کچھہ ہے شائق صنعت کو تکثیر سے کام لینا چاہیئے اور اعداد بنیادی کو ہمیشہ مخفی رکھنا چاہیئے ۔

اصل مقصد کو مخفی رکھہ کر اعمال تقسیم و جمع و تفریق سے کام لینا یا اور کچھہ اعمال حسابی کا اس مین شریک کرنا مورخ کی فراست پر موقوف ہے ۔ مثلاً ہم اسی مقصد کو دوسری شکل مین بیان کرتے ہین یعنی لفظ حامد کے اعداد ۵۳ پر ہم نے ۲۶۵ کو بڑہایا (سمجہہ رکہو کہ یہ عدد بنیادی الف ہے) پہر مجموعہ ۳۱۸ کو ۶ پر ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۹۰۸ ہوا جو سنہ عیسوی ہے ۔ پہر اس مین سے ۱۶۴۳ کو گہٹا دیا اور حاصل تفریق کو پانچ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب یعنی ۱۳۲۵ ہجری حاصل ہوا ۔

پہر ہم اصل مقصد کو ایک تیسری شکل مین بیان کرتے ہین کہ لفظ حامد کے اعداد ۵۳ کو ۱۹۰۸ عیسوی کے ساتہ جمع کیا مجموعہ (۱۹۶۱) کو دس سے ضرب دیا تو ۱۹۶۱۰ ہوئے اور مجموعہ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۳۹۲۲ حاصل ہوئے اور اس مین سے ۳۷۹۰ کو خارج کر دیا تو ۱۳۲ باقی رہے اور حاصل تفریق کو ۱۰ سے ضرب دیا پہر حاصل

ضرب پر ۵ کو بڑہایا تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوا۔

اگر آسان طریقہ سے اس صنعت کو کام مین لانا چاہو تو لفظ یا حرف مطلوب کا عدد حاصل کرو پہر اوس کو ۳۰ پر ضرب دو حاصل ضرب پر ۲۰ کا اضافہ کرو پہر مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کرو اور جو کسرات بعد تقسیم بچ رہین اونکو ۲۶۵ پر ضرب دو تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوگا۔ اور یہ عمل جمع و ضرب و تقسیم کی ہدایت صرف مورخ کی ہدایت پر مبنی ہے جس نے سنہ ۱۳۲۵ ہجری کے لحاظ سے اس کا قاعدہ قائم کر رکہا ہے۔
اگر کسی دوسرے سنہ مین تاریخ مقصود ہوگی تو وہ قواعد صنعت کے لحاظ سے ان اعمال مین بہی ترمیم کر سکتا ہے۔

اس کا اصلی گر اعداد بنیادی کا ضرب ہے اور اس کو ہشیاری اور حاضر مزاجی اور روشن خیالی سے کام مین لانا استاد فن کا کام ہے۔ جس مورخ کو علم حساب مین ید طولی ہوگا وہ اس صنعت مین صرف اسی بیان کے پڑہ لینے سے کامیاب ہوگا جس کو حساب مین دخل نہین ہے اوس کو استاد فن کے سمجہانے کی ضرورت ہوگی

(۲) صنعت خاصتہ الوجود یہ صنعت درحقیقت حق سبحانہ تعالی کی قدرت کا نمونہ ہے کہ اس نے اپنے بندون کو کیسے کیسے علوم سکہلائے ہین اور اون کے ذریعہ سے کس قدر دسترس اور قدرت اون کو حاصل ہوئی ہے۔

اس صنعت کی تخصیص صاحب واقعہ کے نام سے ہے یعنی ہر صاحب واقعہ کا وجود واقعہ تاریخی کا مظہر ہے خواہ وہ نام کسی زبان کا ہو یعنی صاحب واقعہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو یا پارسی اوس کے نام کے کسی ایک حرف یا مجموعہ حروف کے اعداد سے تاریخ واقعہ حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتہ اظہار

واقعہ کا بھی اشارہ ہو۔ مثلاً میلاد ہے تو میلا ذ زید یا موت ہے تو موت زید
یا شادی ہو تو نکاح زید یا اور کوئی واقعہ ہو تو اسی قسم کا ایک مختصر سا اشارہ اُسکے
نام کے ساتھ کرکے بقاعدہ صنعت خاصۃ الوجود اس نام اور اشارہ کے سالم اعداد
سے تاریخ حاصل کریں جس کو مورخ پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عجیب بات
یہ ہے کہ کسی اشارہ کی تخصیص بھی نہیں ہے یعنی نکاح زید ہی کہنے کی ضرورت نہیں
بلکہ اختیار ہے کہ نکاح زید کہیں یا زید کی شادی یا زید کا عقد یا زید کی کدخدائی
یا اور کوئی اشارہ جس سے زید کی تقریب کا اظہار ہوتا ہو۔

قادران فن و حاکمان جمل نے کہا ہے کہ سائل۔ جس کو تاریخ کی طلب ہو خود
اپنے ذہن میں الفاظ بالا فرض کر لیوے اور اون کے مجموعی اعداد صحیحہ سے مورّخ
کو آگاہ نہ کرے پھر اِن اعداد کو اپنے ہی ذہن میں مضاعف کرے پھر مورخ سے
سوال کرے مورّخ بلحاظ سنہ مطلوب صرف ایک عدد بتلا دیگا جس کو اس مجموعۂ
ذہنی پر بڑھا دیوے۔ پھر اس مجموعہ کی تنصیف اپنے ذہن میں کرے اور حاصل
تنصیف سے وہ عدد گھٹا دیوے جو اسنے پہلی مرتبہ اپنے ذہن میں بڑھایا تھا اور
جو کچھ اِس کے ذہن میں باقی رہجاے اوسکو ایک ایسے عدد سے ضرب دیوے
جس کی ہدایت منجانب مورخ ہو نتیجہ یہ حاصل ہوگا کہ حاصل ضرب سال مطلوب کا
مساوی ہوگا۔

مثلاً۔ خالد کی شادی کی تقریب ہے۔ اور ۱۳۲۵ہجری سنہ مطلوب ہے
تو سائل نے اپنے ذہن میں الفاظ خالد کی شادی کو تجویز کر لیا پھر اون کے
مجموعی اعداد صحیحہ کو اپنے ہی ذہن میں رکھا پھر بقاعدہ متذکرۂ بالا خود ہی اپنے ذہن

مین اون اعداد کی تضعیف کی اور پہر مورّخ کے حکم سے اون اعداد پر (۱۰) کو بڑہایا اور اوس کے مجموعہ کو بہی اپنے ذہن مین رکہا پہر سائل نے حسب قاعدۂ بالا اس مجموعہ کی تنصیف خود اپنے ذہن مین بلا اطلاع مورّخ کی۔ پہر اضافۂ اوّلین کو حسب قاعدۂ بالا منہا کیا اور اس کے بعد اعداد فی الذہن کو مورّخ کی ہدایت سے ۲۶۵ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ مورّخ عدد حرف مفروضہ سے محض بے خبر ہے اور جو کچہہ عمل تضعیف و تنصیف ذہن سائل مین ہوا ہے اوس سے بہی بے خبر ہے۔ عدد باقیماندہ سے مورّخ کو اطلاع نہین ہے پہر کیونکر مورّخ کو یہہ قدرت حاصل ہوئی کہ اسکو ایک ایسے عدد پر ضرب دینے کی ہدایت کرے جس سے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ یہ کوئی قدرت یا معجزہ یا نجوم یا جادو نہین ہے صرف عبور فن و قواعد معینہ کی واقفیت کا نتیجہ ہے جس سے مورّخ کو ما فی الضمیر پر واقف ہونے کی دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔ اگر فنّ حساب مین مورّخ کامل نہ ہوا ور اوس کی طبیعت روشن نہ ہوا در قواعد پر اوسکو عبور نہ ہو تو اوس سے اس صنعت پر ہرگز عمل نہ ہوسکے گا۔

افسوس ہے کہ ہم اس صنعت کے ایسے قواعد مدوّن نہین کرسکتے اور اس کتاب کے ذریعہ سے اون کو عام اذہان کے نذر نہین کرسکتے جن کو پڑہ کر وہ سمجہہ سکین اور صورت ہاے مختلفہ کا حصر بہی ناممکن ہے جن کی تدوین سے قواعد منضبط ہوسکین لہذا ایک ہشت سالہ جنتری ذیل مین ہدیہ ناظرین ہوتی ہے جس کی مدد سے سن ابتدا سے ۱۲۶ سنہ الغایتہ ۱۳۳۳ سنہ اس صنعت مین مورّخ عمل کرسکتا ہے ہم نے جن قواعد پر اس جنتری کی ترتیب کو مبنی کیا ہے اونکا اس کتاب مین بیان

کر دینا کچھہ آسان نہیں ہے اور ہر درجہ کے مورّخ کو سمجھانے مین کامیاب ہونا بہت
مشکل ہے۔ قواعد اس قدر وسیع ہین اور اعمال حسابی اس قدر کثیر ہین کہ اونکو
عبارت مین بیان کرنا ممکن تو ہے لیکن نہایت وقّت طلب ہے اور ایک خاص حصہ
اس کتاب کا اون کے بیان کرنے مین صرف ہوگا لہذا ہم نے اس جنتری کو ذریعہ
سے ۱۳۳۳ تک مورّخین کے لئے ایک ذریعہ اور وسیلہ اس صنعت پر کام کرنے کا
پیش کر دیا ہے سنین آلہی و عیسوی و سمّت کی مطابقت بہی اسی کے ساتہ عرض
کر دی ہے اور یہی ۴ سنہ زیادہ مروّج ہین۔ ۱۳۳۴ ہجری کے لئے یہ جنتری
بے کار ہوگی۔ اگر اُس سنہ مین کسی مورّخ نے محنت شاقّہ کو برداشت کر کر اور کوئی
جنتری آیندہ سنین کے لئے شائع کر دی تو عام مورّخین کو اوس سے فائدہ پہونچیگا
ہم امید کرتے ہین کہ ۱۳۳۳ کے بعد کوئی نہ کوئی استاد جمل اس کام کو پورا
کر دیگا بشرطیکہ وہ بالطّبع تنگ چشم نہ ہو۔
واضح ہو کہ جنتری موجودہ مین بمقابلہ سنین صرف دو عدد بیان کئی گئی ہین
(۱) وہ جو مورّخ کے حکم سی بڑہایا جاویگا۔ (۲) وہ جسمین مورّخ کے حکم سی ضرب دی جائیگی
باقی عملہائے حسابی کے متعلق وہی اصول عام کافی ہین جن کی صراحت اوپر ہو چکی ہی
جس سنہ کے مقابلہ مین صفر ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس سنہ کے
متعلق اس صنعت کا استعمال متعذر ہے۔ لیکن جن استادان فن کو اس فن مین
عبور کامل اور ید طولی حاصل ہے وہ اون سنین مین بہی اس صنعت کو کام مین لاسکتی
ہین اور یہ بات استاد فن کی قوّت تمیزی پر منحصر ہے جس کو ہم لکہہ کر نہین
سمجہا سکتے۔

سنہ ہجری			سنہ فصلی			سنہ عیسوی			سنہ سمّت		
سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
سنہ ۱۳۲۶	۱۲	۲۲۱	سنہ ۱۳۱۷	۶	۴۳۹	سنہ ۱۹۰۸	۸	۴۷۷	سنہ ۱۹۶۴	۸	۴۹۱
سنہ ۱۳۲۷	۰	۰	سنہ ۱۳۱۸	۴	۶۵۹	سنہ ۱۹۰۹	۰	۰	سنہ ۱۹۶۵	۱۰	۳۹۳
سنہ ۱۳۲۸	۱۶	۱۹۶	سنہ ۱۳۱۹	۰	۰	سنہ ۱۹۱۰	۴	۹۵۵	سنہ ۱۹۶۶	۴	۹۸۳
سنہ ۱۳۲۹	۶	۴۴۳	سنہ ۱۳۲۰	۱۶	۱۶۵	سنہ ۱۹۱۱	۶	۶۳۷	سنہ ۱۹۶۷	۰	۰
سنہ ۱۳۳۰	۳۰	۱۴۳	سنہ ۱۳۲۱	۰	۰	سنہ ۱۹۱۲	۱۶	۲۳۹	سنہ ۱۹۶۸	۳۲	۱۲۳
سنہ ۱۳۳۱	۰	۰	سنہ ۱۳۲۲	۴	۶۶۱	سنہ ۱۹۱۳	۰	۰	سنہ ۱۹۶۹	۰	۰
سنہ ۱۳۳۲	۸	۳۴۳	سنہ ۱۳۲۳	۰	۰	سنہ ۱۹۱۴	۴	۹۵۷	سنہ ۱۹۷۰	۴	۹۸۵
سنہ ۱۳۳۳	۰	۰	سنہ ۱۳۲۴	۴	۶۶۲	سنہ ۱۹۱۵	۱۰	۳۸۳	سنہ ۱۹۷۱	۶	۶۵۷

اس جنتری کے خانہ ۲ کا عدد صنعت عامتہ الورود کے عدد بنیادی ب کا مضاعف ہے۔ ہمارے اس اشارہ سے شائقین جمل کو اس جنتری کی تیاری مین بہت کچھہ مدد مل سکتی ہے۔

جن سنین کے مقابلہ مین صفر ہے اون مین صنعت خاصّتہ الوجود ہی سے تاریخ لکہنا مقصود ہو تو۔ طالب فن اوس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب وہ جنتری کے حقائق سے آگاہ ہوکر جنتری تیار کرنے کی صلاحیّت حاصل کرے۔ اور یہ صرف مشق پر موقوف ہے۔

نیز یہ بہی ممکن ہے کہ اوس سنہ کے مطابق دوسرے سنہ سے کام لیا جائے مثلاً ۱۳۲۷ھ ہجری مین تاریخ نہ لکہہ سکے تو ۱۳۱۸ فصلی مین لکہی جائے یا ۱۹۶۵ سمّت سے کام لیا جائے۔

(۳) صنعت مقطّعہ ترتیبی | صنعت مقطّعہ ترتیبی وہ صنعت ہے جس مین حروف تاریخی کے اعداد جدا جدا ایک سطر مین ترتیب کے ساتہ لکہے جاوین اور بغیر میزان دینے کے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ جیساکہ نواب عبدالباریخان موجد مدراسی نے ہمارے آقائے ولی نعمت دام ظلہم کی سالگرہ چہل سالہ کی تاریخ لفظ (جبلی) سے پیدا کی ہے جبلی زبان انگریزی کا لفظ ہے اور ایسے ہی تقاریب کے لئے مستعمل ہے اور اُردو مین بہی یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ پس لائق مورخ نے چارون حروف لفظ جبلی کے اعداد سے بصنعت مقطّعہ ترتیبی و بسط تنزّل عددی تاریخ حاصل فرمائی ہے ج ب ل ی
۳ ۲ ۳ ۱
بسط تنزّل عددی کی وجہ سے عشرات کا صفر جاتا رہا۔ اور مقطّعہ ترتیبی کی وجہ سے ۱۳۲۳ھ حاصل ہوا۔ واقعی یہ بڑی عمدہ اور لطیف تاریخ ہے۔

اس کو بیان کرتے ہیں [illegible] صنائع بھی کہہ سکتے ہیں جو صنائع تاریخ کا ایک
خاص شعبہ ہے۔

شیخ عبدالجلیل بلگرامی نے [illegible] کی تاریخ میں اس صنعت میں کہی ہے
جس کا ذکر میر غلام علی آزاد نے فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے۔

جو شاہ و [illegible] آورد		[illegible] اعظم [illegible]
[illegible] ابہام		[illegible] الف کردم [illegible]

چار الف کو اس کے اعداد کو جو شاہ کے حرف الف میں [illegible] ترتیب کے
قاعدہ سے لکھیے تو سنہ مطلوب ۱۱۱۱ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

رسائل [illegible] میں اس صنعت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ ہم نے [illegible]
قبلہ [illegible] نور اللہ مرقدہ سے اس صنعت کا یہ نام سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے
کہ اس کے موجد [illegible] ہیں۔

(۳) صنعت [illegible]: یہ وہ صنعت ہے جس میں صرف چند الفاظ مناسب واقعہ
[illegible] سے [illegible] حاصل ہوتا ہے۔ استادی مولوی سید علی کامل تخلص فرماتے
تھے کہ اس کے موجد [illegible] ہیں۔ اس صنعت میں بعض تاریخیں تو ہماری نظر
سے گزری ہیں لیکن [illegible] کسی رسالہ میں نہیں پڑھا۔ کسی استاد نے اسی
صنعت میں [illegible] کہا ہے۔ وہ یہ ہے۔

[illegible]	آ آ شد و تال و زر آمد فراہم

[illegible] کے عدد ۱ے اور لفظ زر کے عدد ۲۰۷
[illegible] ذات ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے بذیل (مخترعات بندہ) اسی قسم کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کو صرف صنعت سے موسوم کیا ہے۔ و ہو ہذا۔

طبع را حرمان گرفت و حال شد مقبول ہیم		دل پسند درد گشت و سینہ را بگزید غم

اعداد لفظ طبع (۸۱) و حرمان (۲۹۹) و حال (۳۹) و ہیم (۵۴) و دل (۳۴) و درد (۲۰۸) و سینہ (۱۲۵) و غم (۱۰۴۰) کو جمع کرنے سے ۱۸۷۰ ہوتے ہیں اور یہی عیسوی سنہ مطلوب ہے۔

مورخین ہند سے اکثر بزرگون نے اس صنعت مین تاریخین لکھی ہین اور متعدد کتابون مین چھپی ہین۔ صاحب ملخص تسلیم کا عنوان غالباً اس ایجاد و اختراع کی بنیاد پر ہوگا کہ آپ نے طبع کے لئے حرمان کو پسند کیا۔ اور حال کو ہیم کا مقبول قرار دیا۔ اور دل کو درد کی پسندیدگی عطا کی۔ اور سینہ کو غم کی نذر کیا۔ بے شک اسی کیفیت نے اس صنعت کو آپ کے مخترعات مین داخل کیا ہے۔ واہ واہ کیا کہنا ہے یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

(۵) صنعت تضاعف | اس صنعت مین بہت کم تاریخین ہماری نظر سے گزری ہین مادۂ تاریخ کے اعداد کو دوچند کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ صنعت بھی روشن خیالان اور طباعان ہند کی ایجاد ہے۔

ہماری رائے مین یہ صنعت، صنعت تضارب مین من وجہ داخل ہے۔

یعنی اعداد مادہ کو ۲ سے ضرب دینے کا نام صنعت تضاعف ہے۔

ضیائے حیدرآبادی کی ایک تاریخ اسی صنعت مین ہماری نظر سے گزری ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

مبارک ہو دولہن کی رونمائی	حبیب اللہ مسرت سے ہیں مخمور
ضیا نے عرض کی جلوہ کی تاریخ	مضاعف ہو گیا نور علی نور

نور علی نور کے اعداد ۶۲۲ ہیں جنکو مضاعف کرنے سے ۱۲۴۴ حاصل ہوتے ہیں اور یہی سنۂ مطلوب ہے ۔

رفعت حیدر آبادی کی ایک تاریخ بہی ہمنے اسی صنعت میں دیکہی ہر وہو ہذا

سرکار کو ملی ہے وکالت حضور کی	دربار شہ میں آپ کا رتبہ ہوا بلند
جب نذر دی تو شاہ نے تلوار کی عطا	ہاتف نے دی ندا کہ مراتب ہوئے دوچند

لفظ مراتب کے عدد ۶۴۳ کو دوچند کرنے سے سنہ مطلوب ۱۲۸۶ حاصل ہوتا ہے ۔

(۶) صنعت تناصف | مادۂ تاریخ کے اعداد کو ۲ پر تقسیم کرنے یا اونکی تنصیف سے سنۂ مطلوب حاصل ہونے کا نام صنعت تناصف ہے بعض استادوں نے تنصیف کا عمل کئی مدارج تک کیا ہے جیسا کہ حضرت ناسخ کی ایک تاریخ ذیل میں بیان ہوئی ہے ۔

الغرض اصول صنعت کو سمجھ لینے کے بعد اس میں مزید ندرت کا پیدا کرنا یا ایک تاریخ میں متعدد صنائع سے کام لینا طباع مورخ کا اختیاری عمل ہے ۔

صنعت تناصف کی ایک مثال ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں یہ تاریخ ہم نے حیدر آباد میں سنی ہے ۔ یہ بات تحقیق نہ ہو سکی کہ اس کے مورخ کون بزرگ ہیں وہو ہذا

جب کمان اتری تو سرداری رفو چکر ہوئی	جور بعد الکور کے معنی ہوئے سب پر عیاں
تاریخ نکر جا نگرا تاریخ کا ہیوگل بجا	گہٹ کر آدہے رہ گئے بخشی ذکا راللہ خان

بحشتی ذکاراللہ خان کے اعداد ۲۲۴۵ ہین جنکی تنصیف سے ۱۲۴۸ھ ہجری حاصل ہوتا ہے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

طبعزاد تاریخ مغفور

افتاد حکیم از مراتب	تاریخ بطرز نو رقم کن
از جاے حکیم ہشت برگیر	سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

ظاہر ہے کہ (ح) کے عدد (۸) ہین جب اس کی تنصیف ۳ بار کی گئی تو ۱۲۴۸ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔ اس تاریخ مین صنعت تناصف اور بسیط تکسّر دونون سے کام لیا گیا ہے اور بلحاظ صنائع متعدد ہ اسکو مجمع الصنائع کہہ سکتے ہین۔

چوتھے مصرع مین مرتبہ کا لفظ معنی خیز ہے یعنی ترتیب کے لغوی معنی یکے بعد دیگرے لانیکے ہین اور اصطلاح جمل مین مرتبہ اوس مقام کا نام ہے جو ایک سطر مین ایک عدد کے بعد دوسرے عدد کو حاصل ہو پس تناصف سہ گانہ کے حاصل کو ایک ہی سطر مین لکھنے کے لئے یہ لفظ اشارہ کرتا ہے۔ اور مرتبہ کے دوسرے معنی بھی اس مصرع مین بیکار نہین ہین۔ ہماری راے مین اس صنعت کو صنعت تناصفِ مرتب کہنا چاہیے جس مین یہ تخصیص ہے کہ نصف حاصلہ کو ترتیب کے ساتھ ایک سطر مین لکھتے ہین۔ اور صنعت تناصف کی عام تعریف کے مقابلہ مین اسکو خصوصیت ہے۔

(۷) صنعت تضارب | صنعت تضارب وہ صنعت ہے کہ ایک حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد کو دوسرے حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد مین ضرب دینے سے

سنۂ مطلوب حاصل ہو۔ کہا گیا ہے کہ یہ صنعت عجمیون کی ایجاد ہے۔
تاریخ ذیل اقبال استر آبادی سے منسوب ہے جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

فیاض زمانہ از زمین شد	تا رست جہان بماتم او
اقبال بصنعت تضارب	چار آہ کشید در غم او

لفظ چار کے عدد ۲۰۴ ہین جن کو عدد آہ ۶ مین ضرب دینے سے ۱۲۲۴ حاصل ہوتے ہین اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

بعض استادان ہند نے لفظ مطلوب کے اعداد کو ایک خاص ہندسہ مین ضرب دینے کا حکم دیا ہے اور ایسی تاریخ بھی من وجہ اسی صنعت مین داخل ہوسکتی ہے جیسا کہ داغ دہلوی نے طوبیٰ آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخرالدین ولیعہد بہادر گورگان کی تاریخ لکھی ہے۔ وہو ہذا۔

غم فتح ملک سلطان چہ بلای جان دل شد	رہِ ش مقام جنت ز کرم کریم عفا
چو ز داغ سال رحلت دل دردمند پرسید	بکشید آہ حسرت دو صد و دو وازدہ با

اس تاریخ مین استاد نے صرف لفظ آہ کے اعداد (۶) کو ۲۱۲ مین ضرب دیا ہے جس کا حاصل مساوی ہے سال مطلوب ۱۲۷۲ کا۔

ہماری رائے مین الفاظ مصرع چہارم اس کے متقاضی ہین کہ (آہِ حسرت) کے اعداد تاریخ مین محسوب ہون۔ لیکن شمار تاریخ مین صرف (آہ) کے عدد محسوب ہوئے ہین اور یہ نازک بات شائقین فن جمل کو ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے۔

(۸) صنعت اعجام | اعجام زبان عربی کا لفظ ہے جس کے مرادی معنی نقطہ دار حروف سے کام لینے کے ہین۔ صنعت اعجام فن جمل مین اوس مادۂ تاریخ کا نام ہے

جس میں یا تو صرف حروف معجمہ میں لکھا جائے یا مہملہ کو چھوڑ کر صرف معجمہ سے تاریخ حاصل کی جائے قطعات تواریخ ذیل صورت آخرہ کی مثال ہیں ۔

تاریخ فوت شاعر فوقیا نام از جناب باقر گیلانی در صنعت اعجام

سال تاریخ گفت گیلانی		بود در خلق فوقیا فائق

ب ۔ خ ۔ ق ۔ ن ۔ ق ۔ ی ۔ ف ۔ ی ۔ ق ۔ کے اعداد سے ۱۸۰۲ حاصل ہوتا ہے

تاریخ تعمیر بیت العزای اہل بیت اطہر طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر ۔ اوج ۔ لکھنوی

ساخت چون ناموس آغا حسید جنت مکان		این معلی بارگاہ بادشاہ کربلا
حرف منقوطی شمردہ اوج تاریخش نوشت		شد بنا بیت العزاے اہل بیت مصطفیٰ

حروف معجمہ ۔ ش ۔ ب ۔ ن ۔ ب ۔ ی ۔ ت ۔ ز ۔ ی ۔ ب ۔ ی ۔ ت ۔ ف
سے سنہ سال مطلوب ۱۲۸۳ حاصل ہوتا ہے ۔

(۹۱) صنعت اِہمال | حروف مہملہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت اِہمال کہتے ہیں اس صنعت کو مورخین نے دو طرح پر استعمال کیا ہے ۔ بعض نے مادۂ تاریخ کو تمام حروف مہملہ سے لکھا ہے ۔ اور بعض نے مادہ سے صرف حروف مہملہ کو محسوب کرکے تاریخ حاصل کی ہے ۔

تاریخ ذیل جناب عنایت حسین بلگرامی کی طبعزاد ہے جو جمل صغیر و سیط میں لکھی گئی ہے ۔ اور مادہ تاریخ کا سالم مصرع صنعت اِہمال کی پہلی قسم میں ہے

خدیو داد گر سلطان عالم ظل سبحانی		چو از فضل الٰہی یافت اکنون صحّت کامل
سنینش در قطعہ بے نقط اند مصرع آخر		بخوان در بیّنات و در زبر بے پیش و کم ازین
یکے در بیّنات آمد دگر سنہ در زبر پیدا		بطرز سہل آوردم بنظم این صنعت مشکل

کسے گر زین نمط شعری تواند گفت سلم اللہ	بشاگردی و خط سید ہم ای خسرو عادل
سحرگاہم دعا الحمد للہ کارگر آمد	که آمد سرو دنیا اسلام را آرام دل داخل
معما در مصرع مدح ملک اعداد سال آمد	سرو سردارد هر اهل کمال و مالک عادل ۱۲۶۹

(۱) مصرع آخرین کے زبر مین بھی ۱۲۶۹ موجود ہے اور بینات سے بھی ۱۲۶۹ حاصل ہوتا ہے۔ جس کی صراحت ہم نے نقشہ ذیل مین کی ہے۔

زبر	س	ر	و	س	ر	د	ا	ر	د
اعداد	۶۰	۲۰۰	۶	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰	۴
بیّنات	ین	ا	او	ین	ا	ال	لف	ا	ال
اعداد	۶۰	۱	۷	۶۰	۱	۳۱	۱۱۰	۱	۳۱

زبر	ه	ر	ا	ه	ل	ک	م	ا	ل
اعداد	۵	۲۰۰	۱	۵۰	۳۰	۲۰	۴۰	۱	۳۰
بیّنات	ا	ا	لف	ا	ام	اف	یم	لف	ام
اعداد	۱	۱	۱۱۰	۱	۴۱	۸۱	۵۰	۱۱۰	۴۱

زبر	و	م	ا	ل	ک	ع	ا	د	ل
اعداد	۶	۴۰	۱	۳۰	۲۰	۷۰	۱	۴	۳۰
بیّنات	او	یم	لف	ام	اف	ین	لف	ال	ام
اعداد	۷	۵۰	۱۱۰	۴۱	۸۱	۶۰	۱۱۰	۳۱	۴۱

میزان حروف زبر ۱۲۶۹	میزان حروف بینات ۱۲۶۹

تاریخ ذیل جناب مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی کی طبعزاد ہے جو کسی بزرگ کی جلت پر
بصنعت اہمال قسم دوم مین لکھی گئی ۔

گفتم بحروف مہملہ سال		در قصر ارم ہمو و آرام ۱۲۱	

(۱۰) صنعت مسروری وملفوظی ومکتوبی | صنعت مسروری وہ صنعت ہے جو
صرف حروف مسروری کے شمار کرنے سے مادۂ تاریخ پیدا کرے ۔
حروف مسروری بقول صاحب ہفت قلزم ۔ ب ۔ ت ۔ ث ۔ ح ۔ خ ۔ ر ۔ ز
ط ۔ ظ ۔ ف ۔ ھ ۔ ی ۔ ہین ۔ جن کے تلفظ مین صرف حرف الف اون کے
ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح ۔ ا ۔ ج ۔ د ۔ ذ ۔ س ۔ ش ۔ ص ۔ ض
ع ۔ غ ۔ ق ۔ ک ۔ ل ۔ کا نام حروف ملفوظی ہے ۔ اور م ۔ ن ۔ و ۔ کو
صاحب ہفت قلزم نے مکتوبی نام رکھا ہے ۔ پس اگر مادۂ تاریخ صرف
حروف ملفوظی یا مکتوبی مین لکھا جائے تو اس کو صنعت ملفوظی یا مکتوبی کہتے ہین
ایک شادی کی تقریب پر ہم نے تاریخ ذیل صنعت مسروری مین لکھی ہے جو ہدیۂ
ناظرین کی جاتی ہے ۔

در صنعت مسروری گفتم سنۂ شادی		خورشید فلک زا شید مسعود قران ماہ ۱۲۹۵ھ	

مصرع آخر سے ہم نے صرف ۔ خ ۔ ر ۔ ی ۔ ف ۔ ز ۔ ر ۔ ہ ۔ کو محسوب
کیا ہے ۔ اور اس مصرع مین حروف مسروری یہی ہین ۔

(۱۱) صنعت تحریک | صنعت تحریک وہ صنعت ہے کہ مادۂ تاریخ کے صرف حروف متحرکہ
کے عدد شمار کیے جاوین اور ساکن حروف کو چھوڑ دین ۔ جیسا کہ ہندوستان کے
جناب تمیز شاگرد مرزا جلال نے ایک تصنیف کی تاریخ لکھی ہے ۔

میرے استاد نے حقیقت میں	یہ رسالہ لکھا عجیب و غریب
فکر تاریخ اے تمیز جو کی	مادّہ مل گیا عجیب و غریب
متحرک حروف کو جو لیا	ہوئی تاریخ کیا عجیب و غریب ۱۲۹۳ھ

مورخ نے اس مادّہ تاریخ سے صرف ۔ ک ۔ ع ۔ ج ۔ غ ۔ ر ۔ کو محسوب کیا ہے ۔ ہماری رائے میں واو بھی محسوب ہونا تھا اس لئے کہ اس کا شمار اس مصرع میں حروف متحرکہ میں ہوگا نہ ساکنہ میں ۔ صاحب افادہ تاریخی نے بھی اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے ۔ اس کے موجد اور مخترع غالباً اہل ہند ہیں ۔

(۱۲) صنعت تسکین | صنعت تسکین ۔ صنعت ماضیہ کا عکس ہے یعنی صرف حروف ساکنہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت تسکین کہتے ہیں ۔ ہماری رائے میں غالباً یہ صنعت بھی طبّاع مورّخین ہند کی ایجاد ہے ۔ کلام عرب و عجم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملی ۔ ایک مورّخ دکن نے اس صنعت میں کیا خوب تاریخ لکھی ہے ۔

جہان سے چلا ۔ بندۂ نیک ذات	کرم اس پہ کر اے غفور الرّحیم
ملی حرف ساکن سے تاریخ فوت	خدا بخش کو بخشدے اے کریم ۱۸۷۷ء

اس مادۂ تاریخ میں جو سنہ عیسوی میں لکھا گیا ہے صرف حروف ساکنہ یعنی ا ۔ خ ۔ ش ۔ و ۔ خ ۔ ش ۔ ی ۔ ی ۔ م ۔ کے عدد محسوب ہوئے ہیں جو مساوی ہیں ۱۸۷۷ء عیسوی کے ۔ (افادہ) ہماری رائے میں اس بات کا اظہار مصرع سوم میں ضروری تھا کہ یہ تاریخ سنہ عیسوی میں لکھی گئی ہے ۔

مادۂ تاریخ حروف ساکن سے حاصل ہوتا ہے مورّخ نے حرف ساکن کا اشارہ کیا ہے ۔ ہم کہیں کہیں اس قسم کے نوٹس بطور (افادہ) صرف اس لئے کر رہے ہیں

کہ طالبین وشائقین فن کو بیراہی نہ ہونے پائے اور امثلہ پیش شدہ کی سند پڑھ
اپنے کلام مین غلطی کرنے نہ پاوین۔ ہمکو ہرگز حرف گیری مقصود نہین ہے۔

(۱۴) صنعت مفردہ و مرکبہ صنعت مفردہ وہ صنعت ہے جو صرف مفرد حروف سے
تاریخ حاصل کرتی ہے۔ اسی کو صنعت منفصل بھی کہتے ہین۔ اور صنعت مرکبہ وہ
جو حروف مرکبہ سے تاریخ پیدا کرے جس کو اہل جمل نے صنعت متصل بھی کہا ہے
اس کے موجد مورخین عجم ہین۔ مولانا وحشی یزدی نے مثنوی ناظر و منظور کی تاریخ
ایک مصرع مین چار صنائع سے حاصل کی ہے۔ و ہو ہذا۔

کتاب ناظر و منظور ہین کہ ہر بیتش	ز آسمان کمال ست آیتے منزل
چو در سن دولت و اقبال میرسد بنظام	ازین کتاب کہ در بے مثالیست مثل
سزد کہ از پی تاریخ نظم وے گویم	دہی نظام در درج درس درج دول ۹۶۶
گرہ کشائے خیالم ز مصرعے کہ گزشت	چہار عقدۂ تاریخ مے کند منحل
یکے ز جملہ حروفے کہ داخل نقط ست	دوم از انچہ درو نیست نقطہ را مدخل
سوم ازان کلماتے کہ واصل اند بہم	چہارم آنکہ در آیند عکس آن بعمل

منقوطہ حروف مادۂ تاریخ ہین ی ن ظ ج ج ہین ان کے اعداد
۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۳ + ۳ مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے
غیر منقوطہ حروف د ہ ا م د ر د ر د ر س د ر د و ل
ہین ان کے اعداد کا مجموعہ ۴ + ۵ + ۱ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴
+ ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہے ۹۶۶ کا
اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

حروف متّصلہ یعنی مرکّبہ کے الفاظ (ہے - نظا) سے - ہ - ی - ن
ظ - ا - حاصل ہوتے ہین جن کے اعداد - ۵ + ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۱
مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے -

حروف منفصلہ یعنی مفردہ د - م - د - ر - د - ر - ج - د - ر - س - د
ر - ج - د - و - ل - کے اعداد ۴ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰
+ ۳ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۳ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہین
۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے -

یہ بے بہا تاریخ نہ صرف اس خاص صنعت کی مثال ہے بلکہ صنائع گزشتہ سے صنعت نمبر ۸ - اعجام اور صنعت نمبر ۹ - اہمال کی بھی مثال ہے اور نیز اس کو مجمع الصنائع کی بھی تمثیل خیال کرنا چاہیے جس کا بیان آگے آویگا

(۱۴) صنعت تعریب | صاحب ملخص تسلیم نے اسکا ذکر کیا ہے یہ وہ صنعت ہے کہ مادّۂ تاریخ کے کل الفاظ مین اتّحاد اعراب کی پابندی کی جاوے یعنی یا تو مادّہ کے کل الفاظ مفتوح ہون یا مکسور یا مضموم - ہماری راے مین یہ بھی ممکن ہے کہ شعر یا اشعار سے صرف مفتوح الفاظ لین جن سے تاریخ نکلے یا صرف مکسور و مضموم الفاظ ہی سے تاریخ حاصل کی جاوے -

ایک بزرگ نے اس صنعت مین خود اپنے دیوان کی تاریخین لکھی ہین جن کو ہم نے ملخص تسلیم سے نقل کیا ہے -

جو سلطان مطابع کا ہے جب وہان سے	یہ دیوان سارا ہمارا چھپ آیا
برآیا بھلا الغرض ہے یہ جیسا	جگر کا لہو دل کا پیارا چھپ آیا

خطا اپنی اور سہو کاتب کا جو تھا	گوارا و یا ناگوارا چھپ آیا
مناسب یہ جانا کہ تاریخ لکھوں	لبوں کا محب دل کا پیارا چھپ آیا
قبول اس کی تاریخ پر فتح کر کے	خطا کار کا قول سارا چھپ آیا ۱۲۷۲ھ

ولہ تاریخ دیگر بقید کسرہ

صد شکر کہ دیوان یہ مطبوع ہوا	تعجیل ہوئی لگی نہ کچھ اسمین دیر
ہر بیت محب کی خانۂ دل مین بسی	ہر مصرع ہو گیا عدو کو شمشیر
ہاتف نے ندا یہ دی کہ تاریخ تو لکھہ	صنعت کی طرف توسنِ خامہ کو پھیر
جب غیب سے یہ حکم ہوا مجھہ کو قبول	چاہا حرکت نہ آسے کوئی جز زیر
ناگاہ میرے سینہ سے آئی آواز	دل کی اقلیم کسرنے کی شعر سے زیر ۱۲۷۲ھ

ولہ تاریخ دیگر بقید ضمہ

این نظم شیرین آنقدر شد روبرو لیش شہد شور	روشن نگاہ دوستان چشم حسودان باد کور
ہر کس کہ چشید شیرینیش مشہور گردد شہد خور	در قید ضمہ سال ہین از حسن و لطفش زور و شور ۱۲۷۲

تاریخ سوم کے عدد ۹۵۶ حاصل ہوتے ہین۔ ہم خیال کرتے ہین کہ شاید غلطی کتابت کی وجہ سے کوئی لفظ غلط چھپا ہو۔

(افادہ) تاریخ دوم وزن رباعی پر ہے جس مین متاخرین اور متقدمین نے چار مصرعون سے زائد لکھنا پسند نہین فرمایا اور قواعد عروض کی رو سے پہلے مصرع مین قافیہ ہونا شرط ہے۔

(۱۵) صنعت ازدواج | صنعت ازدواج وہ صنعت ہے جس مین ایک شعر کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لین اور اسی شعر یا دوسرے شعر کے پہلے یا دوسرے

مصرع کے سے حروف مہملہ لین اور دونون کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل کرین۔ یا

انہین دونون مصرعہاے متذکرہ بالا سے حروف مفردہ و مرکبہ لیکر اون کے اعداد سے تاریخ نکالین۔ یا

انہین دونون مصرعہاے متذکرۂ صدر سے حروف ساکنہ و متحرکہ یا حروف مسروری و ملفوظی یا حروف ملفوظی و مکتوبی یا حروف مسروری و مکتوبی لے کر اونکے اعداد سے تاریخ نکالین۔

اس صنعت کے موجد موّرخین عجم ہین۔ بابر بادشاہ کی وفات کی تاریخ سنجر اصفہانی نے لکھی ہے جس مین صنعت ترصیع کے سوا (جس کا بیان آگے آوے گا) صنعت ازدواج اور اعجام اور اہمال بہی ہے اور اسی تاریخ کو مجمع الصنائع بہی کہہ سکتے ہین۔ وہو ہذا

بادشاہ دہر بابر کمال عدل بود	واقف احسان عالم مصدر لطف الٰہ
۹۳۷ھ	۹۳۷ھ
سال جان او گزیدن جا بفردوسش بگوے	جاے فردوس آید بگزید بابر بادشاہ
۹۳۷ھ	۹۳۷ھ

اس قطعۂ تاریخ مین (۱) تو صنعت ترصیع ہے یعنی ہر مصرع کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے مصرع اول سے حروف مہملہ لئے جاوین اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف معجمہ تو دونون کے مجموعۂ اعداد سے بصنعت

جس کا بیان بضمن بیان (بسط) آوے گا۔
اس تاریخی مصرع مین (آلہی بخش) کا نام عَلَم کی حیثیت سے نہین مستعمل ہوا ہے
بلکہ اجزاء عَلَم اپنے خاص معنون مین مستعمل ہین۔
ہم نے بہی اس صنعت مین اپنے دوست میر قربان حسین مغفور کی رحلت پر
ایک تاریخ لکہی ہے جسکو ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

یوم عاشورہ ز دنیا شد روان		مؤمن ذاکر ثنا خوان حسین
گفت تاریخش ولاے دردمند		نعمتِ جان کرد قربان حسین ۱۳۱۹ء

اسی صنعت کی ایک تاریخ (محمد کالے) نام ایک شخص کی شہادت کے متعلق
بنگلور مین لکہی گئی ہے جس کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔

فانی سے ہوا باقی کو روان موت ایسی بہلا ملتی ہے کہان		
	اسنے تو حیات ابد پائی ہے راہ خدا مین جان دے کر	
تاریخ شہادت عیسائیؑ عیسیٰ سے سنا روح اللہ نے		
	بستان بہشت مین جا پہنچا وہ نام محمد کالے کر ۱۸۹۶ء	

(۱۸) صنعت ترصیع

ترصیع زبان عربی کا لفظ ہے بقول صاحب منتہی الارب
بمعنی درنشاندن جواہر در چیزے و اندازہ کردن ویافتن و بترتیب نیک درست
درنشاندن چیزے وشادمانی وخوشدل کردن وسخن را بخش بخش کردن و ہر کلمہ
بمقابلہ خود در وزن و روی یکسان۔ اصطلاح اہل جمل مین صنعت ترصیع اوس
صنعت کا نام ہے جو ایک قطعہ یا قصیدے یا مرثیے یا عبارت وغیرہ کے ہر رکن یا ہر
مصرع یا جملہ سے ایک ہی سنہ یا مختلف سنین کے اعداد پیدا کرے۔

اکثر محققین و استادان جمل نے اس صنعت مین تاریخین لکھی ہین ۔
یہ صنعت متاخرین عجم کے اختراعات سے ہے ۔ باقر گیلانی ۔ سنجر طہرانی ۔ ذکی مراد آبادی ۔ قدر بلگرامی ۔ منعمی حیدر آبادی ۔ وغیرہم نے اکثر تاریخین اس صنعت مین لکھی ہین اور ہم نے بھی اون کی زلہ ربائی کی ہے ۔ خاتمہ کتاب کے دوسرے حصہ مین اس صنعت کی متعدد مثالین موجود ہین ۔ بنا بر علیہ ہم نے اس موقع پر مع مثال ذکر کی ضرورت نہین سمجھی ۔

(۱۹) صنعت ذو تاریخین | یہ وہ صنعت ہے جو ایک مادّہ سے دو تاریخین پیدا کرے
بعض نکتہ پروروں نے ذو تاریخی ایک مصرع کو صنعت ذو تاریخین کہا ہے جیسے دو بھائیون کی موت کی تاریخ (جنہون نے دو سنون مین رحلت کی) کسی استاد نے لکھی ہے ۔ (ع) داغ جگر آن و این بود داغ دگر تو
۱۲۲۸ ۱۲۲۹

لیکن ہم کو اس سے اتفاق نہین ہے ۔ اس مصرع کو مصرع ذو تاریخین کہنا تو غلط نہین ہے ۔ لیکن صنعت ذو تاریخین مین یہ داخل نہین ہے جس مین ایک ہی مادّہ سے دو مختلف تاریخون کا نکلنا شرط ہے ۔ جیسا کہ پنڈت بچھا تہہ مالک مطبع ثمر ہند نے کلیات منیر کے طبع کا ایک تاریخی دُہرہ لکھا ہے جس مین دہری تاریخ بھی ہے ۔ و ہو ہذا

۱۸۶۹	
بت سر رس کن گرہ شش رس نو رت شت دِ آ	دِگ کلیات منیر شر ۔ رہت شتر مین ہار
۱۲۹۶ ہجری ۱۹۳۶ سمت	۱۲۸۵ ف ۱۸۰۱ ساکی
ہوت علیسوی تت مین ہجری پانچوان اکت	سن فصلی ساکی بہرت سر دوا دس جگت

(ترجمہ)

اطراف دنیا مین منیر کا کلام مثل تیر کے پہنچگیا۔ اور اس سے کل دشمنون کا دل چھوٹ گیا
یعنی وہ من ہار گئے۔ یہ بات سمت ۱۹۳۶ - ۱۲۹۶ ہجری مین واقع ہوئی۔
سنہ فصلی اور سا کی نکلتا ہے اور دو اہن کے ۱۲ عدد ملنے سے عیسوی
سنہ اور پانچوان سنہ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

(شرح تاریخ)

دل کلیات منیر شر کے اعداد جمل سے ۱۲۸۵ فصلی حاصل ہوتا ہے۔ رہت شتر
من ہار کے اعداد جمل سے ساکی سال ۱۸۰۷ نکلتا ہے۔ بت سر رس گن گرہ ششن
مین بت سر سمت کے معنون مین ہے اور بموجب قاعدہ جمل سنسکرت یعنی
جمل لفظی رس کے عدد (۶) ہین اور گن کے عدد (۳) اور گرہ کے عدد (۹)
اور ششن یعنی چاند کا عدد (۱) جس کا مجموعہ بقاعدہ صنعت مقطعات ترتیبی
۱۹۳۶ ہے یعنی سنہ سمت اور پھر اسی عبارت بت سر رس گن گرہ ششن
کے اعداد حروف بحساب جمل حرفی جمع کرین تو اس سے ۱۸۶۷ حاصل ہوتے ہین
اور مصرع سوم کی ہدایت کے لحاظ سے دو اہن کے ۱۲ عدد کا تدخلہ اس مین کرین
تو ۱۸۷۹ عیسوی سنہ حاصل ہوتا ہے یعنی یہ فقرہ صنعت ذوتاریخین مین لکھا گیا ہے
رس نو رب شت وہار مین بموجب قاعدہ جمل لفظی مروجہ سنسکرت رس کے عدد
۶ ہین اور نو سے نون گرہ۔ رب بمعنی سورج جس کے بارہ راس ہین اور
شت بمعنی سو۔ پس رب شت کے معنی ۱۲ سو ہین صنعت مقطعات ترتیبی سے
۱۲۹۶ ہجری حاصل ہوتا ہے۔ لفظ وہار برائے بیت ہے۔
ہم نے اس کتاب کی تاریخ بھی اسی صنعت ذوتاریخین مین لکھی ہے جو یہی

موقعیہ ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

شد پایۂ این کتاب درخلق بلند	قدرش ز اندازۂ خیالم دہ چند
یک مصرع سال او دو تاریخ آورد	شد طبع غرائب الجمل ملک پسند

سالم مصرع مین سنہ عیسوی ۱۹۰۸ ہے۔ اور صرف غرائب الجمل مین سنہ فصلی ۱۳۱۷۔

(۲۰) صنعت مراتب ۔ مراتب اعداد سے تاریخ کو مخصوص کرنے کا نام صنعت مراتب ہے یعنی صرف احاد یا صرف عشرات یا صرف مآت یا صرف الوف سے تاریخ حاصل کرین سنہ ۱۳۲۰ ہجری کے سالگرۂ مبارک مین کسی حیدرآبادی مؤرخ نے ایک تاریخی قطعہ لکہا تہا جس مین اسی صنعت کا استعمال ہوا ہے یعنی صرف مآت سے تاریخ حاصل کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے۔

پہر آج جشن سالگرہ ہے حضور کا	کل جس طرح تہی دہوم زمانے مین پار سال
سنتے ہین سیکڑون کی زبان سے یہی دعا	قائم ہمارے سر پہ رہو تم ہزار سال

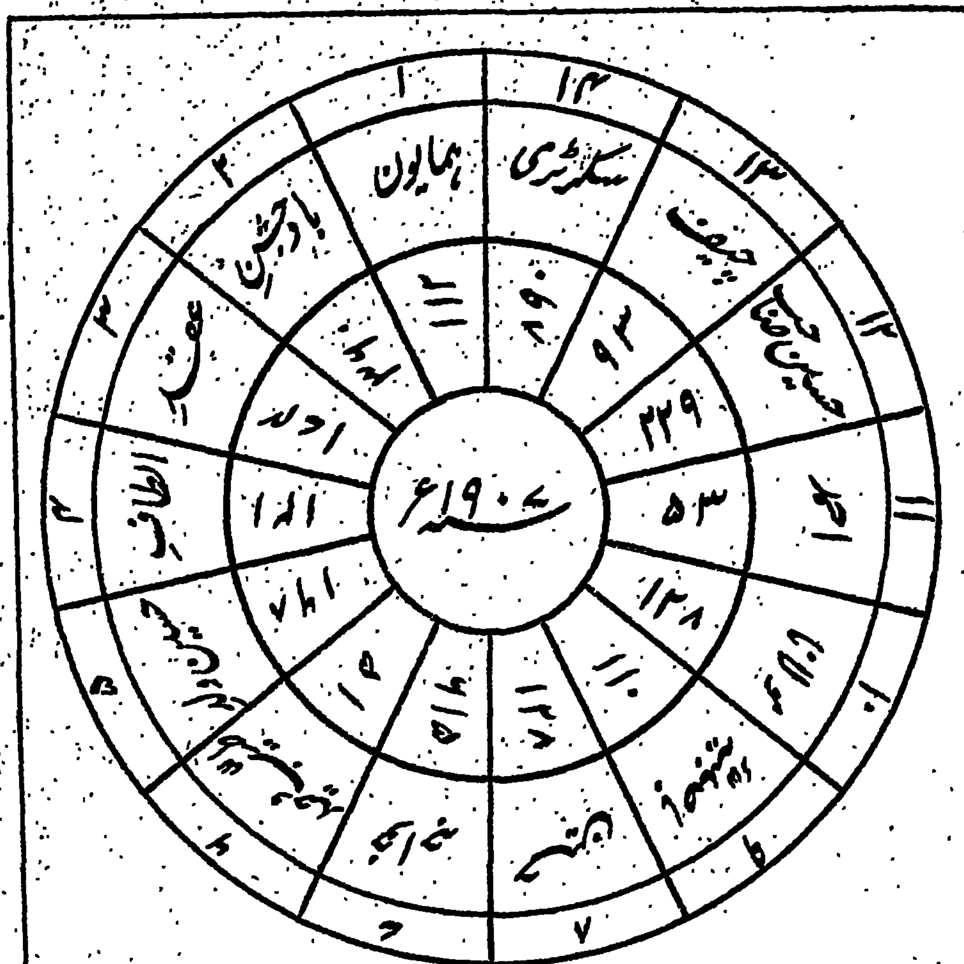
(افادہ) مؤرخ نے سیکڑون سے مآت کا اشارہ تو کردیا ہے لیکن تاریخی اشارہ صراحت کے ساتہ نہین ہے۔ محتاط مؤرخین کو ہمیشہ اس بات کا لحاظ رہنا چاہیئے کہ مصرع ثالث مین بالضرور کوئی ایسا اشارہ کیا کرین جس سے معلوم ہوسکے کہ یہ تاریخ ہے۔ بادی النظر مین یہ قطعہ صرف دعائیہ معلوم ہوتا ہے۔

(۲۱) صنعت دائرہ ۔ صنعت دائرہ ایک عجیب صنعت ہے جس سے بیشمار تاریخین نکلتی ہین دائرہ مین چودہ خانے ہوتے ہین اور ہر ایک خانہ مین ایک لفظ اور ہر لفظ کے ذیلی خانہ مین اوس کا عدد لکہا جاتا ہے۔ ان خانون سے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا

اور کوئی ایک ایسا عدد دل مین فرض کیا جاے جو ۱۔۱۴۔اور ۱۴ کے اضعاف (پہاڑون)
اور نیز ۱۵۔کے سوا ہو۔ بعدازآن عدد مفروض کو دیکہا جاے اگر وہ طاق ہے تو
اوسی خانۂ مبدأ سے جس کو آپ نے تجویز کیا ہے عدد مفروض کے موافق شمار کیا جاے
اور جس خانے پر شمار ختم ہو اوس کے مندرجہ اعداد کو ایک کاغذ پر لکہہ لیا جاے اور
پہر اسی خانہ کو ملا کر عدد مفروضہ کے مطابق شمار کیا جاے پہر جس خانہ پر شمار
ختم ہو اس کے اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکہہ لیا جاے اسی طرح شمار اوس وقت
تک جاری رکہا جاے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبدأ پر نہ ہو۔ پہر اون اعداد
کو جو جداگانہ کاغذ پر لکہے گئے ہین جمع کر لیا جاے تو اونکا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا
اگر عدد مفروضہ جفت ہو تو خانۂ مبدأ سے شمار کا آغاز کرنا چاہیئے اور جس خانہ پر
شمار ختم ہو اوس کے عدد کو ایک جدا کاغذ پر لکہہ لینا چاہیئے اور پہر اوسکے مابعد
کے خانہ سے شمار کرنا چاہیئے اور عدد حاصلہ کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکہنا چاہیئے
اور پہر شمار کا آغاز اوس کے مابعد کے خانہ سے ہونا چاہیئے یہی سلسلہ اوس وقت
تک جاری رہے گا جب تک کہ سلسلۂ شمار کا اختتام خانہ مبدأ کے ماقبل پر ہو
پس میزان اعداد مذکور سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

ہمارے مہربان جناب منشی فاضل۔ و مولوی فاضل محمد یحییٰ قاصد تخلص نے
بتقریب عقد نکاح صاحبزادی جناب مولوی احمد حسین ایم اے۔ بی ایل (معتمد
سرکار نظام دام اقبالہم وچیف سکرٹری سرکار عالی) ایک تاریخ اسی صنعت مین
لکہی ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

وہو ہذا



اس دائرہ سے تاریخ حاصل کرنے کے لئے ہم نے ایک عدد فرض کر لیا اور وہ (۵) ہے (ظاہر ہے کہ یہ عدد اون مستثنیات سے سوا ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے)

پھر اس دائرہ کے خانون سے ہم نے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا اور وہ خانہ ۱۴ ہے۔

بدین وجہ کہ ہمارا مفروضہ عدد (۵) طاق ہے ہم نے اسی خانہ ۱۴ سے شمار کا آغاز کیا اور پانچ کا شمار خانۂ ۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۱۲۱ ہین۔ ان اعداد کو

ہم نے ایک جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا ۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۸ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۱۲۸ ہین جن کو جدا کاغذ پر لکھہ لیا ۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۸ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۲۲۹ ہین جن کو ہم نے جدا کاغذ پر لکھہ لیا ۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۱۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۲ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۳۶۰ کو ہم نے اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا ۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۶ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۵۱ ہین اور ان اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا ۔
پہر شمار کا آغاز خانۂ ۶ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۱۰ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۱۲۸ ہین ان اعداد کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھہ لیا ۔
پہر شمار کا آغاز اسی خانۂ ۱۰ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۱۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۸۹۰ ہین پس ان اعداد کو کاغذ جداگانہ پر لکھہ لیا ۔
اب آیندہ شمار کی ضرورت نہین ہے اس لئے کہ شمار کا اختتام اسی خانۂ ۱۴ پر ہوا ہے جس سے ہم نے آغاز شمار کیا تہا اور یہی ہمارا مبدأ ہے اب ہم نے اون اعداد کی میزان دی جو جدا کاغذ پر لکھے گئے ہین وہی نندہ
۱۲۱ + ۱۲۸ + ۲۲۹ + ۳۶۰ + ۵۱ + ۱۲۸ + ۸۹۰ = ۱۹۰۷
اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔
مخفی نرہے کہ عدد مفروضہ کے طاق اور جفت مین یہ فرق ہے کہ طاق کی

گنتی کے آغاز میں خانہ منتہی کو بھی محسوب کیا جاتا ہے۔ اور جفت کی گنتی میں خانہ منتہی کے مابعد سے شمار ہوتا ہے۔

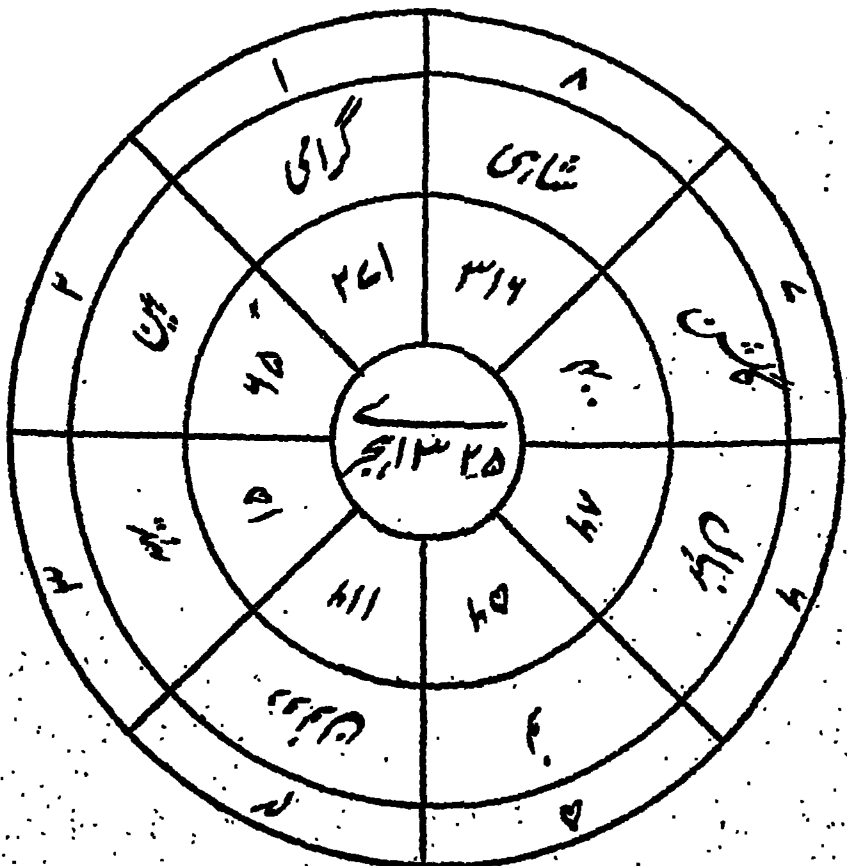
شائقین فن جمل کو معلوم کرنا چاہیے کہ صنعت دائرہ دو ایسے مادہ ہائے تاریخ پر مبنی ہوتی ہے جن میں سے ہر ایک مادہ کے ۷ جزو ہوں پھر دونوں مادوں کے ۱۴ اجزا سے دائرہ کی خانہ پری اس طرح کرنی چاہیے کہ مادۂ اول کا پہلا جزو ایک خانہ میں لکھنے کے بعد مادۂ دوم کا پہلا جزو دوسرے خانہ میں لکھیں پھر مادۂ اول کا دوسرا جزو تیسرے خانہ میں اور مادۂ دوم کا دوسرا جزو چوتھے خانہ میں پھر مادۂ اول کا تیسرا جزو پانچویں خانہ میں اور مادۂ دوم کا تیسرا جزو چھٹے خانہ میں یہی دور تسلسل آخر تک قائم رکھا جائے۔

ملاحظہ ہو کہ دائرہ تمثیلی کے خانہ ۱-۳-۵-۷-۹-۱۱-۱۳- کی میزان ۱۳۲۵ ہجری ہے اور اسی طرح خانہ ۲-۴-۶-۸-۱۰-۱۲-۱۴- کی میزان ۱۹۰۸ع پس معلوم ہوا کہ اس دائرہ کے مجموعی ۱۴ خانے دو مادۂ تاریخ پر مبنی ہیں ایک ہجری دوسرا عیسوی جن کو اس صنعت نے بے شمار تاریخوں کا ماخذ قرار دیا ہے جن میں سے بعض مادے عیسوی سنہ کے متعلق حاصل ہونگے اور بعض ہجری کی متعلق روشن خیال مورخ ایک دائرہ سے دو مختلف اقسام کی سنہ بھی پیدا کر سکتا ہے عیسوی اور ہجری ہی پر کچھ موقوف نہیں ہے اور ایک دائرہ میں متعدد صنائع سے کام لے سکتا ہے جو کہ اہل بصیرت اور روشن خیالوں کا حصہ ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ صرف ۸ خانوں کا ایک ایسا دائرہ بنایا جاوے جس کے آٹھوں خانوں میں (۸) اعداد ہوں جس کسی خانہ سے آپ چاہیں شمار اور سنہ

مطلوب حاصل کرین۔ اس دائرۂ مابعد الذکر کا نام استادانِ فن نے دائرۂ مثمنہ رکھا ہے اور اہل فن نے اس کو دائرۂ اول الذکر پر ترجیح دی ہے اس لئے کہ اسکے عمل مین حدد مفروضہ کے لئے کسی استثنار کی ضرورت نہین ہے جیساکہ دائرۂ اول الذکر مین ۱۴۱ وغیرہ کا استثنار شرط ہے۔

ہم نے اس دائرۂ مثمنہ مین شاہزادگان بلند اقبال حضرت آقائی ولی النعمت سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کی تاریخ ولادت لکھی ہر جس کے مادۂ تاریخ کا مصرع گرامی ہین یہ دونون نونہال گلشن شاہی ؎ اسی دائرہ مین تقسیم پاتا ہے اور قاعدۂ مقررہ سے بے شمار تاریخین اس سے حاصل ہوتی ہین۔



اس دائرہ سے کثیر تاریخون کے حاصل کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ایک عدد فرضی تسلیم کرو جو دو صورتون سے خالی نہ ہوگا یا تو طاق ہوگا یا جفت۔

پھر اسی دائرہ سے کسی ایک خانہ کو جس کو آپ کا جی چاہتے مبدأ قرار دو یعنی شمار اس خانۂ مبدأ سے شروع کرو۔

اگر عدد مفروضہ طاق ہے تو برعکس طریقہ دائرۂ اول الذکر شمار کا آغاز خانۂ مابعد (مبدأ) سے ہوگا۔

پس جس خانہ پر عدد مفروضہ کا شمار ختم ہوا اس خانہ کا عدد ایک کاغذ پر لکھ لو پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری کرو جس خانہ پر شمار ختم ہوا اوس کا عدد اسی کاغذ پر لکھتے جاؤ پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری رکھو۔ یہ دور تسلسل اوس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ شمار کی انتہا خانۂ ماقبل مبدأ پر نہ ہو۔ پھر اس کے بعد اون اعداد کو جو آپ الگ کاغذ پر لکھتے رہے ہین جمع کرو تو سال مطلوب حاصل ہوگا۔

اگر عدد مفروضہ جفت ہے تو شمار کا آغاز ہمیشہ اسی خانہ سے ہوگا جس خانہ پر شمار ختم ہوا ہے۔ اور یہ دور شمار اس وقت تک جاری رہیگا جب تک شمار کا اختتام خانۂ مبدأ پر نہ ہو۔

مثلاً ہم نے ایک فرضی عدد ۵ قرار دیا اور نقشۂ بالا سے خانۂ ۳ کو مبدأ تجویز کیا اور بدین وجہ کہ عدد مفروضہ طاق ہے شمار کا آغاز خانۂ مابعد مبدأ یعنی خانۂ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۸ پر ختم ہوا اور اس کے عدد (۲۱۶) محفوظ کئے گئے پھر اس کے مابعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانۂ ۵ پر قرار

پایا جس کے اعداد (۵۶) محفوظ کیئے ۔
پھر اس کے بعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانۂ ۲ پر جس کے اعداد (۶۵) محفوظ کیئے گئے ۔
پھر اس کے خانۂ ما بعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۷ پر جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کیئے گئے ۔
پھر اس کے خانۂ ما بعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۴ پر جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کیئے گئے ۔
پھر اس کے خانۂ ما بعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ (۱) پر جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کیئے گئے ۔
پھر اس کے خانۂ ما بعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۶ پر جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کیئے گئے ۔
پھر اس کے خانۂ ما بعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۳ پر جو مبدأ ہے اور اس کے اعداد (۱۵) محفوظ کیئے گئے ۔
اب شمار کی ضرورت نہین ہے اس لئے کہ مبدأ پر اختتام ہوا پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو ۳۱۶ + ۵۶ + ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ مساوی ہین ۱۳۲۵ کے اور یہی سنۂ مطلوب ہے ۔
اب ہم نے دوسرا عدد فرض کیا جو چھ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عدد جفت ہے اور مبدأ خانۂ ۵ کو قرار دیا اور حسب قاعدۂ متذکرۂ بالا اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو ۶ کا شمار خانۂ ۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد (۶۵) کو ہم نے محفوظ کیا ۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۷ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کیے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۴ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کیے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ (۱) پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۲۷) محفوظ کیے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۶ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کیے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۳ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۵) محفوظ کیے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۸ پر شمار ختم ہوا اور اس کے اعداد (۳۱۶) محفوظ کیے گئے۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز ہوا تو خانہ ۵ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۵۶) ہیں چونکہ شمار خانہ مبدا پر ختم ہوا لہذا اب شمار زائدہ کی ضرورت نہیں رہی پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۱۲۷ + ۸۶ + ۱۵ + ۳۱۶ + ۵۶ مساوی ہیں ۱۳۲۵ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اس دائرہ کی ترتیب جس پر ایک مصرع کے الفاظ کو تقسیم کیا گیا ہے محض مؤرخ کی روشنی طبیعت پر منحصر ہے کوئی خاص امر قابل بیان نہیں ہے۔ ایک تجربہ کار اور مشاق مؤرخ ان آٹھ الفاظ سے مادۂ تاریخ تجویز کر سکتا ہے جن سے یہ

مقصد حاصل ہو۔

فنِّ جمل اُستاد سے مستغنی نہیں ہے۔ ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ اگر فنِ جمل کو صرف زورِ طبیعت سے بذریعہ کتاب سمجھنا چاہو تو کامل مقصد حاصل نہ ہوگا اس لئے کہ استادانِ فن نے بعض صنائع کے بیان کرنے مین طرزِ بیان کو نہایت آسان اور سریع الفہم الفاظ مین نہین رکہا۔ اگرچہ ہمنے اپنی اس کتاب کی ہر ایک بحث مین حتی الامکان مربوط اور معمولی بول چال مین سمجہانے کی کوشش کی ہے تاہم بعض صنائع کی تعریف تفہیم اُستاد کی محتاج ہے۔ اگر ہمارے اس خیال کے برخلاف کوئی طبّاع اور روشن خیال شخص اوس کے سمجہنے مین بدون امداد اُستاد کامیاب ہوجائے تو وہ الا ماشاء اللہ کا مصداق ہوگا۔ صنعتِ دائرہ کے موجد طبّاعانِ عجم ہین۔

(۲۲) **صنعتِ مُعمّا** مُعمّا زبان عربی کا لفظ ہے۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ معمّا بمعنی پوشیدہ شدہ و کور و نابینا و بقول صاحب لطائف مکان پوشیدہ اصطلاح مین وہ رمز و ایما جو کہ طبع سلیم کو پسند ہو۔ بعض صاحبان مصطلحات نے لکہا ہے کہ معمّا اوس کلام کو کہتے ہین جو بطرزِ رمز و ایما ایک ایسے کلام پر دلالت کرے جو بطریق تشبیہ یا قلب ہو یا بحساب جمل۔ مُعمّائے جمل سے وہ صنعت مراد ہے جس مین معمّے کے ساتہ تاریخی مادّہ بہی ہو۔ جیسا کہ میر شمس الدین فقیر نے ایک شادی کی تاریخ لکہی ہے

تاریخ بقانونِ معمّا گفتم	خورشید قران یافتہ با ماہ تمام

ماہ سے بقاعدہ ترادف شہر مراد ہے اور ماہِ تمام ۳۰ دن کے مہینے کو کہتے ہین اور تیس کا ترجمۂ فارسی (سی) اور لفظِ سی کے اعداد جمل ۷۰ ہین پس ۷۰ کو اعداد

خورشید ۱۱۳۰ پر بڑہانے سے ۱۱۹۰ ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

بعض محققین نے لکہا ہے کہ مورخ کو صنعت معما سے احتراز کرنا اولےٰ ہے اس لئے کہ تاریخ کا اصلی مقصد معمےٰ کی بدولت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ جمل میں اس صنعت کے موجد یہی بزرگ ہیں جن کی تاریخ اوپر لکہی گئی۔

(۲۴) صنعت تکثیر یہ وہ صنعت ہے کہ جس کے ذریعہ سے مادۂ تاریخ کے ارکان بدلتے ہیں اور ۳۲۰ مادّے ایک ہی مصرع تاریخی سے حاصل ہوتے ہیں۔

مولانا عبدالجلیل بلگرامی نے بتقریب جلوس محمد شاہ غازی اسی صنعت میں تاریخ کہی اور قاعدہ کو بہی منظوم فرمایا ہے وہو ہذا۔

بحمد اللہ بہار آمد جہان سرسبز شد یکسر ۔۔۔ بتخت سلطنت بنشست شاہنشاہ دین پرور

محمد شاہ غازی بادشاہ کشور احسان ۔۔۔ بجاہی ہمچو جمشید و بشانے ہمچو اسکندر

وجودش آیۂ رحمت نگاہش مایۂ عزت ۔۔۔ بنامش زینتِ سکہ بذکرش رفعتِ منبر

بمیدان شجاعت دشمنان را تیغ سرافگن ۔۔۔ بدیوان عدالت تشنگان را موجۂ کوثر

من از بہر جلوسِ آن شہ اورنگ جم مسندی ۔۔۔ نوشتم مطلع پر نور ہمچون مطلع خاور

طلا افشان شد بہار خرمی زین مژدۂ رنگین ۔۔۔ بہر سو بلبل موزون ترنم تہنیت گستر

برآید چل ہزار و سہ صد ابیاتِ لطیف از وی ۔۔۔ برآن مجموع بست افزون کن و دریاب این مضمر

شہ عادل مہ کامل یم سائل جسم والا ۔۔۔ ۱۱۴۰ ۔۔۔ بدل دانا بید وانا بجود اولی بجد اولیٰ

ازین پیش از براۓ ہیچ شاہی اندرین صنعت ۔۔۔ برون ناورد غواصی ز بحر ے اینچنین گوہر ۳۶۲

کتب موجود یاران مورخ ہر ہمہ حاضر ۔۔۔ بدعوی گر عزیزی پیش آید وا کند دفتر

بود فال مبارک این ہمہ تکثیر اعداد ش
دعاے شاہ از عبدالجلیل و از ملک آمین
اگر خواہی کہ استخراج این اعداد دریابی
بود ترکیب این بیت طرب افزو ر شش ارکان
پس از رکن سوم نسبت بہر دو شش صو گردد
درین شش بار چون رکن چہارم را بضرب آری
برین منوال گر ارکان باقی را بما قبلش
چو تفصیل صور در دہ مجلد میتواند شد
اگر خواہی نخواہی ضبط تفصیل صور خواہی
کہ من این نسخۂ رنگین مرتب کردہ ام زین رو
الٰہی تا جہان باشد شہ ما کامران باشد

بطول عمر شاہِ دین پناہ و وسعت کشور
ہمیشہ باد روشن اختر شاہ جہان پرور
بہ برہان مے کنم خاطر نشین طبع دانشور
کہ در ارکان او ممکن بود تقدیم یکدیگر
کہ از ضرب سہ در دو بے تکلف شش بود ظاہر
برآید بست ابیات و چہار افزون بر و بنگر
بضرب آری این اعداد بیشک میشود منجر
ازین رو کردہ ام مجمل مطالب رہنمون پی بر
دبیر چند چابکدست آرد کاغذ و مسطر
نشانے تا بود باقی بعالم تا دم محشر
بتخت و تاج و عدل و داد و جود و بخشش افسر

اس صنعت کا بھید صرف ارکان کا وزن مساوی ہے جن کے اولٹ پھیر اور تقدیم و تاخیر سے وزن شعر مین نقصان نہ آئے اعداد ارکان مین کوئی خاص قاعدہ مقرر نہین ہے۔ اون کے اعداد جو کچھہ بھی ہون۔ تقدیم و تاخیر سے اصل مادہ مین کوئی نقصان پیدا نہ ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ عبدالجلیل بلگرامی پہلے شخص ہین جنھون نے اس صنعت مین تاریخ لکھی۔

(۲۴) **صنعت تنقیط** | صنعت تنقیط اوس عمل کا نام ہے کہ مندرجہ ذیل حروف مہملہ کو جو مادۂ تاریخ مین واقع ہون نقطہ دار فرض کرکے اون کے عدد محسوب کرین یعنی (ح) کو (خ) فرض کیا جائے اور (د) کو (ذ) (ر) کو (ز) (س) کو (ش) (ص) کو (ض)

(ط) کو (ظ)۔ (ع) کو (غ)۔

جس مصرع یا فقرہ یا لفظ کو مادّہ قرار دیا جاویگا اوس کے مجموعی حروف سے صرف حروف متذکرہ بالا کو صنعت تنقیط کے ساتھ حساب مین شمار کیا جاویگا اور باقی حروف حساب مین داخل نہ ہون گے۔ بعضون نے کہا ہے کہ باقی حروف بحال خود رہ کر داخل حساب ہون گے۔ اس اختلاف کا تصفیہ جبتک نہ ہولے اور جب تک ایک قاعدہ کے ہم پابند نہ ہو جاوین صنعت تنقیط پر عمل نہو سکے گا بدین وجہ کہ یکسوئی لازم ہے لہذا ہم صورت اوّل کے پابند ہین اگر دو عملی قائم رکھی جائے تو ہر مادّہ کے ذیل مین اس کی صراحت کرنی ہوگی کہ فلان طریقہ پر عمل ہوا ہے اور صرف صنعت تنقیط کا اشارہ کافی نہ سمجھا جائے گا اور صراحت کی احتیاج صنعت کو ناقص قرار دے گی بناءً علیہ ہماری رائے یہ ہے کہ شائقین جمل اس صنعت کی تعریف مین صورت اول الذکر کے پابند رہین۔

مندرجہ ذیل تاریخ اسی صنعت مین لکھی گئی ہے جو کسی دکھنی کی طبعزاد ہے تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

نوکری کھو کر ہے محتاط آپ	دشمنون نے آپ کو چوکس کیا
کر دکھایا ایک تنکے کو پہاڑ	ان حریفون نے تمھین بے بس کیا
جو ہوا قاصد تیری امداد کا	دیکھے جمل بیرنگ اُسنے واپس کیا
پھنس گیا آفت مین بے چارہ غریب	گھر گیا حملون مین اور بس بس کیا
صنعت تنقیط مین ہے اس کا سال	ایک کو نقطہ لگا کر دس کیا

مصرع تاریخی مین صرف (ط) کے عوض (ظ) محسوب ہوئی ہے اور (ر)

کے عوض (ز) اور (د) کے عوض (ذ) اور (س) کے عوض (ش) حروف
معینّہ سے صرف اسی قدر حروف اس مادّہ مین قابل تنقیط تہے۔
تمثیلی تاریخون مین اگر محاورہ کی کوئی غلطی ہو تو ہم معذور ہین مورّخ خود
اس کے ذمہ دار ہین ہمکو صرف مادّۂ تاریخ کے تمثیل سے کام ہے۔
یہ صنعت صرف ہندیون کی ایجاد ہے۔ فارسی کوئی تاریخ اس صنعت
مین ہماری نظر سے نہین گزری۔

(۲۵) صنعت سلب نقط | صنعت سلب نقط حروف ذیل سے متعلق ہے یعنی اگر
مادۂ تاریخ مین (ج) یا (خ) واقع ہو تو اس کا نقطہ سلب کرکے دونون کے
لئے (ح) کے عدد محسوب ہون گے اسی طرح (ذ) کو (د) فرض کرنا یا (ز) کو
(ر) یا (ش) کو (س) اور (ض) کو (ص) یا (ظ) کو (ط) یا (غ) کو
(ع) فرض کرنا صنعت سلب نقط مین داخل ہے۔ اس صنعت کے موجد اہل ہند ہین
۔ سلب نقط کی کوئی تاریخ ہماری نظر سے نہین گزری۔
بعض اہل فن نے ایک ہی مادّہ مین دونون صنائع کو جمع کیا ہے ایک
ایک عجمی شاعر نے اس صنعت مین کیا خوب تاریخ لکھی ہے ۔ وہو ہذا

نورالنساء بمہر علی از دواج یافت	نوشاہ را عروس بود حسن انتخاب
سلب نقط بصنعت تنقیط گشتہ سال	با مشتری خجستہ بود وصل آفتاب

(تشریح)

حروف اصلی	ش	ر	خ	ج	س	د	ص	میزان
حاصل صنعت تنقیط و سلب نقط	س	ز	ح	ح	ش	ذ	ض	
	[illegible]	[illegible]	۸	۸	۳۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۱۸۸۳

(۲۶) صنعت طلسمی | صنعت طلسمی ایک عجیب صنعت ہے جس کو کام مین لانے سے لوح طلسمی متعدد تاریخون کو پیش کرتی ہے۔

۲۱ مدارج اوزہ امراتب کے ایک نقشہ کا نام لوح طلسمی ہے۔ جس کے ہر ایک خانہ مین مفردات و مرکّبات سے خانہ پُری کی جاتی ہے اور وہ تمام مفردات اور مرکّبات در حقیقت حامل تاریخ ہوتے ہین۔ سائل کو اختیار ہے کہ اون کل خانون سے جس خانے کو وہ چاہے مبدأ قرار دے اور اسی مبدأ سے اکیس خانے شمار کر کے اکیسوین خانہ کی تحریر کو ایک کاغذ پر لکھہ لیوے پھر اُس کے بعد کے خانہ سے شمار کا آغاز کرے اور ہر اکیسوین خانہ کا نوشتہ اوسی کاغذ پر ترتیب کے ساتہ یکے بعد دیگرے سطرون مین لکھتا ہوا چلا جاے تا آنکہ اس شمار کا سلسلہ خانۂ ماقبل مبدأ پر ختم ہو۔

لیکن اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ حروف حاصلۂ خانہ ہاے سطور فوقانی مبدأ کو اس سلسلۂ ترتیبی سے جو ایک جدا کاغذ پر جاری ہے مقدم رکھنا چاہیئے جب شمار ختم ہو جاوے گا تو حروف محفوظہ سے ایک ایسا فقرہ یا مصرع حاصل ہوگا جس کے اعداد مجموعی سنۂ مطلوب کے مساوی ہون گے۔

نقشۂ مندرجۂ ذیل اس صنعت کی مثال ہے جس کو استادی مولوی وجہ الدینخان مغنی تخلص نے نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالارجنگ منیر الدولہ مختار الملک مغفور وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کی تقریب وزارت پر مرتّب فرمایا تہا۔

وہو ہذا

لوح ر ر طلسمی الموسوم بیادگارِ معنی

بج	ب	خ	مبا	ز	بجو	ز	بگر	ہدا	ب	قد	لا	سر	بر	ز	ع	ج
ال	بہ	سا	بیا	م	شں	ہے	ہ	گو	ش	بر	و	را	شد	ا	لی	ا
ا	ا	جب	ہا	ہی	گر	کو	دا	د	دسا	س	ا	ہر	دل	ق	د	کر
وا	ے	را	عد	یو	ہل	نب	نے	تا	د	ن	د	ا	ل	ا	تے	با
شا	ذ	د	د	را	و	ح	ا	ا	ح	و	ا	بو	او	ا	و	لد
ار	لا	بے	ر	دہ	ا	ر	ہ	ب	جہ	صو	بیا	ن	کس	د	مد	د
بو	ین	لت	از	و	ر	ک	سی	گر	نش	حجا	با	ان	ا	ل	ے	ب
ست	ا	ہ	سا	د	ر	و	اف	ا	کز	عا	د	یا	عا	ب	حجا	د
و	اب	و	ل	ال	گر	بر	کن	ما	یا	جا	ضا	لا	من	لم	ست	ن
لم	ا	ب	ر	جا	و	ے	ند	حق	مع	خو	چو	ن	ست	ہ	ل	شا
بسو	کن	عطا	بس	فر	بر	عا	گا	نم	جا	بہر	و	نا	لی	ا	مر	تذ
از	ا	ع	ن	ب	وسا	ے	از	و	بہر	لی	ہ	کہ	نے	سو	ے	م
ہم	ن	کز	پر	و	بد	نہ	با	ی	لا	با	بے	ز	نو	م	اق	د
ی	ی	کہ	س	از	جو	ا	کا	جو	در	یز	قبا	اس	ر	م	ما	لم
ز	نز	ضی	خ	ا	فت	بعد	لم	دو	دو	ین	را	د	گر	و	ل	م
ی	ر	سی	عہ	د	لت	جا	عز	ف	و	لا	سل	لت	سے	ز	نف	او
د	ا	عج	جز	د	ا	گی	ز	ہ	ا	ہ	نثا	نتر	چو	تت	می	بر
کنو	ام	لک	ہم	وے	ہب	ب	ہی	و	د	نے	ینب	پ	ل	او	ر	مر
ن	نا	بر	د	ن	ین	گر	یشم	قر	سجا	ویو	لو	ریا	و	س	ا	نہا
ج	در	ا	جا	گو	ہی	ہا	ز	مہا	یک	وا	یا	با	ن	ان	می	ن
ے	ان	و	ن	ق	بان	و	ن	ے	شد	ن	لله	ن	رہ	ن	و	ن

اس لوح طلسمی کے تیار کرنے کے لئے ۱۲ مادۂ تاریخ کا لکھنا ضرور ہے خواہ وہ ۲۱ فقرے ہون یا ۲۱ مصرعے پھر اکیسون مادّون کو ۷۔ ۷ اجزا پر تقسیم کرین اور ۷۔ ۵ ۴ ۳ اجزا سے اس لوح کی خانہ پری اس ترتیب کے ساتھ کی جائے کہ کل کا جزو اول لکھا جاوے اور اس کے بعد اسی قاعدہ سے کل کا جزو دوم پھر جزو سوم اسی طرح ۲۱ کے ۷ اجزا کی ترتیب سے اس لوح کے خانے بھر دین۔

اس عمل مین حواس برجا رہنے چاہیین۔ اگر کسی ایک حرف کی بھی غلطی ہوگی تو ساری لوح بے کار ہو جائے گی۔

(۴۷) صنعت مجمع الاقسام | مجمع الاقسام اوس صنعت کا نام ہے جس کے مادۂ تاریخ کی الفاظ سے بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل صغیر لین۔ اور بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل وسیط اور بعض مین جمل کبیر یعنی ایک ہی مادّہ مین زبر یا بیّنات یا زبر و بیّنات کا استعمال ہو صاحب میزان الاشعار کے حوالہ سے فاضل مؤلّف ارمغان نے لکھا ہے کہ یجوز فی المعمّی والتاریخ ان یوخذ اعداد الحروف بحساب الجمل وان یوخذ بطریق الزبر والبیّنات وان یوخذ اعداد بعض الکلمات بحساب الجمل وبعضہا بالزبر والبیّنات فح یجب ان یشار الیہما بوجہ ما لئلا یلزم خلاف المقصود یعنی جائز ہے معمّے اور تاریخ مین یہ کہ لئے جائین اعداد حروف کے بحساب جمل صغیر یا یہ کہ لئے جائین اعداد بطریق زبر و بیّنات یا یہ کہ لئے جائین اعداد بعض اونہین کلمات کے بحساب جمل صغیر اور اعداد بعض کے بطریق زبر و بیّنات (یعنی جمل کبیر) اور اِس وقت مین واجب ہے یہ کہ اشارہ کیا جائے ان دونون کی طرف کسی اشارہ کے ساتھ تاکہ نہ لازم آئے خلاف مقصود اور التباس نہ ہو۔

اس صنعت کی مثال جناب مرزا دبیر مغفور کی تاریخ ہے جسپر صاحب ملخص تسلیم نے ناحق دنار واحلہ فرمایا ہے اور ہماری رائے مین یہ تاریخ نہایت قابل تعریف ہے

سال تاریخش بہ زبر و بیّنہ شد زیب نظم		طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس

فاضل مؤلف نے اس تاریخ مین بعض الفاظ کا زبر لیا ہے اور بعض کا بیّنہ بعض بیّنہ و نون اور مختلف طریقون سے تاریخ نکالی ہے۔

(الف) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنہ (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) و منبر بے انیس کا زبر و بیّنات (۷۷۵) اور ان سب اعداد کا مجموعہ ۱۲۹۱ اور یہی سال فوت ہے۔

(ب) طور سینا بے کا زبر و بیّنات (۵۸۶) کلیم اللہ و کا زبر (۱۷۲) منبر کا زبر و بیّنات (۴۰۰) بے انیس کا زبر (۱۳۳) اور کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(ج) طور سینا کا زبر و بیّنات (۵۷۲) بے کلیم اللہ و کا زبر (۱۸۴) منبر بے کا زبر و بیّنات (۴۱۴) انیس کا زبر (۱۲۱) کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(د) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنات (۲) پھر کلیم اللہ کا زبر و بیّنات (۵۳۲) پھر و منبر کا زبر (۲۹۸) لیا اور پھر بے کا بیّنہ (۲) لیا اور انیس کا زبر (۱۲۱) شریک کیا تو مجموعہ (۱۲۹۱) ہوا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ہ) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنہ (۲) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) منبر بے کا زبر (۴۰۴) انیس کا بیّنہ (۲۲۷) ان سب اعداد کا مجموعہ (۱۰۳۵) جو سنہ ۱۲۹۱ کا مساوی سال یزدجردی ہے۔

(و) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنات (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) و کا بیّنہ (۲) منبر کا زبر و بیّنہ (۴۰۰) بے کا بیّنہ (۲) انیس کا زبر (۱۲۱)

ان کل اعداد کا مجموعہ (۱۰۴۶) ہے جو ۱۲۹۱ھ ہجری کا مساوی سال ہندی ہے،
اب محققین فن انصاف فرماوین کہ کیا یہ تاریخ معمولی چیز ہے ہرگز نہین ۔
سچ یہ ہے کہ اس مین طباعی کو بھی کامل دخل نہین ہے بلکہ تائید ایزدی اس مین شریک اور
وہ میرا ئین مغفور (صاحب واقعہ) اور مرزا دبیر مرحوم (مورخ لاثانی) کی نیک نیتی
کا سبب ہے کہ اون کے لئے انکی استادی سے ایسی تاریخ لکھی گئی ۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ
ایسی تاریخین کہان ہوتی ہین ۔ ہم ۳۰ برس سے اس فن کے ساتھ خاص دلچسپی رکھتے
ہین تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تاریخین خود ہم نے لکھین اور کئی ہزار تاریخین متقدمین
اور متاخرین کی ہماری نظر سے گزرین ہم کہہ سکتے ہین کہ اون سب مین یہ تاریخ
اپنی ہی آپ مثال ہے ۔ جزاہ اللہ فی الآخرۃ
جن حضرات نے اپنی تالیف مین اس کو بگاڑ کر دکھلایا ہے اونھون نے اپنی
تالیف کی عزت گھٹائی ہے خدا اونکو بخشے ۔

(۲۸) مجمع الصنائع | جس مادۂ تاریخ مین متعدد صنائع جمع ہون اوس کا نام مجمع
الصنائع ہے ۔ متاخرین سے باقر گیلانی نے اس فن مین اپنے معاصرین پر تفوق
حاصل کیا ہے اور متاخرین نے ان کو امام الجمل کہا ہے آپ نے نعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مین ۱۷۸ تاریخی مسجع فقرے کہے ہین جن مین سے ہر ایک حامل
تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر ہے اور ۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہا ہے جس سے چار ہزار
پانسو بارہ تاریخین حاصل ہوتی ہین ۔
فقرہ ہائے تاریخی مین گیارہ فقرے ایسے ہین جن مین پہلے فقرہ کے حروف
مساوی ہین دوسرے فقرہ کے ۔

ہم نے قصیدۂ متذکرہ کو کتاب ہٰذا کے حصۂ دوم کا عنوان قرار دیا ہے جس کے نو اشعار مین یہ صنعت ہے کہ ہر ایک مصرع مین سنۂ مطلوب ہے اور ہر ایک مصرع کے حرف معجمہ اور مہملہ تعداد مساوی ہین اور عدد کے اعتبار سے بہی مساوی - ہر مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کو کسی اور مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کے ساتہ جمع کرنے سے بہی سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے صنائع تاریخ کے گزشتہ حصہ مین بعض بعض تاریخین گزری ہین جنپر مجمع الصنائع کی تعریف صادق آتی ہے ہم نے اوسی مقام پر اس کا اشارہ بہی کردیا ہے بناءً علیہ اس موقعپر ہم کسی خاص تمثیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہین خیال کرتے

(۲۹) صنعت بسیط | صاحبان لغت نے بسط کے معنی فراخی اور کشادگی کے لکہے ہین لیکن اصطلاح اہل جمل و جفر و تکسیر وغیرہم مین بسط اوس عمل کا نام ہے جو ایک حرف سے دوسرا حرف پیدا کرے - صاحب مطلع العلوم و مجمع الفنون نے لکہا ہے اور صاحبان معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے بہی اس کا ذکر کیا ہے کہ قواعد بسط (۳۶۰) ہین یعنی صنعت بسط کا استعمال (۳۶۰) طریقو نپر ہو سکتا ہے لیکن ان اقسام کا مکمل بیان نہ مصنفین قدیم نے کیا ہے اور نہ متاخرین سے کسی نے اس کی جانب توجہ کی یہی وجہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے اس تعداد کو مبالغہ پر محمول کیا ہے - بہرحال ہم اس کتاب مین انہین (۲۸) اقسام کا ذکر کرین گے جو ہمکو تصانیف متعددہ سے حاصل ہوئے اور گنتی مین (۲۸) حروف ابجد کے مساوی ہین -

مقدمہ تاریخ ابن خلدون اور شمس المعارف کبریٰ اور جواہر خمسہ و کتاب نقش خاطر و معدن الجواہر و کتاب المداخل و ملخص تسلیم وغیرہ سے جس قدر اقسام معلوم ہوئے ہین وہ حسب ذیل ہین -

صاحبان تحقیق نے بسط کو صنائع تاریخ سے موسوم نہین کیا ہے بلکہ جہان کہین اونہون نے جمل کا ذکر کیا ہے اسی کے ساتہ بسط کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ بہی فرما دیا ہے صاحب معدن الجواہر نے بسط کے لئے ایک متعلق باب قائم فرمایا ہے ہم نے اپنی طرز بیت اور سلسلۂ بیان اور نیز حقیقت بسط کے لحاظ سے یہی مناسب خیال کیا کہ اس کو صنائع و بدائع تاریخ مین جگہ دین۔

(الف) بسط کی پہلی قسم بقول صاحب معدن الجواہر بسط عددی ہے۔ اور یہ دو اقسام پر منقسم ہے (۱) بسط عددی حرفی (۲) بسط عددی ترکیبی۔

(۱) بسط عددی حرفی۔ وہ ہے کہ جس کلمہ یا کلمات کو بسط کرنا چاہین انکے حروف کو ایک دوسرے سے جدا کرین۔ اور پہر اون حروف کے اعداد جمل کو لکہین اور جمع کر لین اور مجموعہ اعداد سے پہر حروف بناوین۔ اس عمل آخرین کو اہل جمل نے استنطاق کہا ہے۔

پس عمل استنطاق سے جو لفظ حاصل ہو گا وہ نتیجہ ہے بسط عددی حرفی کا مثلاً ہم چاہتے ہین کہ لفظ حامد پر یہ عمل جاری کرین تو اس کے حروف کو جدا جدا لکہا یعنی ح۔ ا۔ م۔ د۔ پہر ان چارون حروف کے اعداد ۸۔ ۱ ۴۰۔ ۴۔ کو جمع کیا ۵۳ حاصل ہوئے پہر ۵۳ مین عمل استنطاق کیا تو ۵۰ سے ن حاصل ہوا۔ اور ۳ سے ج پس (ن ج) بسط عددی حرفی ہے لفظ حامد کا۔ اس قسم کو جمل سے کچہہ تعلق نہین ہے۔ ہم نے تکمیل بیان کے لئے اس کو ہدیۂ ناظرین کیا البتہ بسط عددی کی دوسری قسم سے ہمارا مقصد متعلق ہے۔

(استنطاق کی تعریف) استنطاق زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بات کرانے کے

ہین۔ اور اصطلاح اہل جمل مین سطر اعداد سے بقاعدۂ خاص حروف پیدا کرنے کو استنطاق کہتے ہین۔ مثلاً۔ (۲ ۵ ۶)۔ کا استنطاق ب۔ ہ۔ و۔ ہے۔ اگر درمیان سطر اعداد مین ایک یا کئی صفر واقع ہون تو صرف دو صفر سے کام لیا جائیگا اور باقی صفر چھوڑ دیئے جائین گے۔ مثلاً (۶ ۰ ۰ ۲ ۷)۔ کا استنطاق۔ و۔ ر۔ ز۔ ہے۔ اور ۲ ۰۰۰ ۳۔ کا استنطاق ب۔ ش۔ یعنی عدد ۲ سے ب حاصل ہوئی اور ۳۰۰۰ سے بقاعدۂ بالا ایک صفر ترک کرکے ۳۰۰ کا (ش) محسوب ہوا۔ دو سے زیادہ صفر اس لئے ترک کر دیتے ہین کہ اوس سے کوئی حرف مستقل نہین حاصل ہو سکتا اگرچہ ایک کے ہندسہ کے ساتھ تین صفر ہونے کی حالت مین اوس سے (غ) حاصل ہو سکتا ہے لیکن چونکہ الوف کے درجہ مین (غ) کے سوا کوئی اور حرف نہین ہے لہذا اصول عام کے لحاظ سے یہی قاعدہ قرار پایا کہ تیسرے صفر سے کام نہ لین۔

صاحب معدن الجواہر نے اگرچہ لفظ استنطاق کی اصطلاحی تعریف سے کنارہ فرمایا ہے لیکن آپ نے استنطاق کا جو عمل کیا ہے اوس سے یہ بات مترشح ہے کہ آپ نے اعداد کے مراتب کے لحاظ سے حروف حاصل فرمائے ہین مثلاً ۲ ۵ ۶ سے ب۔ ن۔ خ (ب) اس لئے کہ ۲ کا ہندسہ درجہ احاد مین ہے اور ن اسلئے ۵ کا ہندسہ درجۂ عشرات مین ہے۔ اور خ اس لئے کہ ۶ کا ہندسہ درجۂ مآت مین ہے۔ ہم یہ کہتے ہین کہ اگر استنطاق مین مراتب سے کام لیا جاوے تو پھر استنطاق کی ضرورت ہی باقی نہین رہتی اعداد حاصلہ گویا حروف مستنطقہ کے اعداد ہین۔ پھر استنطاق کا طول عمل بے کار اور بے ضرور ٹھہرا۔

اسی طرح آپ نے اعداد ۳۰۰۰ ہزار سے تین غین حاصل فرمائے ہین

اور ہند سہ ..... ۳۰ مین نہ معلوم آپ کیا عمل فرمائین گے اس لئے کہ آپ کے اختیار فرمودہ اصول سے تیس ۳۰ غین حاصل ہونگے اور جب تیس غینِ مستنطقہ کے عدد لئے جائین گے تو وہی ..... ۳۰ ہون گے۔ پس استنطاق کا عمل تحصیل حاصل ٹھہرا۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے اور دیگر محققین نے اس نازک بحث سے مطلق کنارہ کشی کی ہے اور یہ کبھی مناسب نہ تھا اس لئے کہ متعدد صنائع مین استنطاق کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

پس شائقین فنّ جمل کو چاہیے کہ ہماری عرض کی ہوئی تعریف کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالین تاکہ عمل مین کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔ اور استنطاق کا مطلب فوت نہ ہو۔

پس ہمکو بسط عددی حرفی کی تعریف سے تو صاحب معدن الجواہر کے ساتھ اتفاق ہے لیکن تمثیل کے نتیجۂ حاصلہ سے اتفاق نہین ہے یعنی ہماری رائے مین ۵۳ کا استنطاق ج۔ ہ۔ ہے نہ ج۔ ن۔ جیسا کہ لائق مؤلف موصوف نے لکھا ہے کیونکہ آپکا عمل تعریف استنطاق کے مغائر ہے۔

اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ صنعت صرف ایسے لفظ پر جاری ہوسکتی ہے جس کے اعداد ہزار کے درجہ سے نہ بڑھین۔ تو ایسی تخصیص اس تعریف عام سے پیدا نہین ہوتی جس کو صاحبان فن نے بیان کیا ہے اور پھر ایسے استنطاق سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔ یعنی اگر ہم نے لفظ خامہ پر یہ صنعت جاری کی اور اس کے اعداد مجموعی (۵۳) کے استنطاق سے لفظ جن حاصل کیا اور پھر لفظ جن سے عدد تاریخ مین (۵۳) محسوب کیے تو استنطاقی عمل محض بے کار قرار پایا۔

بناءً علیہ ہماری راے مین وہی عمل صحیح ہے جس کو اسی تعریف کی بنیاد پر ہمنے کیا ہے
پس عمل استنطاق مین ہم کو مراتب اعداد سے کچھہ سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔

(۲) بسط عددی ترکیبی۔ وہ عمل ہے کہ اعداد کلمہ کو بقاعدۂ متذکرۂ قسم اول
جمع کرکے استنطاق کرنے کے بعد جو حروف حاصل ہون اون کو بپابندی سلسلہ
مرکب کرکے لفظ بنا دین۔

پس واضح ہو کہ بقول صاحب معدن الجواہر لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کرکے
بعد اس کے استنطاق سے حروف ج۔ن۔ حاصل ہوئے اور ان دونون حروف
سے لفظ (جن) مرکب ہوا اور ہماری راے کے مطابق جس کی صراحت بضمن تعریف
قسم اول ہوئی ہے حروف مستنطقہ سے لفظ (جہ) حاصل ہوا۔

محققین فن نے جابجا اپنی تصانیف مین اس کا ذکر تو فرمایا ہے مگر کسی بزرگ
نے یہ نہ بتایا کہ اس صنعت کا استعمال تاریخگوئی مین کس طرح ہوسکتا ہے۔
ہم نے بڑی غور کے بعد کئی صورتین اس کے استعمال کی پیدا کی ہین جن کو ذیل مین
ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اس صنعت کی قسم دوم ایک طباع مورخ کو کام دیسکتی ہے
یعنی جب روشن خیال مورخ کسی واقعۂ تعزیت پر مرثیۂ تاریخی لکھنا چاہے تو وہ اسی
صنعت کے ذریعہ سے مادۂ تاریخ اور نام مرحوم یا مادۂ تاریخ اور اشعار مرثیہ مین تعلق
پیدا کرسکتا ہے۔

فرض کرو کہ ابوطالب نام ایک بزرگ کی رحلت سنہ ۶ ہجری مین واقع ہوئی
تھی جس کی تاریخ ہم نے لفظ آہ سے کہی تو یہ تاریخ صنعت (بسط عددی ترکیبی) کہلائیگی
اس طرح پر کہ

ابوطالب کے ۷ حرف ہین ا ۔ ب ۔ و ۔ ط ۔ ا ۔ ل ۔ ب ۔ اوران ساتون حروف کے عدد ۱ ۔ ۲ ۔ ۶ ۔ ۹ ۔ ۱ ۔ ۳۰ ۔ ۲ ۔ ہین انکا مجموعہ (۵۱) ہے اور (۵۱) کا استنطاق الف اور ہا ۔ اوران دونون حرف کا مجموعہ لفظ آہ ہے اور آہ کے عدد جمل ۶ ہین جو سنہ وفات کی خبر دیتے ہین ۔ اسی صنعت مین ہم نے ایک منظوم تاریخ ہدیۂ ناظرین کی ہے ۔

زین جہان وای شوی ملک بقا شد راہی		صائم الدہر ابوطالب فرخندہ صفات
نام مغفور بہ (بسط عددی ترکیبی)		صورت آہ بود حامل تاریخ وفات

اس صنعت پر عمل کرنے کے لئے طباع مورخ کو اول مادۂ تاریخ لکھہ لینا چاہیئے ۔ پہر اوس کے حروف جدا جدا قائم کرکے ہر ایک کے ذیل مین اوس حرف کا عدد لکھدینا چاہیئے اور اون اعداد کو بقاعدہ مقطعہ ترتیبی اعدا و اشعار مرثیہ یا قصیدہ کا مجموعہ قرار دینا چاہیئے ۔

ہم اسی مضمون کو ایک مختصر سی تمثیلی تاریخ کے ذریعہ سے جو ۱۲۸۶ھ ہجری مین لکہی گئی ہے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین تاکہ سمجھنے مین آسانی ہو ۔

ایزد از لطف بسید علی ماہ جبین		داد آرام دل و راحت جان ۔ نور نگاہ
۶۴۴		۱۲۸۶
سال تاریخ ہبسط عددی ترکیبی		شد ز اشعار ہمین قطعہ ہویدا چون ماہ
۲۱۰۵		۱۳۰۳

اس قطعہ کے تمام الفاظ مین یہ صنعت جاری کی گئی ہے یعنی مصرع اول کے اعداد (۶۴۴) ہین ۔ اور مصرع ثانی کے اعداد (۱۲۸۶) ۔ اور مصرع ثالث کے اعداد

(۲۱۰۵) اور مصرع رابع کے اعداد (۱۳۰۳) ان سب کو جمع کیا تو میزان (۵۱۴۰) ہوئی اور ان اعداد کا استنطاق (م۔ا۔ہ) ہے۔ ان تین حروف سے لفظ ماہ حاصل ہوتا ہے اور ماہ کے اعداد (۴۶) ہین جو مساوی ہین سنہ تاریخ ولادت کے ہم نے پہلے اس ولادت کا مادہ تاریخ لفظ ماہ سے حاصل کیا۔ پھر (ماہ) کے حروف کو جدا جدا لکھا۔ م۔ا۔ہ۔ پھر ان حروف کے اعداد کو مقطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے۔ ۵۱۴۰۔ اب اس کی فکر کی کہ چار ایسے مصرعے لکھین جن کے مجموعی اعداد ۵۱۴۰ ہون۔ پس ہم نے ہر چہار مصرعہائے متذکرہ بالا تصنیف کئے جن کے اعداد مجموعی ۵۱۴۰ ہین تو کہا جاویگا کہ الفاظ مجموعی ہر چہار مصرعہائے بالا کا (بسط عددی ترکیبی) لفظ (ماہ) ہے جس کے عدد ۴۶ سنہ مطلوب کے مساوی ہین۔ پس مادۂ تاریخ کو بوجہ صنعت ہذا اشعار بالا کے ساتہ ایک خاص صنعتی تعلق ہے۔

اسی صنعت سے ایک اور کام بہی لیا جا سکتا ہے یعنی ایسے الفاظ سے جن کے اعداد بہت زیادہ ہین تاریخ مطلوب حاصل کی جا سکتی ہے۔

مثلاً ایک شخص سنہ ۲۰ ہجری مین عازم سفر تہا اور مورخ نے اس کی تاریخ فاللہ خیر حافظا لکہی جس کے مجموعی عدد ۱۹۴۶ ہین جب ان اعداد سے استنطاق کیا گیا تو حروف۔ و۔ د۔ ط۔ ا۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی عدد ۲۰ ہین اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ب) بسط کی دوسری قسم کا نام بسط الحروف ہے اور بقول صاحب معدن الجواہر یہ صنعت تلفظ اعداد حروف سے متعلق ہے۔ اس کی تین قسم ہین قسم اول کا نام زبر ہے اور قسم دوم کا نام بینات اور قسم سوم کا نام زبر و بینات جس کو بسط لفظی و

بسط ظاہری بھی کہتے ہیں (انتہی) ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بسط نہیں ہے بلکہ یہ چیز فنون اقسام جمل سے ہیں جن کا بیان جمل صغیر و وسیط و کبیر کے نام سے گزر چکا ہے اور خود صاحب معدن الجواہر بضمن اقسام جمل اس کو لکھ چکے ہیں۔ استادان فن نے اس کو ایک خاص عمل استنطاق کے لئے بسط میں داخل کیا ہے جیسا کہ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے اس کا اصل نام بسط عددی ملفوظی ہے یعنی جب حرف کو ملفوظ کر کے اسم حرف کے اعداد سے بقاعدۂ استنطاق دوسرا حرف حاصل کریں تو اس کو بسط عددی ملفوظی یا بسط الحروف یا بسط لفظی و ظاہری کہتے ہیں۔ مثلاً لفظ واحد سے (و) لیا جس کا اسم ملفوظ واو ہے اور واو کے اعداد ۱۳ ہیں اور ۱۳ کا استنطاق ج۔ ا۔

پھر (ا) لیا جس کا اسم ملفوظ الف ہے اور الف کے اعداد ۱۱۱ ہیں جس کا استنطاق تین الف ہے یعنی (۱۱۱)

پھر (ح) لیا جس کا اسم ملفوظ حا ہے اور حا کے اعداد ۹ اور ۹ کا استنطاق ط ہوا۔

پھر (د) لیا اور د کا اسم ملفوظ دال ہے جس کے اعداد ۳۵ ہیں اور ۳۵ کا استنطاق ہ۔ج۔

اب کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج۔ا۔ا۔ا۔ا۔ ط۔ ہ۔ج۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۲۴ ہیں پس لفظ واحد کو بسط عددی ملفوظی کرنے سے اس کے عدد ۲۴ محسوب ہوئے۔ صاحب معدن الجواہر نے غالباً اس پر غور نہیں فرمایا آپ کا اجمال بیان اس تفصیل سے ساکت ہے جس کی صراحت اہل فن نے کی ہے۔

اس صنعت کی ایک تاریخ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ۔

عارف کامل شد از ملک فنا سوے الٰہ	گفتمش خلد آشیان خلد برین ماوای اوست
ہاتف غیبم بسال رحلتش ارشاد کرد	در جوار رحمت خلاق اکبر جای اوست ۱۳۴۸

(التشریح)

حرف	د	ر	ج	و	ا	ر	ر	ح	م	ت	خ	ل	ا
اسم حرف	دال	را	جیم	واو	الف	را	را	حا	میم	تا	خا	لام	الف
عدد	۳۵	۲۰۱	۵۳	۱۳	۱۱۱	۲۰۱	۲۰۱	۹	۹۰	۴۰۱	۶۰۱	۷۱	۱۱۱
استنطاق	لہ	ارا	جنج	یج	۱۱۱	ارا	ارا	ط	ص	اتا	اخا	عا	۱۱۱
عدد	۵	۲۱	۵	۳	۳	۲۱	۲۱	۹	۹۰	۴۱	۶۱	۸	۳

حرف	ق	ا	ک	ب	ر	ج	ا	ی	ا	و	س	ت	میزان
اسم حرف	قاف	الف	کاف	با	را	جیم	الف	یا	الف	واو	سین	تا	
عدد	۱۸۱	۱۱۱	۱۰۱	۳	۲۰۱	۵۳	۱۱۱	۱۱	۱۱۱	۱۳	۱۲۰	۴۰۱	
استنطاق	اقا	۱۱۱	اقا	ج	ارا	جنج	۱۱۱	۱۱	۱۱۱	یج	اکا	اتا	
عدد	۱۰	۳	۱۱	۳	۲۱	۵	۳	۲	۳	۳	۲۱	۲۱	۱۳۴۸

یہ صنعت درحقیقت صنعت الف کی دوسری قسم ہی ہے جو جمل کبیر میں

جاری ہوئی ہے بدین وجہ کہ تمام صنائع کو محققین نے جمل صغیر میں بیان کیا ہے بنا بر علیہ اس کو ایک خاص نام سے موسوم کر کے داخل جمل صغیر کیا گیا ہے۔

(ج) بسط کی تیسری قسم بسط المربّی ہے جس کو محققین فن جمل نے بسط المقوّی بھی کہا ہے پس بعوض حروف مطلوب حروف مربّیہ و مقوّیہ سے کام لینے کو بسط المربّی یا بسط المقوّی کہتے ہیں جس میں پابندی مراتب لازمی نہیں ہے جیسا کہ بسط عزیزی میں لازمی ہے۔ اس کتاب کے باب اول میں بذیل بیان الفاظ جمل ہم لکھ آئے ہیں کہ کون کون حروف ناریہ اور مائیہ اور ہوائیہ اور ترابیہ ہیں پس اہل جمل نے حروف ناریہ کو حروف ہوائیہ کا مربّی و مقوّی قرار دیا ہے اور حروف ہوائیہ کو مربّی و مقوی ناریہ مانا ہے۔ اسی طرح حروف مائیہ کو مربّی و مقوّی حروف ترابیہ مانا ہے اور ترابیہ کو مربّی و مقوّی مائیہ۔

صاحب معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے اور تمثیل میں آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی تمثیل خلاف تعریف ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ لفظ حامد کا (بسط مربّی و مقوّی) کریں تو پہلے ہم نے اس کے حروف جدا جدا لکھے (ح ا م د) پھر ح کو جو مائی ہے بلالحاظ مرتبہ ب سے بدلا جو ترابی ہے۔

پھر الف کو جو ناریہ ہے اوسی کے ہم مرتبہ حرف ہوائیہ (ج) سے بدلا اور اسی طرح م کو جو کہ ناریہ ہے بلالحاظ مرتبہ ق سے بدلا جو ہوائیہ ہے اور د کو جو مائیہ ہے ب سے بدلا اس لئے کہ وہ ترابیہ ہے۔

پس لفظ حامد کا بسط مربّی و مقوّی ب ج ق ب ہے جس کے اعداد ہیں

جب کبھی اس صنعت مین تاریخ لکھی جائے تو مورّخ کو ضرور ہے کہ اسکے ذیل مین ایک نقشہ لکھدیوے جس مین اس امر کی صراحت رہے کہ کس حرف کے عوض کونسا حرف مقوّس قرار دیا گیا ہے اور حساب مین محسوب ہوا ہے اس نقشہ اور صراحت کی ضرورت اس لئے ہے کہ ایک ایک حرف کے عوض سات سات حرف ہین جن مین سے کسی ایک کا تبادلہ اُس حرف کے ساتھ جائز ہے۔

باب اول کی فصل دوم سے ابجد عناصر ملاحظہ ہو تو ہمارا یہ بیان آسانی کے ساتھ سمجھہ مین آوے گا۔

اب ہم ذیل مین دو تاریخین عرض کرتے ہین (۱) بسط مقوّسی کی تاریخ ہے اور (۲) بسط مرتّبی کی تاریخ۔ (۱) کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کردیا ہے

(۱) تاریخ بسط مقوّسی جو ہم نے نواب افسر الملک بہادر سی آئی ای کے صاحبزادہ کے غرقابی کے موقعپر لکھی ہے۔

او غرقِ تہِ آب شد و غرقِ غمش ما	ای وای کہ این زندہ و صد حیف کہ آن مُرد
ای مادر فرزندکش از دست تو فریاد	تو پیر کہن سالہ بمانی و جوان مرد
جان بود مگر زندگی جسم جہان را	تنِ زندہ بگورست اگر جان جہان مرد
استاد شنا بود و کشندش بردی کرد	ہیہات چہ افتاد ندانم کہ چسان مرد
ای سلسلہ جنبان قضا دست تو کوتاہ	زین حادثہ استاد شناسی نتوان مرد
ای کاتب تقدیر چرا فاش نکردی	آن راز نہفتہ کہ تہ آب نہان مرد
واواز ستم دور سبک سیری افلاک	کشتی بسرش آمد و زین بار گران مرد
حیف ای فلک سفلہ کہ دستش نگرفتی	غربت بسفر داشت کہ بی تاب و توان مرد

حیف است اگر شمع بمیرد سر مغرب	زانسان کہ چراغ سحری وقت اذان مرد
خاموش دلا نوحہ بفریاد روا نیست	گر بحکم قضا چارہ نیداشت اذان مرد
شند مصرع سعدی سنہ بسط مقوی	این ماتم سخت است اگر گویند جوان مرد

نقشہ تبادلہ حروف مقویہ
(التشریح)

حروف اصلی	ـ	ح	ج	ـ	ت	ح	ب	ر	ت	ـ	ج	ت	ع	ل
نتیجہ بسط مقوی	ل	د	د	ک	ج	ر	ک	م	ص	ر	ج	ط	ر	م
اعداد	۳۰	۴	۴	۲۰	۳	۲۰۰	۲۰	۴۰	۹۰	۲۰۰	۳	۹	۲۰۰	۴۰

حروف اصلی	ہ	ل	د	ع	ج	ا	ح	د	ـ	ج	ر	ا	د	٠
نتیجہ بسط مقوی	ج	م	ل	د	ل	ص	ط	ل	ز	ل	ک	ص	ص	٠
اعداد	۳	۴۰	۳۰	۴	۳۰	۹۰	۹	۳۰	۷	۳۰	۲۰	۹۰	۹۰	٠

میزان اعداد حروف (نتیجہ بسط مقوی) ۱۳۲۶ ہجری

تاریخ (۲) بصنعت بسط مربع طبعزاد یکے از شعرائے دکن

برادر زنت حق ما را گرفت	مریخ از من اے دوست الحق گرفت
بہ بسط مربع نوشتم سنش	مربع بیار و مربع بخور

۱۳۴۰ ۱۳۲۱

(التشریح)

حروف اصلی	ے	ا	ز	ح	ز	ح	—	ا	ه
نتیجہ بسط مرّی	ق	ن	ح	ح	ح	ح	ک	ن	د
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۸	۲۰	۵۰	۴

حروف اصلی	ے	ا	ز	ج	ز	ح	ه	ا	[illegible]
نتیجہ بسط مرّی	ق	ن	ح	ح	ح	ض	د	ن	
اعداد	۱۰۰	۵۰	۸	۸	۸	۸۰۰	۴	۵۰	۱۲۸۴

(و) بسط غریزی ـ بسط کی چوتھی قسم ہے ـ حروف ناریہ وہوائیہ کا ایکدوسرے کے ساتھ بدرجہ مساوی بلحاظ مراتب تبادلہ یا حروف مائیہ وترابیہ کو باہمدیگر بلحاظ مراتب مساوی درجہ مین بدلنے کا نام بسط غریزی ہے صنعت مافیہ اور اس صنعت مین فرق اسی قدر ہے کہ اس مین مدارج و مراتب کی پابندی مشروط ہے اور اوس مین مانے عمل کیا جاتا ہے ـ

(مثال بسط غریزی) اگر ہم چاہین کہ لفظ (حامد) پر بسط غریزی کا عمل کرین تو اسکے حروف جدا جدا لکہین ح ا م د پس (ح) کو جو مائی ہے اور دوسرے مرتبہ مین واقع ہے (و) سے بدلین جو خاکی ہے اور جس کا مرتبہ بہی دوسرا ہے پہر (ا) کو جو ناری ہے اور مرتبۂ اوّل مین واقع ہے (ج) کے ساتہ بدلین جو ہوائی اور مرتبۂ اوّل ہی مین ہے ـ

اسی طرح (م) کو جو ناری ہے اور مرتبہ چہارم مین واقع ہے (س) سے بدلین جو ہوائی ہے اور اسی مرتبہ چہارم کا حرف ہے۔

علی ہذا (د) کو جو مائی ہے اور مرتبۂ اوّل مین ہے (ب) کے ساتھ بدلین جو ترابی ہے اور اسی مرتبۂ اوّل مین ہے۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کا بسط غریزی (وجسب) ہو جائیگا جس کے عدد ۷۱ ہین۔

جہان تک ہم نے غور کیا ہے اہل جمل نے اس صنعت کو ایک خاص غرض کے لئے ایجاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ مورخ کو اعداد حروف کے برابر کرنے مین زیادہ گنجایش حاصل ہو۔

اسی صنعت کی مثال مین ہم تاریخ ذیل کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو کسی طباع مؤرخ کی طبع زاد ہے

آلہی بخش۔ شیخ وقت و دعوت	جعفر آباد تہا جن کے کرم سے
کسی شیطان کو شیشہ مین اُتارا	کسی ابلیس کو مارا قلم سے
فلیتہ سے کیا مفتون کسی کو	کوئی زندہ ہوا حضرت کے دم سے
گرا فالج تو سمجھے چڑھ گیا بہوت	گرے بیت الخلا مین آپ وہم سے
مریدون نے کئے لاکہون اُتارے	چڑہائے بہینٹ بارا ایک دم سے
شیاطین کو ہوئی بے حد مسرت	کمر ٹوٹی پریزادون کی غم سے
غرض ناچار دنیا سے سدہارے	ہوئی فرمایش تاریخ ہم سے
کہا بسط غریزی مین رسا نے	آلہی بخشدے اپنے کرم سے ۱۳۴۴

(نوٹ) مادہ تاریخ مین علاوہ صنعت بسط غریزی کے صنعت سجع بہی ہے۔

اس مادّہ کے عدد معمولی شمار سے ۱۲۵۵ ہین مگر صنعت بسط عزیزی سے ۱۳۲۲ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(تشریح)

حروف اصلی	ا	ل	ہ	ی	ب	خ	ش	د	ی
نتیجۂ بسط عزیزی	ج	ی	ز	ل	د	ت	ث	ب	ل
اعداد	۳	۱۰	۷	۳۰	۴	۴۰۰	۵۰۰	۲	۳۰

حروف اصلی	ا	پ	ن	ی	ک	ر	م	س	ی
نتیجۂ بسط عزیزی	ج	د	ع	ل	ط	ص	س	م	ل
اعداد	۳	۴	۷۰	۳۰	۹	۹۰	۶۰	۴۰	۳۰

میزان اعداد (نتیجۂ بسط عزیزی) ۱۳۲۲ھ

نقشۂ بالا کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ مادّۂ تاریخ کے حروف مین بلحاظ مراتب۔ ناریہ کا تبادلہ ہوائیہ سے یا ہوائیہ کا ناریہ سے اور مائیہ کا تبادلہ ترابیہ سے یا ترابیہ کا مائیہ سے ہوا ہے۔ اور دستور العمل مین وہی نقشہ ہے جو باب اول کے بیان الفاظ جمل مین ابجد عناصر پر گزرا ہے گویا وہ اس عمل کی جنتری ہے۔

(۵) بسط ترفّع عددی۔ بسط کی پانچوین قسم ہے۔ بسط ترفّع عددی سے مراد عدد حروف کا اپنے درجہ و مرتبہ سے درجہ و مرتبہ اعلیٰ مین ترقی کرنا ہے یعنی

اگر ایک حرف کا عدد درجہ احاد کا ہے تو اوس کو درجہ عشرات کے اوسی مرتبہ مین ترقی دین جس مرتبہ مین وہ احاد مین تہا اور اگر اس کا عدد درجہ عشرات کا ہے تو اوس کو اوسی مرتبہ کے درجہ مآت مین لے جاوین اسی طرح اگر اس کا عدد درجہ مآت کا ہے تو اوس کو الوف کے اوسی مرتبہ مین پہونچا دین محقّقین فن نے اسی کو بسط مراتبی بہی لکہا ہے اور اس بسط کے لئے ابجد ترفّع سے کام لیا ہے جس کو ہم نے باب اول مین بذیل الفاظ جمل بیان کیا ہے اور ایک خاص نقشہ کے ذریعہ سے مراتب اور مدارج کو دکہلایا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم اور معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔

پس اگر ہم الف کو بسط ترفّع عددی کرین تو (ی) ہوجاویگا اور اس کا عدد ۱ کے عوض ۱۰ ہوجاویگا اسی طرح اگر (ی) کو بسط ترفّع عددی کرین تو (ق) ہوجاویگا اور اس کے عدد ۱۰۰ محسوب ہون گے۔ علی ہذا (ق) کا بسط ترفّع عددی ہونے سے (غ) ہوجاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰۰ محسوب ہون گے۔

(تمثیل) اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفّع عددی کرین جس کے عدد اس وقت ۵۳ ہین تو ح۔ ف۔ سے بدل جاویگی اور الف۔ ی۔ سے اور میم۔ ت۔ سے اور دال م۔ سے۔ پس (حامد) کے عدد ۵۳۰ ہوجاوین گے۔

تاریخ مین اس صنعت کا استعمال اعداد حروف کو دہ گونہ کر دیتا ہے اور سادہ طریقہ پر جس قدر عدد مادّۂ تاریخ کے حاصل ہوتے ہین وہ اس صنعت مین دہ گونہ بڑہ جاتے ہین۔

ہم تاریخ ذیل کو جو اسی صنعت مین لکہی گئی ہے تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

تاریخ تعمیر مکان مؤلف در عزیز باغ طبعزاد مؤلف کتاب		
اک مختصر مکان کی تعمیر ہم نے کی		چھوٹا سا خانہ باغ بھی ہے جس مین پر بہار
بسط ترفع عددی سے کہو وِلاؔ		فصلی کا سنہ عزیز و لا سے ہے آشکار

(تشریح)

حروف اصلی	ع	ز	ی	ز	و	ل	ا	
بسط ترفع	ذ	ع	ق	ع	س	ش	ی	سنہ فصلی
اعداد	۷۰۰	۷۰	۱۰۰	۷۰	۶۰	۳۰۰	۱۰	۱۳۱۰

(نوٹ) ہمارا نام احمد عبد العزیز اور ہمارا خطاب عزیز جنگ اور ہمارا تخلص وِلاؔ ہے، اور لفظ وِلا انگریزی مین اوس مکان کو کہتے ہین کہ جو باغ کے ساتھہ وسیع رقبہ مین واقع ہو۔

پس شائقین فن جمل اس تاریخ کی خوبی کو خود سمجھہ سکتے ہین۔

(۹) بسط ترفع حرفی۔ بسط کی چھٹی قسم ہے۔ ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے مابعد کے حرف سے بدلنے کا نام بسط ترفع حرفی ہے۔ اگر ہم چاہین کہ لفظ حامد مین بسط ترفع حرفی کرین تو ح کو ط سے بدلین گے اور الف کو ب سے اور م کو ن سے اور د کو ہ سے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۶۶ ہو جاوین گے۔ صاحبان معدن الجواہر و ملخص تسلیم نے اس کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے لکہا ہے کہ ترفع حرفی بدل کردن حرف ست بحرف ماقبلش۔ ہم عرض کرتے ہین کہ آپ نے بیان تعریف

مین تسامح ہوا ہے یہ تعریف تنزّل حرفی کی ہے جس کا بیان آگے آوے گا۔
ترفّع حرفی مین ایک حرف کا حرف ما بعد سے تبادلہ ہونا چاہیئے نہ ما قبل سے۔
اس صنعت مین ہم نے ایک تاریخ لکھی ہے جو تمثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین۔

رحمت اللہ خانِ نام آور		ساخت حرفے نمونہ صنعت	
شد بہ بسط ترفّع حرفی		سال تاریخ چشمۂ رحمت ۱۳۱۹	

(تشریح)

حروف اصلی مادہ	چ	ش	م	ہ	ر	ح	م	ت	میزان
حروف بعد بسط ترفّع حرفی	د	ت	ن	و	ش	ط	ن	ث	
اعداد	۴	۴۰۰	۵۰	۶	۳۰۰	۹	۵۰	۵۰۰	۱۳۱۹

(ز) بسط ترفّع طبعی۔ بسط کی ساتوین قسم کا نام ہے حروف کو بحسب طبیعت
ترقی دینے کا نام بسط ترفّع حرفی ہے یعنی حروف مائیہ کو ہوائیہ سے بدلا جائے
اور حروف ہوائیہ کو ترابیہ سے اور حروف ترابیہ کو ناریہ سے۔ اس عمل مین
حروف ناریہ بحال خود رہین گے۔ اس لئے کہ ناریہ سے زیادہ عالی درجہ نہین ہے
جس مین اس کا ترفّع ہو سکے۔ باب اول کی پہلی فصل مین بذیل الفاظ جمل جو نقشہ
ابجد عناصر کا گزرا ہے اوس کے معائنہ سے معلوم ہوگا کہ سب سے آخری درجہ
حروف مائیہ کا ہے اور اس سے بالاتر حروف ہوائیہ کا اور اس سے بالاتر
حروف ترابیہ اور اس سے بلند تر درجہ مین حروف ناریہ۔
مثلاً اگر لفظ حامد کو بسط ترفّع طبعی کرنا چاہین تو (ح) کو جو مائی ہے اسی کے

ہم رتبہ بالاتر درجۂ ہوائی ہین (ز) سے بدلین اور (ا م) کو بحال خود رکہین
اس لئے کہ دونون ناریہ ہین اور ناریہ کے ترفع کے لئے کوئی بالاتر درجہ نہین ہے
پہر (د) کو جو مائیہ مرتبۂ اول ہے اس کے درجۂ بالا مین (ج) سے بدلین جس کا
مرتبہ ہوائیہ مین اول ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس عمل سے لفظ حامد کا بسط ترفع
طبعی ز ا م ج ہوا جس کے عدد ۵۱ ہین پس اس صنعت کا نتیجہ یہ کہ جب
ہم نے لفظ حامد کا استعمال کیا جس کے عدد اصلی ۵۳ ہین تو اس صنعت کی
وجہ سے اس کے عدد ۵۱ محسوب ہوئے۔

بعض محققین نے اس صنعت کے متعلق کہا ہے کہ اربعہ عناصر مین سب سے پہلا
اور فائق درجہ ناریہ کا ہے اور اس کے بعد ہوائیہ کا اور پہر مائیہ کا اور سب سے آخر
ترابیہ کا پس بسط ترفع طبعی مین حروف ترابیہ کو مائیہ سے بدلنا چاہیئے اور مائیہ کو
ہوائیہ سے اور ہوائیہ کو ناریہ سے اور ناریہ حروف بحال خود قائم رہین گے۔
صاحب معدن الجواہر نے بہی اسی سلسلہ کو بیان فرمایا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم بہی
اسی کے ساتہ متفق ہین۔ نقشۂ متذکرۂ الفاظ جمل مین جو ترتیب قائم ہوئی ہے وہ
باعتبار خاص ہے۔

ہم کو بہی محققین بالا سے اتفاق ہے۔ ہم نے اس صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے
جس کو تمثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین۔

	ہجرت کی مُلّا واعظ نے	افسوس وکن سے چلے واعظ	
	لو بسط ترفع طبعی سے	تاریخ سفر ہے خدا حافظ ۱۲۹۲	

(تشریح)

حروف لفظ خداحافظ	خ	د	ا	ح	ا	ف	ظ	میزان
حروف بعد بسط ترفع طبعی	ث	ج	ا	ز	ا	ف	ذ	
اعداد	۵۰۰	۳	۱	۷	۱	۸۰	۷۰۰	۱۲۹۲

الفاظ خداحافظ کے حقیقی اعداد ۱۵۹۴ تھے لیکن بسط ترفع طبعی کے بعد اس کے اعداد ۱۲۹۲ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ح) بسط کی آٹھوین قسم بسط ترفع بالطبع ہے۔ یہ اس عمل کا نام ہے کہ ہم ایک طبیعت کے حروف سے ایک حرف کو اسی طبیعت کے بلند مرتبہ حرف کے ساتھ بدلین یعنی اس کو ترقی دین۔

ملاحظہ ہو نقشہ متعلقہ ابجد عناصر مندرجہ فصل دوم باب اول جس مین حروف ناریہ - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ - ہین - اگر ہم کو الف کا ترفع بالطبع مقصود ہو تو اُس کو ہ سے بدلین گے۔ جس کا درجہ باعتبار اعداد الف سے فائق ہے اسی طرح ہ کو ط سے بدلین گے اور ط کو م سے اور م کو ف سے اور ف کو ش سے اور ش کو ذ سے۔

پس اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفع بالطبع چاہین تو ح - ل سے بدلیگی اور الف - ہ سے اور م - ف سے اور - د - ح سے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس عمل کے بعد ۱۲۳ ہو جاوین گے۔ تاریخ ذیل اسی صنعت کی مثال ہے۔

ببین یہ نسخۂ نادر بفن طبعیات　　رسالہ ایست کہ تعلیم را بود موضوع

ضیا بہ صنعت بسط ترفع بالطبع　　رقم زدہ سنہ طبعش صحیفۂ مطبوع

۱۱۲۵

(تشریح)

حروف جملی مادۂ تاریخ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
حروف بعد بسط ترفع بالتطبع	ت	ل	ن	ش	ط	ف	م	و	ی	ر	
اعداد	۴۰۰	۳۰	۵۰	۳۰۰	۹	۸۰	۴۰	۶	۱۰	۲۰۰	1125

(ط) بسط کی نوین قسم ـ بسط ترفیع اوتار ہے ـ اوتار عربی زبان کا لفظ جمع ہے وتر کی بمعنی عدد طاق و فرد ـ اور اعداد جمل کے ہر مرتبہ مین ـ ۱ ـ ۳ ـ ۵ ـ ۷ ـ ۹ اوتار ہین پس آحاد مین ـ ا ـ ج ـ ہ ـ ز ـ ط ـ اور عشرات مین ـ ی ـ ل ـ ن ع ـ ص ـ اور مآت مین ـ ق ـ ش ـ ث ـ ذ ـ ظ ـ اور الوف مین غ حروف اوتار کہلاتے ہین ـ ترفیع اوتار اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین الف کے عوض ج لین اور ج کے عوض ہ اور ہ کے عوض ز اور ز کے عوض ط لیکن اگر ط واقع ہو تو وہ بحال خود رہے گی اس لئے کہ آحاد مین اس سے فائق درجہ اوتار کا نہین ہے ـ

اسی طرح عشرات مین ی کی جگہ ل اور ل کے عوض ن محسوب ہوگا اور ن کے عوض ع اور ع کے عوض ص اور ص بحال خود رہیگا علیٰ ہذا مآت مین ق کی جگہ ش اور ش کے عوض ث اور ث کے عوض ذ اور ذ کے عوض ظ اور ظ بحال خود قائم رہے گی ـ اور الوف مین غ بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ اس سے فائق عدد کا حرف نہین ہے ـ

اور حروف ازواج بحال خود قائم رہین گے۔ حروف ازواج وہ ہین جو اوتار کے سوا ہون۔ جن کا بیان آگے آوے گا۔

مثلاً لفظ حامد کا بسط ترفع اوتار ح ج م د ہے۔ حرف اول بحال خود رہا اس لئے کہ اوتار سے خارج ہے۔ اور الف کو ج سے بدلا اس لئے کہ الف سے فائق درجہ جیم کا ہے اور م اور د بحال خود رہے اس لئے کہ دونون اوتار نہین ہین۔ نتیجہ اس عمل کا یہ ہوا کہ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے بعد اس عمل کے ۵۵ ہوگئے۔

ہم تاریخ ذیل تمثیلاً عرض کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے۔

گشت تعمیر مسجد عالی	بایدم گفت ای دلا تاریخ
من بصنع ترفع اوتار	گفتمش خانۂ خدا تاریخ ۱۲۸۷

(تشریح)

حروف اصلی	خ	ا	ن	ہ	خ	د	ا	میزان
حروف بعد ترفع اوتار	خ	ج	ع	ز	خ	د	ج	
اعداد	۶۰۰	۳	۷۰	۷	۶۰۰	۴	۳	۱۲۸۷

نقشۂ بالا مین خ۔ د۔ دونون بحال خود رہے اس لئے کہ وہ حروف اوتار نہین ہین بلکہ ازواج ہین اور ا۔ ج سے بدلا اور ن کے عوض ع محسوب ہوا۔ اسی طرح ہ کے عوض ز اور پھر ا کے عوض ج۔ اس صنعت کی وجہ سے الفاظ خانۂ خدا کے اعداد اصلی جو ۱۲۶۱ تھے۔ ۱۲۸۷ ہوگئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ی) بسط ترفّع ازواج ۔ دسوین قسم ہے بسط کی ۔ ازواج ۔ زبان عربی مین زوج کی جمع ۔ اور زوج ۔ وتر کا ضد ہے جو اعداد طاق نہین ہین بلکہ جفت ہین اون کے حروف کو ہر مرتبہ مین ترقی دینے کا نام بسط ترفّع ازواج ہے ۔
اعداد ازواج ۔ ۲ ۔ ۴ ۔ ۶ ۔ ۸ ۔ ہین ۔ اور حروف آحاد مین ب ۔ د ۔ و ۔ ح ۔ اور عشرات مین حروف ۔ ک ۔ م ۔ س ۔ ف ۔ اور مآت مین حروف ۔ ر ت ۔ خ ۔ ض ۔ حروف ازواج سے موسوم ہین ۔
پس ترفّع ازواج اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین ب کے عوض دلین اور د کے عوض و ۔ اور و کے عوض ح ۔ اور ح بحال خود رہے گی اسلئے کہ اس سے زیادہ آحاد مین کسی زوج کا درجہ نہین ہے ۔
اسی طرح عشرات مین حرف ازواج کا شمار ک کے عوض م اور م کے عوض س اور س کے عوض ف اور ف بحال خود رہیگی ۔ اس لئے کہ عشرات مین ف سے فائق کوئی حرف زوج نہین ہے ۔
علیٰ ہذا مآت مین حروف ازواج کا شمار ر کے عوض ت اور ت کے عوض خ اور خ کے عوض ض ۔ اور ض بحال خود قائم رہے گا ۔ اس لئے کہ مآت مین ض سے فائق کوئی زوج نہین ہے ۔
اور الوف مین غ اس لئے بحال خود رہے گا کہ اس سے ازواج کو کوئی تعلق نہین ہے ۔
اور اس عمل مین اور تمام اوتار بھی بحال خود رہین گے اسی طرح جس طرح صنعت ماضیہ مین تمام ازواج بحال خود تھے ۔

اب ہم لفظ حامد کا بسط ترفّع ازواج کرتے ہین۔ ح۔ بحال خود ہے۔ کیونکہ
احاد مین اس کا درجہ سب سے عالی ہے۔ اور (الف) بھی بحال خود چھوڑا گیا کیونکہ
اوتار سے ہے اور (م) حسب قاعدۂ بالا اس سے بدلا گیا۔ د۔ و ہوگئی
حاصل یہ ہوا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس صنعت سے ۲۱ ہوگئے۔
مندرجہ ذیل تاریخ ایک مشہور شادی کے متعلق کسی نے اسی صنعت مین لکھی ہے

حکمت اسعد خان طبیب دکن	بقدوم عروس شد خوش حال
من بہ بسط ترفّع ازواج	کدخدا شد حکیم ۱۲۷۷ھ گفتم سال

نقشۂ ذیل سے مادّۂ تاریخ مین صنعت کا عمل ظاہر ہوتا ہے۔

حروف اصلی مادّۂ تاریخ	ل	و	ض	و	ا	ل	و	ح	ی	س	م	میزان
حروف بعد بسط ترفّع ازواج	م	و	ض	و	ا	ل	و	ح	م	ی	س	
اعداد	۴۰	۶	۸۰۰	۶	۱	۳۰	۶	۸	۴۰	۱۰	۶۰	۱۲۷۷

بعض ائمۂ جمل نے لکھا ہے کہ ایک ہی تاریخ مین بسط ترفّع اوتار و ازواج ہو سکتا ہے
ہم یہ کہتے ہین کہ اس کی کیا تخصیص ہے ایک ہی تاریخ مین متعدد صنائع سے کام لیا جا سکتا ہے
(ک) صاحب مفتاح الاستخراج نے فرمایا ہے کہ بسط تنزّل بھی تاریخ کی ایک صنعت ہے
صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ اس کی چار قسم ہین (۱) بسط تنزّل عددی
(۲) بسط تنزّل حرفی (۳) بسط تنزّل طبعی (۴) بسط تنزّل بالطّبع۔ اور یہ
برعکس ہے بسط ترفّع کے۔ آپ نے اپنے اس بیان کو اس عبارت پر ختم فرمایا ہے
قس علی ذالک فی کل الامثلۃ لان العاقل تکفیہ الاشارۃ۔ یعنی تمام امثلہ

ہین اسی پر قیاس کر لو بدین وجہ کہ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پھر آپ ہی کا قول ہے کہ بسط تنزل اوتار و بسط تنزل ازواج بھی ایک قسم ہے جس کو صاحب مفتاح الاستخراج نے لکھا ہے من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ یعنی جو شخص اسکو معلوم کرنا چاہے پس رجوع کرے اس کی جانب۔ ہم نے اس کے بیان کو کتاب محول علیہ مین بھی غیر صریح پایا لہذا یہی مناسب خیال کیا کہ اپنے طرز کے مطابق ایک قسم کا بیان صراحت کے ساتھ کرکے آگے بڑھین۔

پس بسط تنزل عددی بسط کی گیارھوین قسم ہے۔ اس سے مراد عدد حرف کا اپنے درجہ اور مرتبہ سے درجہ و مرتبۂ ادنیٰ مین تنزل پانا ہے یعنی اگر ایک حرف کا عدد درجۂ آحاد کا ہے تو اوس کا تنزل نہ ہو سکے گا اس لئے کہ آحاد سے کمتر کوئی درجہ نہین ہے۔

لیکن اگر وہ عدد حرف جس کا تنزل مقصود ہے عشرات کا عدد ہے تو اسکا تنزل درجۂ آحاد مین بلحاظ مرتبہ ہو سکیگا جیسے کاف کے عدد کا مرتبہ درجہ عشرات مین دوسرا ہے تو اوس کا تبادلہ تنزّلی درجہ آحاد مین ب کے عدد کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ ب کا مرتبہ بھی درجۂ آحاد مین دوسرا ہے۔

اسی طرح آت کا تنزل عشرات کے درجہ مین بلحاظ مرتبہ اور آلف کا تنزل درجہ آت کے پہلے مرتبہ مین۔

مثلاً (غ) کے عدد کا تبادلہ تنزّلی ق کے عدد کے ساتھ۔

پس اگر ہم لفظ زید مین بسط تنزل عددی کرنا چاہین تو ز کا عدد بحال خود رہے گا اس لئے کہ وہ خود درجہ آحاد کا عدد ہے۔ اور ی کا عدد ۱۰ جو درجۂ

عشرات کے مرتبۂ اوّل کا عدد ہے درجۂ آحاد کے مرتبۂ اوّل یعنی الف کے عدد کے ساتھ بدل کر بعوض ۱۰ کے (۱) رہجائیگا۔ اور دال کا عدد (۴) بحال خود رہیگا اس لئے کہ وہ یہی درجۂ احاد کا ہے۔ جیسا کہ پہلے حرف کا عدد۔ پس اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زید کے مجموعی اعداد (۲۱) اس صنعت سے (۱۲) ہو جائینگے۔ تاریخ ذیل اسی صنعت مین الٰہی گنج ہے جو ایک خمسۂ ہجو کا آخری بند ہے مصنّف تاریخ سے ہم آگاہ نہین ہین۔ (ع) متاع نیک ہر دکان کہ باشد ؎

خدمت گھٹی تو ظلم بڑہا ہائے رے غضب	تنخواہ کم ہوئی تو زیادہ ہوئی طلب
بسط تنزل عددی کا ہے یہ سبب	خمسہ کا بند داخل تاریخ سب کا سب

سچ ہے حرامزادے کی رسّی دراز ہے

اس سالم بند کے حروف مین بسط تنزل عددی کرنے سے ۱۳۰۰ہجرے حاصل ہوتا ہے۔

(تشریح)

مصرع اول

حروف	خ	د	م	ت	گ	ہ	ث	ی	ت	و	ظ	ل	م
اعداد	۶۰۰	۴	۴۰	۴۰۰	۲۰	۵	۴۰۰	۱۰	۴۰۰	۶	۹۰۰	۳۰	۴۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۴	۴۰	۲	۵	۴۰	۱	۴۰	۶	۹۰	۳	۴

حروف	ب	ڑ	ہ	ا	ہ	ا	ے	ر	ے	غ	ض	ب	
اعداد	۲	۲۰۰	۵	۱	۵	۱	۱۰	۲۰۰	۱۰	۱۰۰۰	۸۰۰	۲	
تنزل عددی	۲	۲۰	۵	۱	۵	۱	۱	۲۰	۱	۱۰۰	۸۰	۲	

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع اول (۵۳۷)

مصرع دوم

حروف	ش	ن	خ	و	ا	ہ	ک	م	ہ	و	ی	ی	ت
اعداد	۳۰۰	۵۰	۶۰۰	۶	۱	۵	۲۰	۴۰	۵	۶	۱۰	۱۰	۴۰۰
تنزل عددی	۳۰	۵	۶۰	۶	۱	۵	۲	۴	۵	۶	۱	۱	۴۰

حروف	و	ز	ی	ا	د	ہ	ہ	و	ی	ی	ط	ل	ب
اعداد	۶	۷	۱۰	۱	۴	۵	۵	۶	۱۰	۱۰	۹	۳۰	۲
تنزل عددی	۶	۷	۱	۱	۴	۵	۵	۶	۱	۱	۹	۳	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع دوم (۳۳۷)

مصرع سوم

حروف	ب	س	ط	ت	ن	ز	ل	ع	د	د
اعداد	۲	۶۰	۹	۴۰۰	۵۰	۷	۳۰	۷۰	۴	۴
تنزل عددی	۲	۶	۹	۴۰	۵	۷	۳	۷	۴	۴

حروف	ی	ک	ا	ہ	ا	ی	ہ	س	ب	ب
اعداد	۱۰	۲۰	۱	۵	۱	۱۰	۵	۶۰	۲	۲
تنزل عددی	۱	۲	۱	۵	۱	۱	۵	۶	۲	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع سوم (۱۱۳)

مصرع چہارم

حروف	خ	م	س	ہ	ک	ا	ب	ن	و	و	ا	خ
اعداد	۶۰۰	۴۰	۶۰	۵	۲۰	۱	۲	۵۰	۴	۴	۱	۶۰۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۶	۵	۲	۱	۲	۵	۴	۴	۱	۶۰

حروف	ل	ت	ا	ر	ی	خ	س	ب	ک	ا	س	ب
اعداد	۳۰	۴۰۰	۱	۲۰۰	۱۰	۶۰۰	۶۰	۲	۲۰	۱	۶۰	۲
تنزل عددی	۳	۴۰	۱	۲۰	۱	۶۰	۶	۲	۲	۱	۶	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع چہارم (۲۹۸)

مصرع پنجم

حروف	س	چ	ہ	ی	ح	ر	ا	م	ز	ا	د	ی
اعداد	۶۰	۳	۵	۱۰	۸	۲۰۰	۱	۴۰	۷	۱	۴	۱۰
تنزل عددی	۶	۳	۵	۱	۸	۲۰	۱	۴	۷	۱	۴	۱

حروف	ک	ی	ر	س	ی	و	ر	ا	ز	ہ	ی	
اعداد	۲۰	۱۰	۲۰۰	۶۰	۱۰	۴	۲۰۰	۱	۷	۵	۱۰	
تنزل عددی	۲	۱	۲۰	۶	۱	۴	۲۰	۱	۷	۵	۱	

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع پنجم (۱۲۹) صدر جملہ ۱۳۰۴ ہجری

(ل) بسط تنزل حرفی ۔ بسط کی بارہوین قسم ہے اور یہ عکس ہے بسط ترقی حرفی کا یعنی ابجد ہوزحطی کے ایک حرف کو اوس کے ماقبل کے حرف سے بدلنے کو بسط تنزل حرفی کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک حرف کے ماقبل کا حرف باعتبار عدد ابعد سے کم رتبہ رکہتا ہے ۔ اسی سے اس قسم کی وجہ تسمیہ ظاہر ہوتی ہے ۔ اس صنعت مین الف بحال خود رہتا ہے اس لئے کہ اس سے کم مرتبہ کا کوئی حرف نہین ہے جس کے ساتھ اس کا تنزل ہو سکے ۔

پس اگر لفظ بکر کا بسط تنزل حرفی کرین تو ب ۔ الف سے بدلی جائیگی اور کاف ی سے اور ر ۔ ق سے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ بکر کے اعداد بعوض ۲۲۲ کے ۱۱۱ رہجاوین گے ۔ اسیطرح لفظ حامد مین ح ۔ ز ۔ سے بدلی جائیگی اور الف بحال خود رہے گا اس لئے کہ اس سے کم رتبہ کا کوئی حرف نہین ہے ۔ اور م ۔ ل سے بدلا جاوے گا اور د کی جگہ ج قائم ہوگا ۔ پس لفظ حامد کے اعداد مجموعی جو فی الحقیقت ۵۳ تہے اس قاعدہ سے ۴۱ رہ جاوین گے ۔

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکہی گئی ہے ۔

فضل[1] حق سے نے بچا لیا اون کو	رہ گیا سارا طمطراق یہان
ہوا سال تنزل حرفی	گرے گہوڑے سے برکت اللہ خان ۱۳۰۳

ب	ے	س	ے	ڑ	و	ہ	ک	ی	ر	ک	حروف اصلی
ا	ط	ن	ط	ق	ہ	د	ی	ط	ق	ی	نتیجہ بسط تنزل حرفی
۱	۹	۵۰	۹	۱۰۰	۵	۴	۱۰	۹	۱۰۰	۱۰	اعداد

[1] فضل حق خادم خاص کا نام تہا جس نے آقا کو گرتے ہوئے تہام لیا تہا ۔

میزان											حروف اصلی
	ج	ـ	خ	ہ	ح	ح	ـ	ث	ع	ر	
	م	ـ	ت	د	ک	ک	ـ	ش	ی	ق	نتیجہ بسط تنزل حرفی
۱۳۰۳	۴۰	۱	۵۰۰	۴	۲۰	۲۰	۱	۳۰۰	۱۰	۱۰۰	اعداد

(۴) بسط تنزل طبعی ۔ یہ اقسام بسط کی تیرہویں قسم ہے ۔ یہ وہ ہے کہ حروف ناریہ کو ہوائیہ کے ساتھ اور ہوائیہ کو مائیہ کے ساتھ اور مائیہ کو ترابیہ کے ساتھ تنزل کیا جائے یعنی بدلا جائے ۔

ہم نے بسط ترفع طبعی میں بیان کیا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ناریہ کا ہے اور پھر ہوائیہ کا اور اس کے بعد مائیہ کا پھر ترابیہ کا ۔ پس بڑے درجہ کے حرف کو اس سے کم درجہ کے حرف کے ساتھ بدلنے کا نام بسط تنزل طبعی ہے ۔ اس عمل میں حروف ترابیہ کسی اور حرف کے ساتھ بدلے نہ جاویں گے بلکہ بحال خود رہیں گے اس لئے کہ ترابیہ سے کم درجہ کوئی نہیں ہے یعنی ترفع میں ناریہ کے ساتھ جو عمل تھا وہی عمل تنزل میں ترابیہ کے ساتھ ہے ۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ خالد میں بسط تنزل طبعی کریں تو (خ) جو کہ آبیہ میں چھٹے مرتبہ کا حرف ہے خاکیہ کے اسی مرتبہ کے حرف (ت) کے ساتھ بدلا جائے گا ۔ اور (الف) جو ناریہ کے پہلے مرتبہ کا حرف ہے (ج) ہوائیہ کے پہلے مرتبہ کے حرف سے بدلے گا ۔ اسی طرح (ل) جو آبیہ کے تیسرے مرتبہ کا حرف ہے (ی) سے تبدیل ہوگا اس لئے کہ خاکیہ میں (ی) کا مرتبہ بھی تیسرا ہی ہے ۔ اور علیٰ ہذا القیاس (د) کا تبادلہ اور تنزل (ب) سے ہوگا ۔

اس عمل سے حاصل یہ ہوگا کہ خالد کے عدد حقیقی ۶۳۵ صرف ۴۱۵ رہ جائیں گے

تاریخ ذیل اسی صنعت مین پائی گئی ہے ۔

وہ زور و شور اب نہین باقی رہا جناب		خدمت جو آج ہاتھ سے اِن کے نکل گئی
وہ نخوت و غرور کہان اور یہ انکسار		آثار اس کے ہین کہ طبیعت سنبھل گئی
اپنے چھپے رہین وہ ہم کو کسی سے ہے کیا غرض		شکر خدا کہ کالی بلا سر سے ٹل گئی
لکھو تو آ تنزل طبعی سے اس کا سال		بگڑی ہوا تو صاف طبیعت بدل گئی ۱۲۹۳ھ

حروف اصلی	ب	گ	ڑ	ی	ہ	و	ا	ت	و	ص	ا	ف	ط
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ب	ک	ص	ی	ز	و	ج	ت	و	ص	ج	ق	ک
اعداد	۲	۳۰	۹۰	۱۰	۷	۶	۳	۴۰۰	۶	۹۰	۳	۱۰۰	۲۰

حروف اصلی	ب	ی	ع	ت	ب	د	ل	گ	ی	ی	
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ب	ی	ن	ت	ب	ب	ی	ل	ی	ی	میزان
اعداد	۲	۱۰	۵۰	۴۰۰	۲	۲	۱۰	۳۰	۱۰	۱۰	۱۲۹۳

(ن) بسط تنزل بالطبع ۔ اقسام بسط کی چودہوین قسم ہے ۔ ایک ہی طبیعت کے حروف مین ایک حرف کا تنزل حرف ما قبل کے ساتھ کرنے کو بسط تنزل بالطبع کہتے ہین

نقشۂ متعلقۂ ابجد عناصر مندرجۂ الفاظ جمل متذکرۂ فصل ۲ باب اول کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ ا ہ ط م ف ش ذ حروف ناری ہین پس ہ کا تنزل الف کے ساتھ اور ط کا تنزل ہ کے ساتھ اور م کا تنزل ط کے ساتھ

اور ف کا تنزل م کے ساتھ اور ش کا تنزل ف کے ساتھ اور ذ کا تنزل ش کے ساتھ ہو سکتا ہے اور الف کا تنزل اس لئے نہ ہو سکے گا کہ اس سے کم درجہ کوئی حرف حروف ناریہ مین نہین ہے۔

پس اگر ہم چاہین کہ لفظ ہاشم کا بسط تنزل بالطبع کرین تو ہ کو الف کے ساتھ بدلین گے اور الف بحال خود رہے گا اور ش کا تبادلہ ف کے ساتھ ہوگا اور م کو ط سے بدلین گے اور اس عمل کی وجہ سے ہاشم کے اعداد بجای ۳۴۶ کے صرف ۹۱ رہ جاوین گے۔

تاریخ ذیل کسی نے اسی صنعت مین لکھی ہے۔

ستم شعار نہ کردی بجور و ظلم دریغ	برین نتیجہ کشیدت مآل افعالت
نوشت شوق بہ بسط تنزل بالطبع	شدہ تنزل خدمت سزاے اعمالت ۶۶۸

حروف اصلی	ش	د	ہ	ت	ن	ز	ل	خ	د	م	ت	س
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	ض	د	ا	ص	ی	ج	ح	ر	د	ط	ص	ک
اعداد	۸۰۰	۴	۱	۹۰	۱۰	۳	۸	۲۰۰	۴	۹	۹۰	۲۰

حروف اصلی	ز	ا	ے	ا	ع	م	ا	ل	ت	میزان
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	ج	ا	و	ا	ل	ط	ا	ح	ص	
اعداد	۳	۱	۶	۱	۳۰	۹	۱	۸	۹۰	۶۶۸

(س) اقسام بسط کی پندرہوین قسم بسط تنزل اوتار ہے ۔ اور
(ع) سولہوین قسم بسط تنزل ازواج ۔ حروف اوتار و ازواج کی تعریف
ہم زبسط ترفع اوتار و ازواج کے ذیل مین بیان کی ہے (دیکھو صنعت ط و ی)
پس اس خاص موقع کے لئے ہم ایک نقشہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو انہین
تعریفات ماضیہ کا لبّ لباب ہے ۔

مدارج	حروف اوتار					حروف ازواج			
احاد	ا	ج	ہ	ز	ط	ب	د	و	ح
	۱	۳	۵	۷	۹	۲	۴	۶	۸
عشرات	ی	ل	ن	ع	ص	ک	م	س	ف
	۱۰	۳۰	۵۰	۷۰	۹۰	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰
مآت	ق	ش	ث	ذ	ظ	ر	ت	خ	ض
	۱۰۰	۳۰۰	۵۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

پس ط کا تنزل ز کے ساتھ اور ز کا تنزل ہ کے ساتھ اور ہ کا تنزل
ج کے ساتھ اور ج کا تنزل الف کے ساتھ بسط تنزل اوتار کہلائے گا ۔ وقس
علی ہذا فی العشرات والمآت والالوف ۔
اسی طرح ح کا تنزل و کے ساتھ و کا تنزل د کے ساتھ د کا تنزل
ب کے ساتھ بسط تنزل ازواج سے موسوم ہوگا ۔ اور یہی عمل عشرات اور مآت
مین ہوگا ۔

سمجھہ رکھنا چاہیئے کہ حروف اوتار سے ۔ ا ۔ ی ۔ ق ۔ غ ۔ کا تنزّل ہوگا
علی ہذا حروف ازواج سے ۔ ب ۔ ک ۔ ر ۔ کا بھی تنزل نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حروف
اپنے اپنے مرتبہ مین کمترین حروف ہین جن سے زیادہ ۔ کم درجہ کا کوئی
دوسرا حرف نہین ہے ۔

اگر ہم ایک ہی لفظ مین یہ دونون صنعتین جاری کرین تو ہوسکتا ہے
لیکن جب صرف ایک صنعت تنزّل اوتار ہی جاری کرین تو ازواج بحال خود رہینگے
یا اگر ہمکو صرف صنعت تنزل ازواج سے کام لینا مقصود ہو تو حروف اوتار
مین کوئی تبدیلی نہ ہوگی ۔

مثلاً ہم نے لفظ ہندہ کا بسط تنزل اوتار کیا تو ہ ۔ ج سے بدلیگی
اور ن ۔ ل سے اور د بحال خود رہے گی اس لئے کہ حروف ازواج
سے ہی اور دوسری ہ بھی ج سے بدل جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندہ
کے اعداد اصلی (۶۴) کے عوض ۴۸ محسوب ہون گے ۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ مین بسط تنزل ازواج کرین تو ہ اور نون
بحال خود رہین گے اس لئے کہ یہ دونون حروف اوتار سے ہین اور د ب سے
بدل جائیگی ۔ اور دوسری ہ بھی بحال خود رہے گی پس (ہندہ) کے اعداد
اس صنعت مین بعوض ۶۴ کے ۶۲ محسوب ہون گے ۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ مین دونون صنعتین جاری کرین تو ہ ۔ ج سے
بدل جائیگی ۔ اور ن ۔ ل سے اور د ۔ ب سے اور ہ ۔ ج سے پس لفظ
ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴) ۔ اس عمل کے بعد ۳۸ ہو جاوین گے ۔

اب ہم ذیل مین دو ایسی تاریخین پیش کرتے ہین جن مین ان دونون صنعتون کا استعمال ہوا ہے ۔

تاریخ بصنعت بسط تنزّل وتار

چور تھا کون کس نے پائی سزا
قتل مقصود کی سفیر سے نے
ترلہ ریزد مگر بعضو ضعیف
زید ہے یہ تنزّل اوتار

ہائے کس کی بلا ہے کس کے سر
ذمہ داری مین پٹ گیا ریٹر
ہیچو خاک ست بندۂ بے زر
آفت آتی ہے بے وسیلون پر
۱۲۴۱

حروف اصلی	ا	ف	ت	ا	ت	ی	ہ	ی	ب	ے
نتیجہ بسط تنزل اوتار	ا	ف	ت	ا	ت	ی	ج	ی	ب	ی
اعداد	۱	۸۰	۴۰۰	۱	۴۰۰	۱۰	۳	۱۰	۲	۱۰

حروف اصلی	و	س	ی	ل	و	ن	پ	ر	میزان
نتیجہ بسط تنزل اوتار	و	س	ی	ی	و	ل	ب	ر	
اعداد	۶	۶۰	۱۰	۱۰	۶	۳۰	۲	۲۰۰	۱۲۴۱

تاریخ بصنعت بسط تنزّل ازواج

مرد باآب وتاب شمس الدین
زور بازو سے وہ بنا تیراک

جو کہ ذرّے سے آفتاب ہوا
اپنے فن مین وہ لاجواب ہوا

تہا وہ استاد ایسا لاثانی — سیر مچھلی جیسے خطاب ہوا
نعش اک یہ چلی جو دریا مین — دیکھ کر اسکو پیچ و تاب ہوا
چوڑ تہا نشۂ جوانی مین — شام تہی مست نیمخواب ہوا
طرفۃ العین مین وہ کود پڑا — ایک عالم کو اضطراب ہوا
ہائے تقدیر سے لڑی تدبیر — ملک الموت کامیاب ہوا
تہی قضا اوس کے سر پہ آن کہڑی — ایک لمحہ مین انقلاب ہوا
اوس کی صورت نہ پہر نظر آئی — اوس کا جینا خیال و خواب ہوا
سال بسط تنزل ازواج — کہو ہاتف وہ غرق آب ہوا ۱۳۲۲

(تشریح)

حروف اصلی	و	ہ	غ	ر	ق	ا	ب	ہ	و	ا	میزان
اعداد	۶	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۶	۱	۱۳۲۶
حروف بعد بسط تنزل ازواج	و	ہ	غ	ر	ق	ا	ب	ہ	و	ا	میزان
اعداد	۴	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۴	۱	۱۳۲۲

(ف) بسط کی سترہوین قسم ۔ بسط تواخی ۔ ہے صاحب مفتاح الاستخراج نے اسکا ذکر کیا ہے اور صاحب کتاب المداخل نے اس کو بسط تشابہ اور بسط تزوج بہی کہا ہے ۔ یہ اوس عمل کا نام ہے کہ ایک حرف کو اوس کے مشابہ اور مشارک دوسرے حرف سے بدل کرین ۔ جیسے ب کو ت یا ث سے یا ت کو ب یا ث سے یا ث کو ب یا ت سے اور یہ حروف باہم تواخی رکہتے ہین یعنی اخوت علی ہذا

ج ح خ مین بھی اخوّت ہے اسی طرح د ذ ۔ ر ز ۔ س ش ۔ ص ض ۔ ط ظ
ع غ ۔ مین ۔ بعض صاحبان تحقیق نے ۔ ف ق ۔ مین بھی اخوّت قائم کی ہے لیکن
اکثر اس کے خلاف ہین اور آخرین کا مذہب عام ہے اور ہم بھی اسی سے متفق ہین۔
پس مادۂ تاریخ مین ب کے عوض ت کے اعداد لینا اور ث کے عوض بے
یا ث کے عوض ت کے اعداد محسوب کرنا یا ج کے عوض ح کے اور ح کے عوض
ج کے یا خ کے عوض ح کے ۔ اسی طرح د کے عوض ذ کے عدد شمار کرنا ۔ یا
ذ کے عوض د کے (وغیرہ) بسط تواخی یا تشابہ یا تزوّج کہلائے گا ۔
مثلاً اگر لفظ حامد مین بسط تواخی کرین تو ح کے عوض ج محسوب ہوگا
اور الف اور م بحال خود رہین گے اور د کے عوض ذ لی جائیگی نتیجہ یہ
ہوگا کہ لفظ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۴۷ ہو جائین گے ۔
بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ ب ت ث اور ج ح خ مین مؤرخ کو
اختیار ہے کہ ان تینون حروف سے ایک حرف کے عوض باقی ماندہ دو حروف سے
[illegible]ں حرف کو چاہین بدلین ۔ ہم یہ کہتے ہین کہ ان بزرگون نے اسپر غور نہین فرمایا
[illegible]ین آزادی کی وجہ سے یہ بہت بڑا نقص تاریخ مین پیدا ہو جائیگا کہ جبتک
[illegible]خ اپنے مادّہ کے ساتھ اپنے طرز عمل کی صراحت نہ کرے گا دوسرا شخص
[illegible]ں مادّہ کے صحیح اعداد پر قادر نہ ہوسکیگا ۔ اہل احتیاط کا وہی مذہب ہے
[illegible]ا کی صراحت ہم نے ابتدا ہی مین بیان کر دی ۔ ہماری رائے مین مؤرخ اوس کی
پابندی کرے تو صرف اس کا اشارہ کہ یہ تاریخ صنعت بسط تواخی مین ہے
کافی ہے ۔ اور ہم اسی کے پیرو ہین ۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معدن الجواہر نے آخر الذکر مذہب کی پیروی کی ہے اسی لئے آپ نے لفظ حامد کے بسط تواخی مین ح کے عوض خ محسوب فرمائی ہے اور ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

	مات شباباً و اسفا		ابن اخی ملا احمد	
	رضی اللہ ۱۳۲۵ عن الملا		بسط تواخ فی عامہ	

حروف اصلی	ر	ض	ی	ا	ل	ل	ہ	ع
نتیجہ بسط تواخی	ز	ص	ی	ا	ل	ل	ہ	غ
اعداد	۷	۹۰	۱۰	۱	۳۰	۳۰	۵	۱۰۰۰

حروف اصلی	ن	ا	ل	م	ل	ا	میزان
نتیجہ بسط تواخی	ن	ا	ل	م	ل	ا	
اعداد	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۳۰	۱	۱۳۲۵

(ص) بسط تجمّع ۔ بسط کی اٹھارہوین قسم ہے ۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہر ایک حرف طالب کو مطلوب کے ساتھ جمع کرنے کا نام بسط تجمّع ہے ۔ مثلاً اگر ہم چاہین کہ لفظ حامد کا بسط تجمّع لفظ جعفر کے ساتھ کرین تو حامد کے حروف ایک سطر مین لکھین اور اس کے ذیل مین جعفر کے حروف جیسے $\frac{ح}{ج}\ \frac{ا}{ع}\ \frac{م}{ف}\ \frac{د}{ر}$ پھر ح کے

عدد (۸) کو عدد ج (۳) کے ساتھ جمع کرین تو ۱۱ ہوے جس کا استنطاق ای آئے
اور پہر الف کے عدد (۱) کو عدد عین ۷۰ کے ساتھ ملادین اس کا مجموعہ ۷۱ ہوا
اور اس کا حاصل استنطاق اع ہے پہر م کے عدد ۴۰ کو عدد ف ۸۰ سے
ملادین تو جملہ ۱۲۰ ہوا اور اس کا استنطاق ک ق ہے۔ اسی طرح د کے عدد ۴
کو ر کے عدد ۲۰۰ کے ساتھ جمع کرین تو ۲۰۴ ہوے جس کا استنطاق د ر ہے۔
پس حروف مستنطقہ (ا۔ی۔ا۔ع۔ک۔ق۔د۔ر۔) کے مجموعی عدد
۴۰۶ محسوب ہون گے۔

ہم کہتے ہین کہ حامد کے اعداد کو جو ۵۳ ہین جعفر کے اعداد ۳۵۳ کے ساتھ
جمع کرنے سے اس کی میزان بہی ۴۰۶ ہولی ہے پہر اس صنعت مین کونسی جدت
اور کیا لطف ہے۔

ہماری راے یہ ہے کہ لائق مؤلف موصوف سے اس مقام پر بہی استنطاق
مین تسامح ہوا ہے جیسا کہ صنعت الف کے ذیل مین ہم نے بیان کیا ہے۔
اگر ہماری تحقیق کے مطابق عمل کیا جاوے تو ۱۱ کا استنطاق ا۔ا ہوگا اور ۷۱
کا استنطاق ا ز۔ اور ۱۲۰ کا استنطاق ک ا۔ اور ۲۰۴ کا استنطاق د ک
پس حامد اور جعفر کے بسط تجمع سے ان دو لفظون کے مجموعی اعداد (۴۰۶)
صرف ۵۵ رہجاوین گے اس لئے کہ حروف ا۔ا۔ا۔ز۔ک۔ا۔د۔ک کے
اعداد کا مجموعہ ۵۵ ہے۔

ہماری راے مین یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اگر ایک مورخ کسی شادی
کی تاریخ لکھے اور ہر ایک شعر مین اس کی پابندی کرے کہ مصرع اول مین دولہا کا

بیان ہوا ور مصرع ثانی میں دولہن کا بیان اور ساتھ ہی اس کا بھی پابند ہو کہ دونوں مصرعوں کے حروف کو تعداداً مساوی رکھے اور پھر ایک مصرع کو دوسرے ساتھ بسط تجمّع کرے اور حاصل استنطاق سے سنۂ مطلوب برآمد ہو تو ایسی تاریخ نہایت تعریف کے قابل ہو گی ۔

تاریخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے جو تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ۔

شد مبارک اقتران النیّرین سالش از بسط تجمّع برکشود	۱۲۷۶	شوہر نجم النسا شد شمس دین مصرع اوّل بوصل آخرین

بسط تجمّع مصرع اوّل و دوم شعر اوّل

حروف مصرع اول	ش	د	م	ب	ا	ر	ک	ا	ق	ت	ر
حروف مصرع ثانی	ش	و	ه	ر	ن	ج	م	ا	ل	ن	س
مجموعہ اعداد	۶۰۰	۱۰	۴۵	۲۰۲	۵۱	۲۰۳	۶۰	۲	۱۳۰	۴۵۰	۲۶۰
استنطاق	خ	ی	ه د	ب ک	ا ه	ج ک	س	ب	ل ا	ن د	س ب
اعداد حاصلہ	۶۰۰	۱۰	۹	۲۲	۶	۲۳	۶۰	۲	۳۱	۵۴	۶۲

حروف مصرع اول	ا	ن	ا	ل	ن	ی	ر	ی	ن	
حروف مصرع ثانی	ا	ش	د	ش	م	س	د	ی	ن	
مجموعہ اعداد	۲	۳۵۰	۵	۳۳۰	۹۰	۷۰	۲۰۴	۲۰	۱۰۰	
استنطاق	ب	ن ج	ه	ل ج	ص	ع	د ک	ک	ق	
اعداد حاصلہ	۲	۵۳	۵	۳۳	۹۰	۷۰	۲۴	۲۰	۱۰۰	۱۲۷۶

اس صنعت کے متعلق اس قدر صراحت کی جاتی ہے کہ مصرع اول کے حروف مصرع دوم کے ساتہ یا شعر اول کے حروف شعر دوم کے ساتہ یا ایک ہی مصرع مین ایک لفظ دوسرے لفظ کے ساتہ بشرطیکہ مساوی الحروف ہو جمع ہو سکتا ہے
نیز یہ بہی ممکن ہے کہ پہلے مصرع کو تیسرے مصرع کے ساتہ اور دوسرے مصرع کو چوتہے مصرع کے ساتہ جمع کرین بشرطیکہ وہ دونون مساوی الحروف ہون۔ بہرحال جس طرز پر بسط تجمع ہوا ہو اوس کی صراحت شعر آخرین مین کر دینا چاہیئے۔

(ق) بسط کی انتیسوین قسم بسط تضاعف ہے۔ صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ بسط تضاعف سے مراد ہر حرف کے اعداد کو دوچند کرکے اوس سے القائے عدد استنطاق حروف کا حاصل کرنا ہے۔ مثلاً ہم لفظ حامد کا بسط تضاعف کرنا چاہتے ہین تو (ح) کے عدد ۸ کو ۱۶ کیا اور (الف) کے عدد کا مضاعف ۲ لیا اور عدد (م) کا مضاعف ۸۰ اور عدد (د) کا مضاعف ۸۔ پہر استنطاقی عمل کیا تو ۱۶ سے و۔ا۔ اور ۲ سے ب اور ۸۰ سے ف اور ۸ سے ح حاصل ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ و۔ا۔ب۔ف۔ح۔ کے مجموعی اعداد ۹۷ ہوئے۔ درحالیکہ لفظ حامد کے اصلی اعداد ۵۳ تہے۔
صاحب معدن الجواہر سے اس صنعت کے استنطاق مین بہی تسامح ہوا ہے
اب ہم ذیل مین ایک تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکہی گئی ہے

سلامت علی خان ہوئے منتظم		مضاعف سے زائد اضافہ ہوا
بڑے نیک دل ہین بڑے نیکذات		خدا اور دے انکو اچہا ہوا

مقدر مین ان کے ترقی ہے اور وَلَاہُم نے بسط تضاعف سے یون		ابہی کیا ہوا ہے ابہی کیا ہوا کہا سال رتبہ دو بالا ہوا

حروف اصلی	اعداد	تضاعف	استنطاق	اعداد حاصلہ
ا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	۱۲	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مجموعہ				[illegible]

(۲۰) بسط کی بیسوین قسم بسط تناصف ہے۔ ہر ایک حرف کے عدد کو بشرطیکہ قابل تنصیف ہو نصف کرکے استنطاق کرنے کا نام بسط تناصف ہے۔ حروف مستنطقہ کے اعداد کا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا۔ صاحب معدن الجواہر نے اسکا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ کیا ہے۔

جن اعداد کی تنصیف بدون کسرات نہ ہو سکے وہ بحال خود رکہے جاوینگے کسی استاد نے کسی بزرگ کی رحلت کی تاریخ اسی صنعت مین آیہ قرآنی ان المتقین فی ظلل وعیون سے حاصل کی ہے جن کی رحلت ۱۲۴۰ھ مین واقع ہوئی تہی۔ محققین فن نے ضمناً اس کا ذکر کیا ہے۔

نقشۂ ذیل سے حسابی عمل بآسانی سمجھ مین آسکتا ہے۔

حروف اصل	ا	ن	ا	ل	م	ت	ق	ی	ن	ف
اعداد	۱	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۴۰۰	۱۰۰	۱۰	۵۰	۸۰
تضعیف	۱	۲۵	۱	۱۵	۲۰	۲۰۰	۵۰	۵	۲۵	۴۰
استنطاق	ا	زہ	ا	و	ک	ر	ن	ہ	زہ	م
اعداد حروف مستنطقه	۱	۷	۱	۶	۲۰	۳۰۰	۵۰	۵	۷	۴۰

حروف اصل	ی	ظ	ل	ل	و	ع	ی	و	ن	یا سبحان
اعداد	۱۰	۹۰۰	۳۰	۳۰	۶	۷۰	۱۰	۶	۵۰	
تضعیف	۵	۴۵۰	۱۵	۱۵	۳	۳۵	۵	۳	۲۵	
استنطاق	ہ	تن	و	و	ج	حہ	ہ	ج	زہ	
اعداد حروف مستنطقه	۵	۵۴	۶	۶	۳	۸	۵	۳	۷	۴۳۴

(ش) صاحب ملخص تسلیم نے صنعت ماضیہ یعنی (بسط تنا صف) کا ذکر نہیں فرمایا ہے بلکہ بسط تضعیف کی تعریف کی ہے اور یہ ایک خاص قسم ہے جو بسط تناصف کے سوا ہے لہذا ہم اس کو اقسام بسط سے اکیسوین قسم قرار دیتے ہین آپ فرماتے ہین کہ بسط تضعیف مین اعداد قابل تضعیف کو اوس وقت تک نصف کرتے چلے جاوین جب تک کہ تضعیف ناممکن ہو پس آخر پر جو عدد ناقابل تضعیف باقی رہ جاے گا وہی حساب مین محسوب ہوگا ہم کہتے ہین کہ اعداد غیر قابل تضعیف

بحال خود رہیں گے۔

مثلاً ہم نے لفظ (سعید) کا بسط تنصیف کیا تو س کے عدد ۶۰ آتے جن کی تنصیف ۳۰ ہے اور پھر اس کی تنصیف ۱۵ ہے چوں کہ ۱۵ کی تنصیف بلاکسر نہیں ہو سکتی لہٰذا ہم نے س کا عدد (۱۵) قرار دیا۔

پھر ع لیا تو اس کے عدد ۷۰ ہیں جس کی تنصیف ۳۵ ہے اور ۳۵ ناقابل تنصیف ہے لہٰذا ع کے اعداد ۳۵ قرار پائے۔

پھر ہم نے ی لی جس کے عدد ۱۰ ہیں۔ ۱۰ کی تنصیف (۵) ہوئی اور (۵) ناقابل تنصیف ہیں لہٰذا ی کے عدد (۵) قائم ہوئے۔

پھر د لی جس کے عدد ۴ ہیں اور ۴ کی تنصیف کی تو ۲ رہے پھر ۲ کی تنصیف کی تو (۱) رہا اور ایک ناقابل تنصیف ہے لہٰذا د کا عدد ایک قرار پایا۔

اس عمل سے لفظ سعید کے اصلی عدد جو ۱۴۴ تھے (۵۶) رہ گئے۔

صاحب مخلص تسلیم نے اس کی تفہیم اچھی طرح نہیں کی ہے۔ اور ہم نے اور کتابوں کے مقابلہ کے بعد نتیجہ مستخرجہ کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔

اب ہم اس صنعت کے لحاظ سے مناسب خیال کرتے ہیں کہ اعداد جمل کی ایک خاص جنتری اسی موقع پر ہدیۂ ناظرین کریں جس سے حساب اعداد میں بڑی سہولت حاصل ہوگی۔

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ا	ناقابل تنصیف	۱

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ب	۲ بعد تنصیف ۱ -	۱
ج	۳ ناقابل تنصیف	۳
د	۴ - ۲ - ۱ -	۱
ہ	۵ ناقابل تنصیف	۵
و	۶ - ۳ -	۳
ز	۷ ناقابل تنصیف	۷
ح	۸ - ۴ - ۲ - ۱ -	۱
ط	۹ ناقابل تنصیف	۹
ی	۱۰ - ۵ -	۵
ک	۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ل	۳۰ - ۱۵ -	۱۵
م	۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ن	۵۰ - ۲۵ -	۲۵
س	۶۰ - ۳۰ - ۱۵ -	۱۵
ع	۷۰ - ۳۵ -	۳۵
ف	۸۰ - ۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ص	۹۰ - ۴۵ -	۴۵
ق	۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ر	۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ش	۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ت	۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ث	۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵ -	۱۲۵
خ	۶۰۰ - ۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ذ	۷۰۰ - ۳۵۰ - ۱۷۵	۱۷۵
ض	۸۰۰ - ۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ظ	۹۰۰ - ۴۵۰ - ۲۲۵ -	۲۲۵
غ	۱۰۰۰ - ۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵

متاخرین سے کسی طبّاع شاعر نے ایک ظالم کی وفات کی تاریخ اسی صنعت مین لکھی ہے وہو ہذا

تا روز جزا فتنہ گرے رفت بخواب	اور ست ز خلق ورست خلقے زعذاب
بسط تنصیف سال رحلت گردید	بگذشت ز خلق ظالم خانہ خراب

(ت) بسط کی بائیسوین قسم بسط تضارب ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ایک لفظ (جس کو طالب کہتے ہین) کے ایک حرف کو دوسرے لفظ (جس کا نام مطلوب ہے) کے ایک حرف مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدۂ استنطاق نیا حرف پیدا کرنے کا نام (بسط تضارب) ہے مثلاً ہم کسی شادی کی تاریخ کے لئے خالد کو دولہا فرض کرین۔ اور ہندہ کو اوس کی دلہن

تو خالد اصطلاح جمل مین طالب ہوگا اور ہندہ مطلوب۔ اور ان کے حروف مع
اعداد حسب ذیل ہون گے خ/۶۰۰ ا/۱ ل/۳۰ د/۴ × ہ/۵ ن/۵۰ د/۴ ہ/۵

پس (خ) کے عدد کو عدد (ہ) مین ضرب دینے سے	۳۰۰۰ حاصل ہوے
اور (ا) کے عدد کو عدد (ن) مین ضرب دینے سے	۵۰ 〃
اور عدد (ل) کو عدد (د) مین ضرب دینے سے	۱۲۰ 〃
اور عدد (د) کو عدد (ہ) مین ضرب دینے سے	۲۰ 〃

اب ہم نے بقاعدۂ استنطاق ۳۰۰۰ سے ایک صفر چھوڑ کر ۳۰۰ سے (ش) حاصل کیا اور ۵۰ سے (ن) اور ۱۲۰ سے (ک-ا) اور ۲۰ سے (ک) پس ش ن ک ا ک کے مجموعی عدد ۳۹۱ ہین اور یہی گویا سنہ مطلوب ہے
تاریخ ذیل ایک واقعۂ قتل کے متعلق اسی صنعت مین لکھی گئی ہے۔

وا۔ل معشوق عاشق ہوگیا بعد از قصاص	قاتل و مقتول کو یک جا کیا تلوار نے
سال سمت رند نے بسط تضارب سے کیا	جان ہی کر قتل شیرین کو کیا سردار نے

(التشریح)

حروف مقتول (شیرین)	ش	ی	ر	ی	ن
اعداد	۳۰۰	۱۰	۲۰۰	۱۰۰	۵۰
حروف قاتل (سردار)	س	ر	د	ا	ر
اعداد	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰
حاصل ضرب اعداد	۱۸۰۰۰	۲۰۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰۰۰
استنطاق	ض-ا	ر	ض	ی	ق
اعداد حروف مستنطقہ	۸۰۱	۲۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰

میزان اعداد حروف مستنطقہ ۱۹۱۱ سمت

(ث) بسط کی تیئیسوین قسم بسطِ تکسّر ہے۔ کسور صحیحہ حروفِ لفظِ مطلوب سے بقاعدہٴ استنطاق نئے حروف کے حاصل کرنے کو بسط تکسّر کہتے ہین۔

واضح ہو کہ کسور ۹ ہین

$\frac{1}{2}$ $\frac{1}{3}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{5}$ $\frac{1}{6}$ $\frac{1}{7}$ $\frac{1}{8}$ $\frac{1}{9}$ $\frac{1}{10}$

لفظ مطلوب سے ہر ایک حرف کے عدد مین جو کسر جتنی بار کاملاً تقسیم پاتی ہو یعنی طرح ہوتی ہو اس کو لکھہ لین۔ پہر اون کسرات سے بقاعدہٴ استنطاق حروف حاصل کرین اور جب یہی عمل کل حروف لفظ مطلوب کی نسبت کامل ہوجائے تو حروف مستنطقہ کے اعداد کو جمع کر لین وہی نتیجہ ہوگا بسط تکسّر کا۔ جن حروف کے اعداد مین یہ قاعدہ جاری نہ ہوتا ہو وہ بحال خود رہینگے بعض محققین نے کہا ہے کہ ان حروف کا ترک کرنا اولے ہے۔ لیکن غلبہ صورت اول پر ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ حامد کا بسط تکسّر کرین تو پہلے ہم نے ح کو لیا اور دیکہا کہ اس کا عدد ۸ ہے اور ۸ کا $\frac{1}{2}$ = ۴ اور $\frac{1}{4}$ = ۲ اور $\frac{1}{8}$ = ۱ پس ۴ کا استنطاق د ہوا اور ۲ کا ب اور ۱ کا الف۔

پہر الف کو لیا جس کا عدد ۱ ہے۔ یہ کسی کسر پر تقسیم نہین پاتا لہذا اسکو بحال خود رکہا اور اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پہر م کو لیا جس کے عدد ۴۰ ہین اس کا $\frac{1}{2}$ = ۲۰ کے اور $\frac{1}{4}$ = ۱۰ اور $\frac{1}{5}$ = ۸ اور $\frac{1}{8}$ = ۵ اور $\frac{1}{10}$ = ۴۔ پس ۲۰ سے ک حاصل ہوا۔ اسیطرح ی اور ۸ سے ح اور ۵ سے ہ اور ۴ سے (د)

پہر د کو لیا جس کا عدد ۴ ہے اس کا $\frac{1}{2}$ = ۲ اور $\frac{1}{4}$ = ۱

پس (۲) سے ب حاصل ہوئی اور (۱) سے الف ۔

اب ہم نے حروف مستنبطہ د ۔ ب ۔ ا ۔ ا ۔ ک ۔ ی ۔ ح ۔ ہ

د ۔ ب ۔ ا ۔ کو جمع کر کے ان کے اعداد مجموعی (۵۸) حاصل کئے یہی ہے

(حامد) کا بسیط تکسیر ۔

کسی چھپے رستم کی ایک تاریخ ہمارے گوش زد ہوئی ہے جس میں اس نے اسی صنعت کا استعمال کیا ہے ۔ اگرچہ اس نے ہجو کی ہے لیکن ہم اپنے کام سے کام رکھتے ہیں اور اس تاریخ کو تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ۔

اے مار سیاہ کس ندانست	این حال کہ بغتۃً بمیری
مالت برود بدست اغیار	زانان کہ تو گوئیا فقیری
بود آن کہ مدام فاقہ بدست	تو دولت شد بعہد پیری
کیا شان خدا ہے ایک دم میں	دولت سے بدل گئی فقیری
ہے بسیط تکسیر اس کی تاریخ	میراث میں مل گئی امیری

(نوٹ) معزز ناظرین ہم کو معاف فرماویں کہ ہم نے بضمن نظائر حتی الامکان تواریخ ہجو سے احتراز کیا ہے لیکن جب صنعت مطلوبہ میں کوئی اور تاریخ ہم کو نہ ملی تو ناگزیر ایسی تاریخوں کو پیش کیا ہے جیسی یہ تاریخ ہے اور مورخ کے نام کو دانستہ ترک کیا ہے ۔

(تشریح)

حروف	م	ی	ر	ا	ث	م	ی	ن	م	ل	ک	ی	ا	م	ی	ر	ی	میزان
اعداد و کسورات	۴۰	۱۰	۲۰۰	۱	۵۰۰	۴۰	۱۰	۵۰	۴۰	۳۰	۲۰	۱۰	۱	۴۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۰
۱/۲	۲۰	۵	۱۰۰	۰	۲۵۰	۲۰	۵	۲۵	۲۰	۱۵	۱۰	۵	۰	۲۰	۵	۱۰۰	۵	۶۰۵
۱/۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰
۱/۴	۱۰	۰	۵۰	۰	۱۲۵	۱۰	۰	۰	۱۰	۰	۵	۰	۰	۱۰	۰	۵۰	۰	۲۷۰
۱/۵	۸	۲	۴۰	۰	۱۰۰	۸	۲	۱۰	۸	۶	۴	۲	۰	۸	۲	۴۰	۲	۲۴۲
۱/۶	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵
۱/۷	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۱/۸	۵	۰	۲۵	۰	۰	۵	۰	۰	۵	۰	۰	۰	۰	۵	۰	۲۵	۰	۷۰
۱/۹	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۱/۱۰	۴	۱	۲۰	۰	۵۰	۴	۱	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۴	۱	۲۰	۱	۱۲۱
میزان	۴۷	۸	۲۳۵	۰	۵۲۵	۴۷	۸	۴۰	۴۷	۳۹	۳۱	۸	۰	۴۷	۸	۲۳۵	۸	۱۳۳۳

تاریخ متذکرۂ بالا مین مورخ نے لفظ ملگئی مین صرف ایک یا محسوب کی ہے یہ اسکا تسامح اور قواعد جمل سے ناواقفیت ہے ۔

دو الف کے اعداد کو اس نے محسوب نہین کیا ہے ۔ یہ عمل درست ہے اس لیے کہ عدد الف کسرات پر تقسیم نہین ہوتا اور قاعدۂ متذکرۂ بالا نے اس کی اجازت دی ہے کہ ایسے حروف کے عدد خواہ محسوب کرین یا نہ کرین مورخ کو اختیار ہے ۔

ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ جب بسط تکسّر مین صرف کسرات سے کام لیا جائے تو اون حروف کو داخل حساب نہ کرنا چاہیئے جن کے اعداد کی تقسیم کسرات پر نہین ہوتی اور ایسا حرف صرف الف ہے ۔ لائق مورّخ نے جو عمل کیا ہے وہ درست ہے ۔

(خ) بسط کی چوبیسوین قسم بسط تقوّی ہے ۔ بقول صاحب معدن الجواہر اسکی تین قسم ہین ۔ (۱) ضرب باطن در باطن (۲) ضرب ظاہر در ظاہر ۔ (۳) ضرب باطن در ظاہر ۔ اب ہم قسم اول کی حقیقت عرض کرتے ہین جس کو اہل جمل نے بسط تضارب باطن سے بھی موسوم کیا ہے ۔ پس ہمارے سلسلۂ شمار صنائع بسط مین چوبیسوان نمبر اسیکا ہے ۔ متقدمین محقّق نے قسم اول و دوم کا ذکر کیا ہے اور قسم سوم غالباً متاخرین کی ایجاد ہے ۔

ایک حرف کے عدد کو اوسی عدد مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدۂ استنطاق دوسرے حرف یا حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب باطن ۔ یا بسط تقوّی نمبر (۱) ہے ۔ اصطلاح جمل مین باطن ۔ عدد حرف کا نام ہے ۔ اور ظاہر مرتبۂ حرف کو کہتے ہین ۔

صاحب معدن الجواہر نے مراتب حروف کو بلحاظ سلسلہ حروف تہجی قائم کیا ہے یعنی ابجد آدم پر آپ نے سلسلہ مراتب کو مبنی فرمایا ہے ہمکو اس سے اختلاف ہے۔ ہماری رائے مین مراتب حروف کا نمبر سلسلۂ ابجد نوحی پر ہونا چاہیئے۔

الحاصل صنعت ضرب باطن در باطن کے سمجھانے کے لئے لفظ حامد کو ہم پیش کرتے ہین جس کا بسط تقوّی نمبر (۱) ہم کو مقصود ہے۔

حرف اول (ح) کے عدد (۸) ہین جب ہم نے (۸) کو (۸) مین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۶۴) ہوا جس کا استنطاق۔ د۔ و۔ ہے۔

پھر (الف) کے عدد (۱) کو (۱) مین ضرب دیا تو وہی ایک حاصل قرار پایا جس کا حرف مستنطقہ وہی الف ہے۔

پھر (میم) کے عدد (۴۰) کو (۴۰) مین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۱۶۰۰) ہوا جس کے استنطاق سے حروف خ۔ ا۔ حاصل ہوئے۔

پھر (د) کے عدد (۴) کو (۴) مین ضرب دیا تو ۱۶ ہوئے جس کا استنطاق و۔ ا۔ ہے۔

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ د۔ و۔ ا۔ خ۔ ا۔ و۔ ا کے اعداد کو جمع کیا تو اعداد ۶۱۹ حاصل ہوئے۔ پس اس صنعت کی وجہ سے حامد کے اعداد جو ۵۳ تھے ۶۱۹ ہو گئے۔

تاریخ ذیل کسی مؤرخ نے اسی صنعت مین لکھی ہے جو تمثیلاً پیش کی جاتی ہے۔

بیاہ کر لائے مہارانی کو	ششنبو پرشاد ہین قسمت کے دہنی
دانت اوس کے ہین معقّا گوہر	لب جان بخش عقیق یمنی
جسم ہے حسن کے سانچہ مین ڈہلا	اور ٹپک پڑتی ہے نازک بدنی
مال و دولت کی ہے دیہی دُلہن	شان و شوکت سے ہر وہ مستغنی
ضرب باطن سے ہوا سال عیان	واہ وا آج بہنے کی ہے بنی ۱۸۵۶ء

(التشریح)

حروف	و	ا	ہ	و	ا	ا	ج	ب	ن
اعداد	۶	۱	۵	۶	۱	۱	۳	۲	۵۰
حاصل ضرب	۳۶	۱	۲۵	۳۶	۱	۱	۹	۴	۲۵۰۰
حروف مستنطقہ	وج	ا	ہب	وج	ا	ا	ط	د	شب
اعداد	۹	۱	۷	۹	۱	۱	۹	۴	۵۰۲

حروف	ی	ک	ی	ہ	ے	ب	ن	ی	
اعداد	۱۰	۲۰	۱۰	۵	۱۰	۲	۵۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۲۵	۱۰۰	۴	۲۵۰۰	۱۰۰	
حروف مستنطقہ	ق	ت	ق	ہب	ق	د	شب	ق	
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۷	۱۰۰	۴	۵۰۲	۱۰۰	۱۸۵۶

(ف) بسط تقوی کی دوسری قسم ۔ ضرب ظاہر در ظاہر ہے اور یہ بسط کی پچیسوین

قسم ہے۔ حروف مادّہ کے اعداد مرتبہ کو انہیں اعداد میں ضرب دینے کا نام ضرب
ظاہر در ظاہر یا بسط تضارب ظاہر ہے۔ ہم بضمن تعریف صنعت ماضیہ بیان کر آئے ہیں
کہ اصطلاح جمل میں مرتبۂ حروف کو ظاہر کہتے ہیں۔

صاحب ملخص تسلیم نے فرمایا ہے کہ درجہ حروف کو اوسی درجہ میں ضرب دینے کا
نام بسط ظاہر در ظاہر ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے
مرتبہ کو درجہ کہا ہے۔ مدارج حروف آحاد۔ عشرات۔ مآت۔ اور آلوف کو کہتے
ہیں اور مراتب حروف سے ہر ایک درجہ کے حروف کا سلسلہ وار مرتبہ مراد ہے
نقشۂ ذیل میں ہم نے مراتب حروف کا اظہار نمبر وار کیا ہے تاکہ اس صنعت کے
سمجھنے میں آسانی ہو۔

درجہ										
درجہ اول آحاد	نام حرف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	نمبر مرتبہ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	نام عدد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
درجہ دوم عشرات	نام حرف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	نمبر مرتبہ	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸
	نام عدد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
درجہ سوم مآت	نام حرف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	نمبر مرتبہ	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷
	نام عدد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
درجہ چہارم الوف	نام حرف	غ								
	نمبر مرتبہ	۲۸								
	نام عدد	۱۰۰۰								

بعض اہل جمل نے اسی صنعت کو بسط ضرب مراتب کہاہے ۔

نقشۂ بالاکے خانہ ہاے مدارج کے ذیل مین مراتب کا جو نمبر ہر حرف کے ساتھ ہے اوسکی ضرب اوسی عدد مین دیجاتی ہے ۔ مثلاً اگر ہم لفظ حامد مین یہ صنعت جاری کرنا چاہین تو ح کے نمبر مرتبہ ۸ کو ۸ مین ضرب دین گے اور حاصل ضرب ۶۴ سے بروے استنطاق حروف د - و - حاصل کرین گے ۔ پہر الف کے عدد مرتبہ (۱) کو (۱) مین ضرب دیکر حاصل ضرب (۱) سے الف حاصل کرین گے ۔ اسی طرح م کے نمبر مرتبہ ۱۳ کو ۱۳ مین ضرب دینے سے اعداد ۱۶۹ حاصل ہون گے جن سے حروف مستنطقہ ط و ا لئے جائین گے ۔ علی ہذا د کے عدد مرتبہ ۴ کو ۴ مین ضرب دیکر حاصل ضرب ۱۶ سے حروف و ا - کا استنطاق کرین گے ۔ بالآخر حروف مستنطقہ د - و - ا - ط - ا - و - ا - کے اعداد مجموعی ۲۸ - لفظ حامد کے اعداد قرار پائین گے ۔

ہماری راے مین اس صنعت کا تعلق جمل سے نہین ہے بلکہ من وجہٍ اسکو بذیل جمل بیان کیا گیا ہے تاکہ صنعت بسط کے اقسام مروّجہ مکمّل ہون ۔ کسی طبّاع مورّخ نے تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکہی ہے جس کو ہم تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

ہوئے گہائل رضاخان ایک دم مین	نثار او دم کبہی حق کی رضا مین
اوسی دم چلدیے ملکِ فنا سے	ہوئے ممتاز اقلیم بقا مین

شہید خنجر ظالم ہیں مظلوم	ملی جنت بریں اس کی جزا میں
ہوا سال شہادت ضرب ظاہر	چلو قربان ہوئیے راہ خدا میں ۱۲۴۰

(التشریح)

حروف	ج	ل	و	ق	ر	ب	ا	ن	ہ	و	ی
نمبر مراتب	۳	۱۳	۶	۱۹	۲۰	۲	۱	۱۴	۵	۶	۱۰
حاصل ضرب	۹	۱۴۴	۳۶	۳۶۱	۴۰۰	۴	۱	۱۹۶	۲۵	۳۶	۱۰۰
استنطاق	ط	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ت	د	ا	[illegible]	ز	[illegible]	ق
اعداد	۹	۹	۹	۱۰	۴۰۰	۴	۱	۱۶	۷	۹	۱۰۰

حروف	ی	ر	ا	ہ	خ	د	ا	م	ی	ن	میزان
نمبر مراتب	۱۰	۲۰	۱	۵	۲۴	۴	۱	۱۳	۱۰	۱۴	
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱	۲۵	۵۷۶	۱۶	۱	۱۶۹	۱۰۰	۱۹۶	
استنطاق	ق	ت	ا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ا	[illegible]	ق	[illegible]	
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱	۷	۱۸	۷	۱	۱۶	۱۰۰	۱۶	۱۲۴۰

(ض) صنعت بسط کی چہلسویں قسم اور بسط مقوّی کی تیسری قسم بسط تضارب باطن در ظاہر ہے جس سے عدد حرف کو نمبر مرتبہ حرف میں ضرب دینا مقصود ہے بعض متاخرین نے اپنی روشن خیالی سے یہ تیسری قسم پیدا کی ہے جس کا ذکر متقدمین نے

نہین کیا۔ البتہ صاحب معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔
صاحب ملخص تسلیم نے اس کی تعریف مین بہی مرتبہ کو درجہ سے تعبیر کیا ہے۔
اور ہماری راے مین یہ صرف تسامح ہے۔
حاصل یہ ہے کہ عدد حرف کو نمبر مرتبہ مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ
استنطاق حروف کے حاصل کرنے کا نام بسیط تعنارب ظاہر در باطن یا باطن
در ظاہر ہے۔
مثلاً لفظ حامد سے ح کو لو جس کا عدد ۸ ہے اور نمبر مرتبہ بہی ۸ ہے
پس ۸ کو ۸ مین ضرب دو۔ حاصل ضرب ۶۴ سے حروف د۔و۔ کا
استنطاق کرو۔
پہر الف کو لو جس کا عدد ایک ہے اور نمبر مرتبہ بہی (۱)۔ اور حاصل
ضرب بہی (۱) پس اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔
پہر م کو لو جس کا عدد ۴۰ ہے اور نمبر مرتبہ ۱۳۔ پس ۴۰ کو ۱۳ مین
ضرب دینے سے حاصل ضرب ۵۲۰ ہوا اور اسکا استنطاق۔ ک ہ۔
پہر د کو لو جس کا عدد ۴ ہے اور نمبر مرتبہ بہی ۴ ہے۔ پس ۴ کو
۴ مین ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے اور اس کا استنطاق سے حروف
و ا۔ ہاتہ آئے۔
اب کل حروف مستنطقہ د۔و۔ا۔ک۔ہ۔و۔ا۔ سے اعداد
مجموعی ۳۴ حاصل ہوئے اور یہی اعداد لفظ حامد کے داخل حساب تاریخ ہو گئے
رند ناگپوری نے اسی صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے جس کو ہم ذیل مین

ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

اُدہر دل لگی مین اشارہ ہوا	اِدہر آنکہہ مین تیرگی چہا گئی
ارے ہاتہ لگنا بہانہ ہوا	فریبون کی یان عقل چکرا گئی
سدہاری وہ دنیا سے اک آن مین	کسی نے کہا کچہہ نہ کچہہ کہا گئی
کہلا کچہہ نہ اسکی حقیقت کا راز	غرض اپنے عاشق کو پٹوا گئی
جو کی فکر تاریخ ۔ ظاہر کے ساتہ	ہوئی ضرب باطن قضا آگئی

۱۹۹۵ سمت

(تشریح)

حروف	ق	ض	ا	ا	گ	ی	ی	قضا آگئی
عدد حروف	۱۰۰	۸۰۰	۱	۱	۲۰	۱۰	۱۰	
نمبر مراتب	۱۹	۲۶	۱	۱	۱۱	۱۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۹۰۰	۲۰۸۰۰	۱	۱	۲۲۰	۱۰۰	۱۰۰	
استنطاق	ظ ـ ا	ض ک	ا	ا	ک ب	ق	ق	
اعداد	۹۰۱	۸۲۰	۱	۱	۲۲	۱۰۰	۱۰۰	۱۹۴۵

(ظ) صنعت بسط کی ستائیسوین قسم (بسط تمازج) ہے ۔ صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر نہایت اجمال کے ساتہ فرمایا ہے ۔ آپ فرماتے ہین کہ طالب کے حروف کو مطلوب کے حروف کے ساتہ امتزاج دینے کا نام بسط تمازج ہے ۔ ہم کہتے ہین کہ صرف اس قدر تعریف سے واضح کا مقصد مشتاقان فن کی سمجہہ مین نہین آسکتا ۔ یہ صنعت دراصل دو حروف یا دو الفاظ یا دو نام یا دو فقرون یا دو مصرعون یا دو اشعار مین ہو سکتی ہے بشرطیکہ دونون کے حروف تعداداً مساوی ہون

ایک کا نام طالب ہوگا اور دوسرے کا نام مطلوب۔
پس ہم کو چاہیئے کہ طالب کے پہلے حرف کے عدد کو مطلوب کے پہلے حرف کے عدد کے ساتھ بقاعدۂ ترتیب مقطعات جمع کریں اور آخر پر اون اعداد مجموعہ کی میزان دیدین تو حاصل جمع سنہ مطلوب ہوگا۔
مثلاً ہم چاہتے ہین کہ ایک شادی کی تاریخ اس صنعت مین لکھین دولہا کا نام حامد ہے اسی کو اصطلاح جمل مین طالب کہین گے اور دلہن کا نام ہندہ جس کا اصطلاحی اسم مطلوب ہے۔ پس طالب کے حرف اول ح کے ۸ عدد کو مطلوب کے حرف اول ہ کے ۵ عدد کے ساتھ ہم نے بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کیا تو ۵۸ ہوئے اسی طرح ہم ہر ایک حرف طالب و مطلوب کی نسبت عمل کرین گے اور میزان کل سے سنۂ مطلوب حاصل ہوگا۔ ملاحظہ ہو نقشۂ ذیل جس مین حامد و ہندہ کا تمازج ہے۔

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تمازج اعداد بترتیب مقطعات
ح	۸	ہ	۵	۸ ۵
ا	۱	ن	۵۰	۱ ۰ ۵
م	۴۰	د	۴	۴ ۰ ۴ ۴
د	۴	ہ	۵	۴ ۵
میزان کل یعنی سنۂ مطلوب				۳ ۵ ۰ ۱

خانہ ۵ کے اعداد کا مجموعہ (۳ ۵ ۰ ۱) سنۂ مطلوب ہے جو صنعت بسط تمازج سے حاصل ہوا۔

تاریخ ذیل جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

ہمارے دوست دیبی داس یکتا صفا سے کہدیا اہل جمل نے بحسن صنعت بسط تمازج	۱۹۱۱	ہوئے جس دم گجا بائی سے منسوب ہین راجہ طالب اور رانی ہین مطلوب کہا سمت کا سنہ بندہ نے کیا خوب

(تشریح)

حروف واعداد طالب		حروف واعداد مطلوب		تمازج اعداد بترتیب مقطعات
د	۴	گ	۲۰	۴ ۰ ۲
ی	۱۰	ج	۳	۰ ۱ ۳
ب	۲	ا	۱	۲ ۱
ی	۱۰	ب	۲	۰ ۱ ۲
د	۴	ا	۱	۴ ۱
ا	۱	ی	۱۰	۱ ۰ ۱
س	۶۰	ی	۱۰	۰ ۶ ۰ ۱
میزان کل				۱ ۱ ۹ ۱ سمت

(ع) بسط کی اٹھائیسوین قسم (بسط مداخل اربعہ) ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے بحوالہ مطلع العلوم و مجمع الفنون اس کا ذکر کیا ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کو لکھا ہے۔

اس صنعت کا طریقہ عمل یہ ہے کہ مادۂ تاریخ کے ہر ایک لفظ مین ادغامی عمل کرین۔ اس خاص غرض سے صاحبان جمل نے اعداد و حروف کے چار قسم

قرار دیئے ہین۔ (۱) کبیر (۲) وسیط (۳) صغیر (۴) اصغر

(۱) عددِ کبیر وہ عدد ہے جو حروف لفظ سے بقاعدۂ جمل حاصل ہو۔

(۲) وسیط وہ عدد ہے جو کبیر کے ایک مرتبۂ احاد کو دوسرے مرتبۂ عشرات مین ادغام کرنے کے بعد باقی رہ جائے۔

(۳) صغیر وہ عدد ہے کہ وسیط سے بھی اُس کا ایک مرتبہ بوجہ ادغام گھٹ جائے

(۴) اصغر وہ عدد ہے جو اوسی ادغام کے باعث وسیط سے بھی کم مرتبہ ہو

پس ان ہر چہار درجون مین بقاعدۂ استنطاق حروف کو پیدا کرنا چاہیئے اور آخر پر اس مجموعۂ حروف سے اعداد جمل حاصل کرنا چاہیئے۔

واضح ہو کہ اگر اعداد لفظ مطلوب کے مراتب چار یعنی آحاد وعشرات ومآت والوف یا اس سے زائد ہون تو ۳ بار یکے بعد دیگرے عمل ادغام ہو سکے گا۔ اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف ۳ ہون یعنی آحاد وعشرات ومآت تو عمل ادغام بھی صرف دو بار ہوگا۔ اسیطرح اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف دو ہون یعنی آحاد وعشرات تو اون مین عمل ادغام بھی صرف ایک دفعہ ہوگا۔ لیکن کل حالتون مین یہ صنعت بسط مداخل اربعہ سے موسوم ہوگی اس لئے کہ بشرط گنجایش چار درجہ تک اس مین استنطاق کا عمل کیا جاتا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس صنعت کے قاعدہ کو تو بیان فرمادیا ہے لیکن غالباً خود اس کو سمجھا نہین یہی وجہ ہے کہ تمثیل کے عمل مین غلطی کی ہے اور صاحب معدن الجواہر نے مؤلف موصوف کے بیان کی نقل فرمادی ہے۔

اب ہم مشتاقان فن جمل کے سمجھانے کے لئے ۳ نظیرین پیش کرتے ہین

(۱) لفظ وزیر اعظم جس کے اعداد مجموعی ۱۲۳۴ ہین۔ (۲) لفظ معدلت جس کے اعداد ۵۴۴ ہین اور (۳) لفظ حامد جس کے اعداد ۵۳ ہین
(تمثیل اول) وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کا نام عدد کبیر ہے۔
ہم نے بقاعدۂ بالا اس عدد کا استنطاق کیا تو حروف د ج ب ا حاصل ہوئے
پھر ہم نے ۱۲۳۴ مین مرتبہ آحاد کے عدد ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۱۲۷ ہوگئے یہ عدد وسیط ہے جس سے بقاعدۂ استنطاق ز ب ا حاصل کیا۔
پھر ۱۲۷ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے مین ادغام کیا تو ۱۹ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس سے حروف مستنطقہ ط۔ ا حاصل کئے۔ پھر ۱۹ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے مین ادغام کیا تو ۱۰ ہوگئے اور یہ عدد اصغر ہے اور اس کا استنطاق کیا تو ی حاصل ہوئی۔ پس لفظ وزیر اعظم کے بسط مداخل اربعہ سے حروف د ج ب ا ز ب ا ط ا ی ۔ حاصل ہوئے جن کے اعداد کا مجموعہ ۴۰ ہے اور یہی عدد شامل حساب مادۂ تاریخ ہوگا۔
(تمثیل دوم) لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ ہین اور یہ عدد کبیر ہے۔
اب ہم نے اس کا استنطاق کیا تو حروف د د ہ حاصل ہوئے پھر ہم نے آحاد کے ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۵۸ ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس سے حروف مستنطقہ ح ہ حاصل ہوئے۔ پھر ہم نے ۵۸ کے آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو ۱۳ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس کے حروف مستنطقہ ج ا ہین۔ (واضح ہو کہ لفظ معدلت کے اعداد مرتبہ مآت سے زائد نہین ہین) اس کا عدد اصغر ۴ ہے اور حرف د۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو د د ہ ح

ہ ج ا د حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۱۴۳ ہین۔ اور یہی اعداد شامل جسنا
مادّۂ تاریخ ہون گے۔
(تمثیل سوم) لفظ حامد کا عدد کبیر ۵۳ ہے اور اس کے حروف مستنطقہ
ج ہ۔ جب ہم نے ۵۳ کے آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو (۸) حاصل ہوئے
اور یہی عدد وسیط ہے جس کا حرف مستنطقہ ح ہے۔ بدین وجہ کہ لفظ حامد کے
اعداد مراتب عشرات سے زیادہ نہ تھے لہذا ان سے عدد صغیر و اصغر حاصل
نہ ہو سکا۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ہ ح کے مجموعی اعداد
۱۶ ہوئے اور یہی داخل حساب مادّۂ تاریخ ہون گے۔
اس صنعت سے یہ حاصل ہوا کہ وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کے عوض
مادّۂ تاریخ مین صرف ۴۰ محسوب ہوئے۔ اور اسی طرح لفظ معدلت کے اعداد
۵۴۴ کی جگہ بوجہ صنعت صرف بقدر ۴۳ داخل حساب مادّۂ تاریخ ہوئے اور
لفظ حامد کے ۵۴ عدد کے عوض حساب مادّہ مین بوجہ صنعت صرف ۱۶ لئے گئے
افسوس ہے کہ مطلع العلوم کا کوئی نسخہ ہم کو نہ ملا ورنہ ہم اوس سے معلوم
کرتے کہ اس صنعت کی تعریف اوس نے کس طریقہ پر کی ہے۔
ہم اس موقع پر صاحب ملخص تسلیم کی عبارت کو لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہین
تاکہ اگر ہم سے عملاً کچھہ غلطی ہوئی ہو تو ذی علم افراد اوس کی تصحیح فرما سکین ہم نے انکی
عبارت پر جدولی علامت کی ہے اور جا بجا فارسی زبان مین اوس پر جرح بھی۔

آپ فرماتے ہین کہ ہر لفظ یا عبارتے را کہ خواہند بحساب ابجد عدد بر آرند

و از عدد حروف حاصل کنند۔ و عدد حروف بر چہار گونہ است کبیر

وسیط ـ صغیر ـ اصغر ـ کبیر آن کہ عدد اصلی الفاظ یا عبارت باشد ہر قدر کہ بود
و عدد وسیط آن ست کہ یک مرتبہ آن را از طرف آحاد کم کنند ـ و عدد صغیر آن ست
کہ از وسیط یک مرتبہ کم کنند ـ و عدد اصغر آن ست کہ از ان ہم یک مرتبہ
کم کنند ـ مثلاً لفظ سعید ـ یک صد و چہل و چہار عدد ست حروف آن ـ دم
قد ـ این کبیر باشد و درین عدد سہ مرتبہ واقع شدہ یکے آحاد کہ چہار ست و
دوم مرتبۂ عشرات کہ چہل ست ـ و سوم مرتبہ مأت کہ صد ست ـ چون این عدد
را وسیط کنیم یک مرتبۂ آحاد را در مرتبۂ عشرات ادغام نمائیم بدین صورت
یک صد و ہشت شد ـ بندہ گوید کہ ہجدہ شد یا بر مرتبۂ آحاد اگر صفر را باقی
داریم یک صد و ہشتاد شد و حروف آن (ح ق) و چون خواہیم کہ این را
صغیر کنیم صفر را کہ حافظ مرتبۂ عشرات ست در آحاد کہ ہشت ست ادغام
نمودیم ہجدہ شد ـ بندہ عرض مے کنم کہ صفر را در ہشت ادغام باید کرد نہ ہشت را
در صفر باتی حال ہجدہ چہ طور شد ہمان یک صد و ہشتاد ماند و ہجدہ در آن صورت
باشد کہ حافظ مرتبہ را محو کنیم بر خلاف عمل ادغام اول ـ بدین صورت حروف آن
ح ی ـ و چون خواہیم کہ این را اصغر کنیم آحاد را در عشرات ادغام نمودیم
پس نہ شد بدین صورت (۹) و حرف آن ط ـ بندہ گوید کہ در ادغام اول
صفر را بہ حفاظت مرتبہ قائم داشتن و در ادغامات ما بعد بر خلاف آن مراتب را
کم کردن چہ معنی دارد ـ پس مجموع حروف کہ از بسط مداخل اربعۂ لفظ سعید حاصل
شد این ست دم قد ح قد ہ قد ہ ی ط انتہی کلامہ ـ من میگویم
کہ نہ چنین باشد بلکہ دم ق ح ق ح ی ط باشد ـ بر اصول مصنف مذکور

واضح ہو کہ استنطاقِ حروف مین جو اختلاف کہ ہم کو صاحب ملخص تسلیم اور صاحب معدن الجواہر کے ساتہ ہے اوسکو ہم نے گزشتہ حصہ مین بضمن صنعت (الف) بیان کر دیا ہے۔ لائق مولف کی فارسی عبارت مذکورۂ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سمجہہ کر نہین لکہا ہے۔ پس جو کچہہ ہم نے سمجہا ہے وہ اوپر عرض کر چکے ہین اور بطور تمثیل ایک لطیف تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو ہماری طبعزاد ہے۔

از چار طاق یافت بنا خانۂ خدا	کاندر دکن بمسجدِ عالی ملقّب ست
تاریخ از مداخل اربع شود عیان	گر حاصلش بصنع تناصف مرتّب ست

اس تاریخ مین دو صنعتون سے کام لیا گیا ہے (۱) صنعت مداخل اربعہ۔ (۲) صنعت تناصفِ مرتّب۔ ادر بدین لحاظ اس کو مجمع الصنائع بہی کہہ سکتے ہین واضح ہو کہ مسجد عالی کے اعداد مجموعی ۲۱۸ ہین جن کے حروف مستنطقہ (ح ا ب) ہین۔

جب آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو ۲۹ ہوئے جس سے بقاعدۂ استنطاق حروف (ط ب) حاصل ہوئے۔

پہر ۹ کو ۲ مین ادغام کیا تو ۱۱ ہوئے جس کے حروف مستنطقہ (ا۔ا) ہین۔

پہر ا کو ا مین ادغام کیا تو ۲ ہو گئے جس کا حرف بقاعدۂ مذکور (ب) ہے اب ہم نے کل حروف مستنطقہ (ح۔ا۔ب۔ط۔ب۔ا۔ا۔ب) کے اعداد کو جمع کیا تو (۲۶) ہوئے اور یہی صنعت مداخل اربعہ کا حاصل ہے۔ پہر اسکی تنصیف بقاعدہ ترتیب کی تو ۱۳۲۶ ہوئے اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

بحمد للہ صنائع تاریخ کا بیان ختم ہو چکا۔ عجب اتفاق کی بات ہے کہ جس طرح ابجد کے ۲۸ حرف ہیں۔ اسی طرح بسط کی ۲۸ صنعت ہیں جن کی تعریف ہم نے حصۂ گزشتہ میں عرض کی۔

دوسری فصل ترقیم کے متعلق

عجم اور ہند کا طریقہ جمل کی غایت دوم ترقیم ہے یعنی حروف کا کام اعداد سے لینا اور یہ تاریخ کا عکس ہے۔ اس لئے کہ تاریخ میں اعداد کا کام حروف سے لیتے ہیں اور ترقیم میں حروف کا کام اعداد سے۔ سنسکرت نے اس سے بہت کچھ کام لیا ہے اور اس خاص مقصد کے لئے اعداد حروف کے سوا ان کے پاس الفاظ خاص کے بھی اعداد ہیں یعنی متعدد الفاظ ایسے ہیں جن کا عدد صرف (۱) ہے اسی طرح بہت سے الفاظ خاص کا عدد صرف ۲ ہے۔ یہی سلسلہ (۱۰) تک چلا گیا ہے۔ عربوں نے زمانۂ سلف میں اس طریقہ کو جاری رکھا ہو لیکن فی زمانا اس کا رواج خال خال ہے۔ عجم میں بھی اس کا رواج بہت کم ہے ایک قدیم شعر فارسی ہے جس کو عوام نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سے منسوب کیا ہے صرف اس قدر پتا چلتا ہے کہ عجم میں بزمانۂ سابق اس کا عمل تھا۔ یہی کیفیت ہندوستان کی ہے۔ ہم نے اپنی اوائل عمر میں تو ہندوں میں مراسلت ہوتی ہوئی دیکھی ہے لیکن اب یہ طرز قریب قریب متروک ہے۔ اور اسکا یادگار کسی قدر زبان سنسکرت میں باقی رہ گیا ہے۔ اور کچھ عجب نہیں کہ اختصار و اخفا ہی کے لئے واضع جمل نے اس کو وضع کیا ہو۔

برہمنوں کے ایک پنڈت جی (جگت پرشاد ودیا بھوشن ترکہ سرومنی) نے

ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین متعدّد تصانیف اسی طریقہ پر ہندسون مین ہین
اور بہ نسبت حروف کے بہت اختصار کے ساتہ کام لیا گیا ہے متعدد حروف کے
ایک لفظ کے لئے جب کہ ایک خاص عدد ہے تو عرض مطلب مین نہایت اختصار کے
ساتہ کام لیا جاتا ہے۔ اور عام نگاہون سے ایک حد تک اخفا بھی ملحوظ رکہا گیا ہے
آپ ہی کا قول ہے کہ بزرگون کے قیمتی نصائح اور بعض خاص فنون کی کتابین صرف
ہندسون مین لکہی گئی ہین ۔ (انتہیٰ)

سر دست ہندوستان مین اس طریقۂ کتابت کی بو باس اوسی شعر سعدیؒ
کی بدولت رہ گئی ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا جس کے ذریعہ سے کتابت بذریعۂ
اعداد مین ایک خاص خوبی یہ پیدا ہوئی ہے کہ ہر حرف کے ہندسہ کے بعد خط فاصل
کی ضرورت باقی نہین رہی ۔ اور وہ شعر یہ ہے (۵) احد بخط نرسد لیک میرسد
عشرات ؎ مآت بگزرد از خط الوف کج سوِ راست ؎

یعنی ہر ایک سطر کی جگہ ایک خط جدولی کہینچا جاتا ہے اور اس خط پر ہندسون
مین عرض مطلب ہوتا ہے ۔ آحاد یعنی اکائیان تو خط سے کسی قدر بلند رہتی
ہین ۔ اور عشرات یعنی دہائیان خط سے ملجاتی ہین ۔ اور مآت یعنی سیکڑے خط
سے گزر جاتے ہین ۔ اور الف یعنی ہزار خط سے متجاوز ہو کر سیدہی جانب مائل
ہوتا ہے ۔ اس طریقہ سے جگہ بہت کم صرف ہوتی ہے اس لئے کہ عشرات اور
مآت اور الوف مین صفر حذف کر دیئے جاتے ہین ۔ اور ایک عدد سے دوسرے
عدد کے درمیان کسی خطّ فاصل کی ضرورت نہین ہوتی ہم نے ذیل مین الفاظ
غرائب الجمل کو جو اس کتاب کا نام ہے اسی طریقہ پر [illegible]

کام دیوے (ا۲ ا ۲ ا ۳ ا ۳ ۳ ہم ۴) بعض طلبا ءان ہندسے اسی مقصد کو
ایک دوسرے طریقہ پر حاصل کیا ہے یعنی وہ اعداد مطلوب کو بدون جدول
مسلسل لکہتے ہین اور عشرات ومآت والوف مین صفر کو ترک کرکے زیروزبر
اور پیش سے کام لیتے ہین یعنی ہندسۂ آحاد تو بحال خود رہتا ہے لیکن عشرات
پر بترک صفر ایک اشارہ زبر کا لکہدیا جاتا ہے - اسی طرح آت پر اشارہ زیر کا
اور الف پر الٹا پیش - ملاحظہ ہو تمثیل ذیل جس مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ
پر لکہا گیا ہے - أ ۲ ا ۲ ا ۳ ۳ ۴ ۴ - ہماری رائے مین طریقۂ اول
الذکر اس سے بہتر اور آسان ہے اس لئے کہ اُس مین اعراب معفر وضد کی
پابندی نہین ہے -

بعض نے عشرات کے نیچے ایک صفر - اور مآت کے نیچے اور اوپر دو صفر
اور الف کے نیچے اور اوپر اور سیدہی جانب تین صفر لکہنے کا طریقہ ایجاد
کیا ہے - اس طریقہ مین گویا عشرات ومآت والف کی اصلی صفر قائم رکہی گئی ہین
مگر اون کے اصلی مقام کو بدلا گیا ہے تاکہ جگہ کم صرف ہو اور ناواقفین قاعدہ
کو دہوکا ہو - تمثیل ذیل مین ہم نے غرائب الجمل کو اسی قاعدہ پر لکہا ہے -
۱۰ ۲ ۱ ۱ ۲ ۱ ۳ ۳ ۳ ہم ۴ - ہماری رائے مین اس طریقہ مین بہی صفرون کا
گورکہ دہندا ہے - طریقۂ اول الذکر ہی اس سے افضل ہے -

ہم کو بہت افسوس ہے کہ ان ہر دو طریقہ ہائے مابعد الذکر کی نسبت بہی ہمکو
یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ان کا موجد کون ہے - بعض قدماء کا قول ہے کہ طریقۂ دوم
امیر خسرو کی ایجاد ہے - اس قول کی تصدیق قابل وثوق ذرائع سے نہ ہو سکی -

طریقۂ آخر الذکر کی نسبت تو کچھہ بھی پتا نہین چلا ۔

سنسکرت کا عمل | سنسکرت کے ایک عالم نے کہا کہ ہم معمولی طور پر اعداد حروف کے ذریعہ سے جو مخفی تحریرات کرتے ہین اون مین آحاد کے سیدہی جانب ایک صفر دیتے ہین اور عشرات کو دو صفر نیچے اوپر ۔ اور مآت کو بھی ایک صفر مگر وائین جانب اور آلف کو بدون صفر لکھتے ہین یہ ایک استاد کی ایجاد ہے ۔ جو پانچہزار برس قبل گزرا ہے اور اہل تاریخ نے زبان سنسکرت مین اس کی صراحت کی ہے ۔ افسوس ہے کہ وہ نہ کتاب کا نام بتا سکے اور نہ موجد کا نام ۔ ہم نے ذیل مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ سے بطور تمثیل لکہا ہے ۲۱ ۱۰۰ اُ ۲۰ ۱۰ اشٗ ۳۰ ہٗ شٗ ۔ انہیں بزرگ نے کہا کہ سنسکرت مین ہزار کے بعد لاکہہ کا عدد ایک خاص حرف کے لئے معیّن ہے ۔ اور کروڑ کے لئے بھی ایک خاص حرف ہے اور یہ سلسلہ ختم حروف تہجّی تک بڑہتا چلا گیا ہے (جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی فصل اول مین بضمن حروف جمل بیان کیا ہے) پس لاکہ کے لئے ہندسہ کے ذیل مین ایک زیر کی علامت لکھی جاتی ہے ۔ اور کروڑ کے لئے زبر ۔ اور اس سے بلند درجہ کے لئے زیر و زبر کے ساتہ پہر صفر دیا جاتا ہے ۔ اور اس کا تفصیلی بیان سنسکرت کے متعدد کتب مین ہے ۔

ہماری اس قدر تحقیق سے یہ بات تو متحقّق ہوچکی کہ فنّ جمل زبان سنسکرت مین بہ نسبت زبان عربی کے زیادہ وسعت کے ساتہ ہے ۔ اور غایت جمل یعنی تاریخ و ترقیم دونون کے پاس متّحد ہے ۔

پنڈت وٹھلاچاری نے جو علم سنسکرت کے ایک بڑے عالم ہین ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین بعض کتابین ایسی ہین جن کی کتابت اسی طریقہ ترقیم مین پائی ہے

لیکن ترقیم مین آحاد وعشرات وآت والوف کے لئے کونسا خاص طریقہ اختیار کیا گیا
ہے اوس سے مخلوق لاعلم ہے۔ اسی وجہ سے اون کے مطالب کو مالاینحل سمجھا گیا ہر
ان کی نسبت صرف یہ عقدہ چلا آتا ہے کہ یہ کتب علوم روحانیہ سے متعلق ہین۔ بعض
پرانے کتب خانون اور خاص خاص خاندانون مین ان کے کچھ کچھ اوراق ہین اور
اکثر تاڑ کے پتّون پر نہرنی سے کندہ ہین اور بطور تبرّک پوجا مین رکھے جاتے ہین اور بس
ہم کہتے ہین کہ یہ ساری تباہی کہ جس کی وجہ سے علمی ذخیرے پوجا کے تبرّکات
بن چکے ہین ہماری غفلتون کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہم اس کتاب کے ذریعہ سے اس
فن کی اس قدر خدمت نہ کرتے تو آیندہ صدی تک فن جمل کے بہت سے مطالب
صفحۂ روزگار سے غالباً مٹ جاتے۔ من اللہ التّوفیق۔
ہم نے طریقۂ ترقیم کو ایک خاص فصل مین صرف تکمیل مطالب کتاب کے
لئے لکھدیا۔ آج کل تاریخ کا رواج بہ نسبت ترقیم کے زیادہ ہے۔ الحمد للہ ہماری کتاب
ختم ہو چکی۔ اب ہم خاتمہ کا آغاز کرتے ہین۔

خاتمہ کتاب

خاتمہ کا پہلا حصّہ تاریخ سنین کے بیان مین

بیان عام

ہندوستان مین بلحاظ اقوام مختلف جو سنین رائج ہین قریب قریب اون تمام سنین
مین تاریخین لکھی جاتی ہین اور ممکن ہے کہ دوسرے ممالک اور اقالیم مین خاص

سنین کا رواج ہو۔ بناءً علیہ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ہم اس خاتمہ مین اون سنین مختلفہ کی مختصر سی تاریخ ہدیۂ ناظرین کرین۔ اسی موقع پر یہ بات قابل بیان ہے کہ مورّخ کو مادۂ تاریخ کے بیان کرنے کے قبل خواہ وہ منظوم ہو یا منثور اس امر کا ظاہر کر دینا بہت ضروری ہے کہ ہمارا یہ مادّہ فلان سنہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ مادّۂ تاریخ کے اعداد کا مجموعہ بھی ایک حد تک سنہ کی خبر دیتا ہے لیکن زمانے کے گزر جانے کے بعد مجموعۂ اعداد سے اسکی اطلاع ناظرین کو صحّت کے ساتھ ملنا بغیر صراحت کے سخت دشوار ہے۔ فرض کرو کہ ایک مادّۂ تاریخ ہمارے روبرو ہے جس سے (۹۰۰) عدد حاصل ہوتے ہین تو ہم اس بات پر یقین نہین کر سکتے کہ یہ ۹۰۰ سنہ ہجری ہے یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ اگرچہ ہمکو نفس واقعہ کی مطابقت کسی تاریخی کتاب یا اور کسی ذریعہ سے ہونے کے بعد ہم اوس مطابقت کے ذریعہ سے اوس مادّہ کی نسبت یہ علم حاصل کر سکتے ہین کہ یہ سنہ ہجری یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ ہے۔ لیکن اس دردسری کا متحمّل ہر شخص نہین ہو سکتا۔ پس ہر مورخ کے لیئے مناسب یہی ہے کہ اپنے مادّۂ تاریخ کے ساتھ اس امر کی بھی صراحت کر دیا کرے کہ اس مادّہ سے فلان سنہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض اہل جمل کی یہ راے ہے کہ مادّۂ تاریخ سنہ ہجری کے لیئے اس صراحت کی ضرورت نہین ہے۔ متقدمین چونکہ اکثر سنہ ہجری ہی مین تاریخ لکھنے کے پابند رہے ہین لہذا اونہون نے اپنے قطعات تاریخ مین اس صراحت کی پابندی نہین کی ہے۔ اور متاخرین سے جن محتاط مؤرّخین نے غیر ہجری

سنہ مین تاریخ لکھی ہے اونہون نے صراحت کو لازم گردانا ہے ۔ بہرحال ہماری رائے مین صراحت اولے ہے ۔

ذیل مین ہم نے جن سنین کا ذکر کیا ہے اون کی صحت مطابقت کے لئے افسوس ہے کہ ہمارے پاس کوئی تقویمی ذخیرہ نہ تھا بنا برعلیہ ہم نے صرف حسابی عمل سے کام لیا ہے اور حتی الوسع کبیسہ کے فرق کو وضع کرتے گئے ہین لیکن باوجود اس کے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معزز ناظرین ہمکو معاف فرمائین جس قدر سنین کا ذکر ذیل مین ہوا ہے اون سے بعض سنین ایسے بھی ہین جنکا رواج ہند مین بہت کم ہے یا مطلق نہین ہے ہم نے اون کو ترک کر دینے سے زیادہ مناسب سمجھا کہ اجمالاً اون کا بھی ذکر کر دین تاکہ طبّاع مؤرّخین کو اپنی کسی تاریخ کے مرصّع کرنے مین اس خاتمہ سے مدد ملے ۔

(۱) سنہ آدمی

سنہ آدمی سے ابتدائے آفرینش آدم علیہ السلام کا سنہ مراد ہے ۔ صاحب غیاث اللغات نے بحساب شمسی سنہ ۷۱۶۳ کو ۱۲۴۲ ہجری کا مطابق قرار دیا ہے پس اسی حساب سے ۱۳۲۵ ہجری کے آخر پر بعد وضع تفاوت ہلالی و شمسی سنہ آدمی ۱.۵۲۷ ہونا چاہیئے ۔

بادی النظر مین ناظرین کتاب خیال فرمائین گے کہ ہند کو اس سنہ سے کیا غرض اس لئے کہ کسی قوم مین یہ سنہ رائج نہین ہے ۔ لیکن جب صنعت ترصیع مین تاریخ لکھی جائے تو اور سنین کے ساتھ سنہ آدمی پیدا کرنا بھی خوبی سے خالی نہین ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کا ذکر کر دیا ۔ یا فرض کرو

کسی ایسے مادّۂ تاریخ سے جو سنین مروّجہ مین سے کسی ایک سنہ مین لکہا گیا ہے صنائع کے ذریعہ سے سنہ آدمی بہی حاصل ہوا تو بے شک اوس تاریخ کی منزلت دو بالا ہو سکتی ہے ۔ یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ ایسے کثیر الاعداد سنہ مین مادۂ تاریخ حاصل ہونا مشکل ہے صنائع تاریخ کا میدان بہت وسیع ہے ۔ ایک روشن خیال موّرخ بہت کچھہ کرسکتا ہے ۔

(۲) سنۂ براہیمی

سنۂ براہیمی وہ سنہ ہی جو ابراہیم علیہ السلام کی نبوّت سے قائم ہوا ہے ۔ صاحب غیاث اللغات نے اس کو سنہ ۱۲۴۲ ہجری کا مقابل سنہ ۲۱۰ براہیمی قرار دیا ہے ۔ اور یہ شمسی حساب سے ہی ۔ پس کسرات دہ روزہ کے وضع کرنے کے بعد سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین یہ سنہ ۲۹۱ قائم ہوتا ہے ۔

برہمنون کی تقاریب مین اگر سنۂ مروّجہ کی تاریخ کے ساتہ سنۂ براہیمی کا بہی کوئی مصرع ہو یا اسی تاریخ مین کسی صنعت کے ذریعہ سے سنۂ براہیمی حاصل ہو تو یہ بات بہت پر مذاق ہوگی ۔ امّت ابراہیمی سے دنیا خالی نہین ہے پس برہمنون کا سنہ بکرماجیت اور سالباہن کے سنہ سے کام لینا اور براہیمی سنہ سے قطع نظر کرنا چہ معنی دارد ۔ ہم نے انہین تمام لحاظات سے سنۂ براہیمی کو بہی اس بیان مین جگہ دی ہے ۔

(۳) سنۂ داؤدی

بقول صاحب غیاث اللغات سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین سنۂ داؤدی ۲۲۴۵ تہا اور اسی حساب سے سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین اس کی مطابقت ۳۶۲۳ ہوتی ہی ۔ ہم اس

سنہ کو خاص مواقع پر کام مین لا سکتے ہین اور اپنی تاریخ کا حسن دوبالا کر سکتے ہین
اس سنہ کی ابتدا داؤد علیہ السلام کی پیدایش سے شمسی سالون کے حساب پر ہوئی
دنیا کسی ایسی قوم سے خالی نہ ہوگی جس کو داؤد علیہ السلام سے خصوصیت کا دعویٰ ہو

(۴) سنۂ موسوی

سنۂ موسوی کی حرمت کرنے والی قوم ہندوستان مین موجود ہے یعنی یہود اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کی بہت تعظیم کرتے ہین اور یہ سنہ اونہی کا یادگار ہے۔ بقول صاحب غیاث اللغات ۱۲۴۲ہجری مین سنہ موسوی ۳۱۴۲ تھا۔ پس ۱۳۲۵ہجری مین بعد وضع کسرات ۳۲۱۸ ہونا چاہیئے۔ لیکن یہودیون کے پاس ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۲۵ہجری کو ۳۲۱۷ سنہ موسوی ہے۔

(۵) سنۂ عیسوی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے اسکو سنۂ انگریزی سے موسوم کیا ہے اور اسکے مہینے حسب ذیل بارہ ہین

(۱) جنوری (۳۱) یوم کا (۲) فبروری (۲۸) یوم کا (۳) مارچ (۳۱) یوم کا
(۴) اپریل (۳۰) یوم کا (۵) مئی (۳۱) یوم کا (۶) جون (۳۰) یوم کا
(۷) جولائی (۳۱) یوم کا (۸) اگسٹ (۳۱) یوم کا (۹) سپٹمبر (۳۰) یوم کا
(۱۰) اکٹوبر (۳۱) یوم کا (۱۱) نومبر (۳۰) یوم کا (۱۲) ڈسمبر (۳۱) یوم کا

فبروری کا مہینہ ۳ سال تک ۲۸ دن کا محسوب ہوتا ہے اور چوتھے سال ۲۹ یوم کا

اس سنہ کا مبدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہے۔ اسی وجہ سے اس کو عیسوی سنہ بھی کہتے ہین۔ اس کتاب کے سال تالیف مین ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ہجری مطابق ہے ۳ فبروری ۱۹۰۸ عیسوی کا۔

سنہ عیسوی کے مہینوں میں کبیسہ کا قاعدہ ایک مشہور نظم میں بیان ہوا ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ۔ ؎

جنوری فبروری و مارچ و اپریل و مئی	جون و جولائی اگسٹ و نیز سپٹمبر بدان
ہست اکٹوبر نومبر ہم ڈسمبر آخرین	از شہور سال انگریزی بسان زو میان
پس بود اپریل و جون و نیز سپٹمبر دگر	شد نومبر اینہمہ سی روزہ باشد درمیان
فروری دو کم بود لیکن بسال چارمین	یک برین افزا کبیسہ بست و نہ گردد عیان
ہفت باقی سی و یک ور ست گر قسمت کنی	سالہای عیسوی بر چار تا ای مہربان
بر نیاید کسر اگر سال کبیسہ شد ہمین	ور بر آید پس بترک کسر کن تقسیم آن
گر یکے ماند ز سال بے کبیسہ اول است	در دو دوم در سہ سوم سال باشد بیگمان

مؤرخین ہند نے اکثر تاریخین اس سنہ مین لکھی ہین اور کرسچینون مین عموماً یہی سنہ مروج ہے ۔ بدین وجہ کہ ہندوستان مین انگریزی حکومت ہی عموماً سرکاری اور تجارتی کاروبار اسی سنہ مین ہوتا ہے ۔

(۶) سنہ محمدی کا بیان

سنۂ محمدی سے وہ سنہ مراد ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت باکرامت سے آغاز ہوا ہے اور وہ تالیف کتاب ہذا کے وقت ۱۳۱۶ ہجری کے مقابل ۱۱ سال کے تفاوت کے ساتھ ۱۳۰۳ ہے ۔ مولوی نظام الدین حسن نیتنوی سابق رکن مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد بن محمد حسن خان مغفور صدر الصدور اودھ نے اپنی تقویم مین لکھا ہے کہ سال محمدی کا آغاز ۲۰ مارچ ۱۱ عیسوی روز جمعہ سے بعد ختم یوم ہے ۔ کیون کہ اس سال پیغمبر برحق علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا روز پیدائش ۲۰ ماہ اپریل روز دوشنبہ بتاریخ ۲ ثور ہے اور معدل

النہار سے فصول کا حساب آسان ہوتا ہے۔ سال محمدی کے مہینے یعنی شہور محمدی

منطقۃ البروج کے ناموں سے موسوم ہیں۔ معمولی سال ۳۶۵ روز کا۔ اور سال کبیسہ

۳۶۶ کا تقویم غریغوری سے مطابق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس میں آپ سے

تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے اس سال کو ولادت محمدی کا سنہ خیال فرمایا اور یہ بالکل

ہوئی بات ہے کہ ہجرت کے وقت عمر شریف ۵۱ سال کی تھی۔ اور نبوت کے وقت

چالیسواں سال تھا پس سنہ ہجری اور محمدی کا ۱۱ سالہ فرق خود اس بات کو ثابت

کر رہا ہے کہ یہ سنہ نبوت باکرامت کا ہے نہ ولادت کا۔ اور اگر سال محمدی کو

سال ولادت ہی تسلیم کریں تو آج وہ بمقابلہ ہجری ۵۱ سال کے تفاوت کے ساتھ

۱۳۷۶ھ ہوگا۔ پس یا تو ۱۳۳۶ھ کو سال نبوی کہا جائے یا سال محمدی کو ۱۳۷۶ھ

مانا جائے۔

پس اس تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک سنہ اور رہا تہ آگیا

اللّٰہم زد فزد۔

مولانا نے سنہ محمدی کے ۱۲ مہینوں کا نام حسب ذیل لکھا ہے۔

(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ

(۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ مہینے جو عربوں میں زمانۂ جہالت یعنی قبل ولادت

باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رائج ہیں وہی ہیں جن کا ذکر ہم نے سنہ

ہجری کے ذیل میں کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں بھی

انہین سے کام لیا گیا۔ پس ہمکو سنۂ ولادت یا سنۂ نبوّت کے لیئے انہین
مہینون سے کام لینا چاہیئے۔

(۷) سنۂ ہجری کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ سنۂ ہجری کے مشہور قمری مہینون کا نام یہ ہے
(۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) جمادی الاولےٰ (۶) جمادی الثانیہ
(۷) رجب (۸) شعبان (۹) رمضان (۱۰) شوال (۱۱) ذیقعدہ (۱۲) ذی الحجہ
رویت ہلال کے دوسرے دن سے مہینہ کا آغاز ہوتا ہے اسی کو غرّہ کہتے ہین اور
بروز رویت۔ ماہِ گزشتہ کا اختتام جس کو سلخ کہتے ہین۔ اور اوسطاً چھہ مہینے
۳۰ دن کے ہوتے ہین۔ اور چھہ مہینے ۲۹ دن کے۔ بلا لحاظ ترتیب یعنی کوئی مہینہ
۳۰ دن کا۔ اور کوئی ۲۹ دن کا۔ سنۂ ہجری کے مجموعی ایام ۳۵۴ دن ہین۔

اس سنہ کی ابتدا زمانہ ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے
ہوئی جب کہ آپ نے مکّہ معظمہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینۂ منوّرہ کا ارادہ فرمایا۔
اسی وجہ سے اس سنہ کو سنہ ہجریہ کہتے ہین اور یہ سنہ بروقت تالیف کتاب
ہذا (۱۳۰۵) ہے۔

آپ ہی نے بحوالہ صاحب عجائب البلدان فرمایا ہے کہ زمانہ خلافت حضرت
عمر رضی اللہ تعالے عنہ مین ابی موسیٰ اشعری حاکم یمن نے آپ کو لکھا کہ دار الخلافت
کے مکاتیب مین تاریخ نہین ہوا کرتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کب لکھے گئے
ہین مناسب یہ ہے کہ اونپر تاریخ لکھی جایا کرے۔ پس خلیفہ نے اصحاب سے
استشارہ فرمایا بعض کی رائے یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

مبارک سے تاریخ کی بنیاد قائم کی جائے اس لئے کہ یہ واقعۂ عظیم ہے بعضون نے
یہ راے دی کہ رسول مقبول کی بعثت سے اس کا آغاز ہو۔ جب آرا مین اختلاف
ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے راے طلب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ہجرت
مقدسہ سے اس کا آغاز ہونا مناسب ہے۔ کل صحابہ نے اس راے کو پسند
فرمایا اور اتفاق اسی پر ہوا۔

محققین نے لکہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۷ صفر کو
مکۂ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینۂ مطہرہ مین داخل ہوئے
اور سنہ ہجری کا قرارداد ۱۷ھ ہجری مین بزمانہ خلافت دوم ہوا۔ بدین وجہ کہ ہجرت
کا ارادہ آغاز محرم سے تہا۔ پہلا مہینہ محرم قرار پایا۔ یا اس مہینہ کی حرمت کی وجہ
سے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

بعض اہل جمل نے ماہ اول سے محرم کا ارادہ کیا ہے۔ اور ماہ دوم سے صفر۔
ماہ سوم سے ربیع الاول۔ ماہ چہارم سے ربیع الآخر۔ ماہ پنجم سے جمادی الاولی
ماہ ششم یا نصف سال سے جمادی الاخری۔ ماہ ہفتم سے رجب ماہ ہشتم یا ماہ شب برات سے
شعبان ماہ نہم یا ماہ صیام سے رمضان۔ اور ماہ دہم سے شوال۔ اور ماہ یازدہم سے
ذی القعدہ۔ اور ماہ دوازدہم یا آخر سال سے ذی الحجہ۔ یہ اشارات قسم صوری
ومعنوی مین کام دیتے ہین۔ جیسا کہ کسی استاد نے صنعت ترفع حرفی مین کسی واقعۂ
۱۳۲۸ سنہ ہجری کا مادّہ صوری ومعنوی لکہا ہے (رع) دوشنبہ سلّوم ماہ چہارم

حروف اصلی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ترفع حرفی	ہ	ز	ت	س	ج	د	ع	ز	ن	ن	ب	و	د	و	ب	ش	ن	
اعداد	۵	۷	۴۰۰	۶۰	۳	۶	۷۰	۷	۵۰	۵۰	۲	۶	۴	۶	۲	۳۰۰	۵۰	۱۰۲۸

(۸) سنہ مہدوی

جناب میرزا محمد جعفر اوج تخلص خلف الصدق جناب دبیر مغفور نے اپنی بے بہا تالیف ارمغان مین فرمایا ہے کہ سنہ مہدوی سے ولادت باسعادت حضرت صاحب الزمان ادام اللہ ظلہ العالی کا زمانہ مراد ہے۔ فرماتے ہین کہ ولادت آنحضرت کی ۲۵۵ھ مین مذکور ہے۔ اور بقول دیگر ۲۵۸ھ ہجری مین۔

چنانچہ روایت اولیٰ کے حساب سے فی الحال سنہ مہدوی ۱۰۳۷ ہے اور روایت ثانی سے ۱۰۳۴۔ پھر آپ ارشاد فرماتے ہین کہ یا سنہ مہدوی سے مراد آنحضرت کی ابتداے غیبت کا زمانہ ہے۔ اس مین بھی دو قول ہین۔ ایک ۲۶۲ھ ہجری اور دوسری روایت سے ۲۶۵ھ ہجری پس بنا بر قول اول فی الحال (یعنی بروقت تالیف کتاب ارمغان) سنہ مہدوی ۱۰۳۲ ہے اور بر بناے قول ثانی ۱۰۲۷ واضح ہو کہ سنہ ولادت ۱۵ شعبان المعظم روز یکشنبہ سے شروع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ولادت کے دس دن بعد سے یہ سنہ معیّن ہوا۔ (انتہیٰ)

کتاب ارمغان کی تالیف ۱۲۹۲ھ ہجری مین ہے جس پر اس وقت یعنی ۱۳۲۵ھ ہجری مین ۳۳ سال گزر چکے ہین پس سنہ مہدوی از روے ولادت بقول اوّل اس وقت ۱۰۷۰ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۷ اور سال آغاز زمانہ غیاب بقول اوّل ۱۰۶۵ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۰ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

لائق مؤلف موصوف فرماتے ہین کہ سنہ ہجری مسلمانون کے لئے ہے اور سنہ مہدوی مومنین کے لئے اور سنہ عیسوی عیسائیون کے لئے اور سنہ بکرماجیت اہل ہنود کے لئے۔ ہم نے مسلمانون اور مومنون کا فرق اچھی طرح پر

نہیں سمجھا۔ لغت عرب میں مومن کے معنی دل سے تصدیق کرنے والے کے ہیں اور مسلم جنمی اسلام قبول کرنے والا۔ پس مسلم کا اطلاق مومن اور منافق دونوں پر ہو سکتا ہے۔ اور جب مومنین کے لئے ہجری سنہ مخصوص کر دیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سنہ ہجری منافقین اسلام کے لئے رہگیا۔ اور پھر یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ سنہ ہجری بقول صاحب غیاث اللغات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا مجوزہ ہے۔ اور اسکی صراحت نہیں کی کہ امیر المومنین نے اس سنہ کو مومنین کے لئے تجویز کیا یا غیر مومنین کے لئے۔ اس خلجان نے ہمکو غیاث اللغات کے دیکھنے پر مجبور کیا۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باصحاب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مشورہ نمودند بعضی گفتند کہ بنائے تاریخ بر وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باید نہاد کہ واقعہ عظیم ست خلیفہ را (بوجوہ) پسند نیامد بعضے گفتند کہ بنائے کار بر مبعث آن سرور موجودات باید ساخت۔ این معنی ہم (بوجوہ) نہ پسندیدند پس این عقدۂ لاینحل را بعلی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرستادند آن حضرت اشارت بہ ہجرت فرمودند پس بنابر اشارت آنحضرت مبداء تاریخ از ہجرت نمودند چہ ہجرت ابتدائے ظفر و نصرت و قوت اسلام بود الخ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسی لفظ آخرہ اسلام کی وجہ سے جو صاحب غیاث کی آخر عبارت میں ہے۔ مرزا صاحب نے سنہ ہجری کو مسلمین سے مخصوص فرمایا۔ یہاں تک پہونچ کر ہم نے خیال کیا کہ جناب مرزا صاحب کا مقصد مومنین سے غالباً امامیہ مذہب والے ہوں جیسا کہ صاحب فرہنگ آصفیہ نے لفظ مومن کے تیسرے معنی (اہل تشیع) لکھے ہیں بے شک یہ بات دل کو لگتی ہوئی ہے۔ لیکن خود غیاث اللغات یا اور کسی کتاب سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ حضرت

امیر المومنین علیہ السلام نے مومنین کے لئے سنہ مہدوی کی تخصیص کی بشارت دی ہے لیکن ہم برابر دیکھ رہے ہین کہ تیسرے معنی کے مومنین بھی سنہ ہجری ہی سے کام لیتے ہین اس لئے کہ وہ اون کے نبی برحق علیہ الصلوۃ والسلام کا ہجری سنہ ہے اور نہ ہم نے کسی مومن مورخ کی تاریخ سنہ مہدوی مین لکھی ہوئی پائی جہان تک ہم نے غور کیا ایسے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنہ ہجری ہر ایک مسلم کا سنہ ہے خواہ وہ اہل تسنن سے ہو یا اہل تشیع سے کیون کہ دونون مسلمین مین داخل ہین اور کچھہ عجب نہین کہ خارجی اس سنہ کو نہ مانتے ہون۔ اگرچہ رسول برحق کے تعلق کی وجہ سے کوئی وجہ ان کے نہ ماننے کی نہین ہے لیکن کیا عجب ہے کہ بدایت سنہ کی تاریخ کے لحاظ سے اونہون نے اپنے لئے کوئی فرضی سنہ مقرر کر لیا ہو جیسا کہ سرتاج مومنین اوج لکھنوی نے مہدوی سنہ کی تخصیص فرمائی ہے مگر ہم نے خارجیون کے لئے کسی خاص سنہ کا نام اب تک نہین سنا اور نہ اہل تشیع کی تخصیص سنہ مہدوی سے اب تک ہمکو معلوم تھی۔ اسی کتاب کی برکت ہے کہ اس بیان مین ہماری بصیرت بڑھی۔

(۹) سنہ ترکی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات سنہ ترکی کو ایغور اور غازلم کہتے ہین۔ اور اس کے مہینون کے نام حسب ذیل ہین۔ (۱) آرام آی۔ (۲) اے کندی آی (۳) اوچونخ آی۔ (۴) ترتنخ آی۔ (۵) آمیشنخ آی۔ (۶) التنخ آی۔ (۷) اینخ آی۔ (۸) سکرنخ آی۔ (۹) توقرنخ آی۔ (۱۰) اوتونخ آی۔ (۱۱) اذینرنخ آی۔ (۱۲) اون ایکنخ آی۔

آپ فرماتے ہین کہ ترکون کا سال مثل ہندیون کے قمری ہے یعنی رویت ہلال پر

کبھی تیسا مہینہ اور کبھی اونتیسا ہر تیسرے برس پر کبیسہ کا ایک مہینہ بڑھا کر سال ۳۸۴ یوم
کو ۱۳ مہینہ کا کر دیتے ہین اور اوس تیرہوین مہینہ کا نام سوا آی رکھدیتے ہین
اور ابتدائے سال شمس و قمر کے اجتماع سے (برج دلو مین) محسوب ہوتا ہے۔
آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز بادشاہ غازلم کی سلطنت سے ہے۔
سنہ ۱۲۴۳ ہجری مین یہ سنہ ۱۳۰ کے مطابق تہا اوسی حساب سے اس وقت آخر ذی حجہ ۱۳۲۵
ہجری مین سنہ ترکی کی مطابقت ۲۰۳۴ ہی۔ اسوقت ممالک کی ین سنہ ہجری نبوی رائج ہی

(۱۰) سنہ فصلی کا بیان

جس سنہ کا عنوان ہم نے سنہ فصلی رکھا ہے۔ اہل ہند اسی کو سنہ فارسی کہتے ہین
دکن مین سال تالیف کتاب ہذا کا فصلی ۱۳۱۷ ہے جو مطابق ہے ۱۳۲۵ ہجری کا۔
اور یہی ۱۳۱۷ فصلی ہندوستان مین سنہ فارسی کے نام سے رائج ہے۔ مہینون کے
نام دونون جگہ متحد ہین۔ یعنی (۱) آذر ۲۹ یوم (۲) دی ۲۹ یوم۔
(۳) بہمن ۳۰ یوم (۴) اسفندار ۳۰ یوم (۵) فروردی ۳۱ یوم (۶) اردی بہشت ۳۱ یوم
(۷) خورداد ۳۲ یوم (۸) تیر ۳۱ یوم (۹) امرداد ۳۱ یوم (۱۰) شہریور ۳۱ یوم
(۱۱) مہر ۳۰ یوم (۱۲) آبان ۳۰ یوم۔ کسی استاد نے انکی شمار ایام کے لئے ایک شعر نظم کیا ہے

لاولا لب لا ولا لا ششش مہ ہست		لل کط و کط لل شہور کوتہ است

آغاز سال دونون جگہ ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اختتام ماہ آبان پر۔ لیکن
تاریخون مین کچھ خفیف سا اختلاف ہے یعنی دکن مین تاریخ ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری
بروز دوشنبہ مطابق ۳ فروری ۱۹۰۸ عیسوی موافق ہے یکم فروردی ۱۳۱۷ فصلی کے
اور اہل ہند نے اپنی جنتریون مین آخر ۱۳۲۵ ہجری کی مطابقت ۳ فروردی ۱۳۱۷

فارسی سے کی ہے۔

الحاصل خواہ اس کو سنہ فصلی کہو یا فارسی دونون کا نتیجہ ایک ہے۔
صاحب غیاث اللغات نے اسی کو سنہ فارسی اور نیز یزدجردی لکھا ہے اور اس کا
آغاز ماہ فروردین سے اور اختتام ماہ اسفندار پر قرار دیا ہے اور یہ بھی صراحت فرمائی
ہے کہ یہ سال تعداد ایام مین سنہ رومی کے ساتھ مساوی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ
اس سنہ کا آغاز یزدجرد کی بادشاہی سے ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ سنہ تالیف غیاث
اللغات کے وقت یعنی ۱۲۴۲ھ ہجری مین مطابق ہے ۱۱۹۶ فصلی کا یعنی سنہ ہجری اور
فارسی مین ۴۶ سال کا تفاوت ہے حالانکہ اس وقت ہجری و فصلی یا ہجری و فارسی
مین صرف ۱۰ سال کا فرق ہے یعنی فصلی یا فارسی کا ۱۳۱۵ ہے اور ہجری ۱۳۲۵۔
اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دکھنیون اور ہندیون نے سلطنت یزدجرد سے اس کی
ابتدا نہین مانی ہے اور نہ معلوم اون کا مبدا کیا ہے۔ صاحب غیاث یہ بھی فرماتے
ہین کہ اہل فارس سال فارسی کو نوروز سے شروع کرتے ہین پس ہماری رائے مین
۱۳۱۵ کو فصلی ہی سے موسوم رہنے دینا چاہیئے اور سنہ فارسی سے اس کو نہ ملانا
چاہیئے۔ واضح ہو کہ دکن مین ماہ ہائے متذکرہ بالا کو جو اسی سنہ فصلی کے مہینے ہین
ماہ الٰہی کہتے ہین۔

اہل ہند نے فصلی کے نام سے اپنی جنتریون مین ایک جدا سنہ قائم کیا ہے
جو دکن کے مروجہ سنہ فصلی سے دو سال کم ہے اور اس کے ساتھ ہندی مہینون کا
استعمال کیا ہے۔ ہم اس کی حقیقت سے واقف نہین ہین اور اس موقع پر صرف اس
قدر صراحت کر دیتے ہین کہ اگرچہ حیدرآباد مین اس وقت ۱۳۱۵ فصلی رائج ہے تو

ہندوستان میں فصلی ہی کے نام سے ۱۳۱۵ فصلی کا رواج ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے سنہ فصلی کی نسبت لکھا ہے۔ کہ فصلی ایجاد جلال الدین اکبر بادشاہ است دران وقت شمار ہجری نہ صد وہفتاد و یک بود لفاوتے کہ شد وآیندہ خواہد شد وجہش این کہ سال قمری کوتاہ باشد از سال شمسی یدہ روز و پنجاہ گھڑی و نہ پل وسال شمسی دراز باشد از سال قمری ہفت گھڑی کم از یازدہ روز۔ ہمین زیادت یک ماہ راہندیان (لوند) گویند بعد انقضائے مدت صد سال شمسی زیادت سہ سال وچند روز بر صد سال ہجری یعنی قمری بظہور آید وابتدائیش از چیت۔

اس بیان سے لائق مؤلف کا غالباً یہ مقصد ہوگا کہ وہ اوس وقت یعنی اپنی کتاب کی تالیف کے وقت اس سنہ کے اعداد کو بیان کرنا نہیں چاہتے تھے اس لئے کہ وہ حسابی مشکلات اس کے مانع تھے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جب اس سنہ کا آغاز ۹۷۱ ہجری سے ہی تو پھر ۱۳۲۵ ہجری مین از روے حساب اس کی مطابقت ۳۵۴ قرار پاتی ہے فی سال ۱۰ روز (مع کسرات متذکرۂ بالا) وضع کرین تو (۳۵۴) سال کے لئے (۱۱۸) مہینے یعنی (۹ سال ۱۰ مہینے) قابل وضعات قرار پاتے ہین اور اس وضعات کے بعد اس وقت فصلی ۱۳۴۴ ہوچکے ہیں درحالیکہ اس وقت ہندوستان کا سنہ فصلی ۱۳۱۵ ہے اور دکن کا فصلی سنہ ۱۳۱۷۔ ہمارا فہم اس سنہ فصلی کے سمجھنے سے قاصر ہے جس کا ذکر آپ نے فرمایا ہے اگر آپ کا مقصد الٰہی سنہ سے ہی جس کو صاحب غیاث نے اکبر سے منسوب کیا ہے تو اس کے لئے ملاحظہ ہو بیان مابعد۔

(۱۱) سنہ آلہی کا بیان

صاحب غیاث فرماتے ہین کہ سنہ آلہی کی ابتدا جلوس جلال الدین اکبر بادشاہ سے ہے جو ۲؍ ربیع الآخر ۹۶۳ھ مین واقع ہوا۔ اس سنہ کے مہینے وہی ہین جنکو سنہ فصلی کے ذیل مین ہم نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہین کہ تالیف غیاث اللغات کے وقت سنہ ہجری ۱۲۴۲ ہے اور سنہ آلہی ۱۲۷۱۔ اس حساب سے تالیف کتاب ہذا یعنی ۱۳۲۵ ہجری مین سنہ آلہی بعد وضع کسرات ده روزه ۳۵۲ ہونا چاہیئے۔

(۱۲) سنہ جلالی کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ اس سنہ کا آغاز جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے عہد سلطنت سے ہے اسی لئے اس کو سنہ ملک شاہی بھی کہتے ہین۔ اس کے مہینے وہی ہین جو فصلی سنہ کے ذیل مین بیان ہوئے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہر مہینہ کو ۳۰ روز کا مہینہ قرار دیتے ہین اور خمسہ مسترقہ کو ماہ اسفندار پر بڑہا دیتے ہین اور ہر سال چارم مین کسرات کا ایک دن اسی اسفندار پر بڑہا کر ۳۶ دن کا حساب شمار کرتے ہین۔ اس سنہ کے مجموعی ایام ۳۶۵ ہین۔

آپ نے فرمایا ہے کہ سال تالیف غیاث اللغات یعنی ۱۲۴۲ھ ہجری مین سنہ جلالی ۷۴۹ تہا۔ اس حساب سے ۲۹؍ ذی حجہ ۱۳۲۵ھ ہجری مین بعد وضع کسرات پنج روزہ تقریباً سنہ جلالی ۸۳۱ ہونا چاہیئے۔

(۱۳) سنہ بنگلہ کا بیان

سنہ بنگلہ بنگالیون مین مروّج ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے اس کے متعلق صرف اس قدر لکہا ہے کہ در بعضی کتب چون آئین اکبری وغیرہ بشرح و بسط مدوّن ست

باید وید ۔ ہم عرض کرتے ہین کہ ہم نے تاریخگویون کی امداد اور مشتاقان فن جمل کی بصیرت بڑہانے کے لئے جب کہ سنین مختلفہ کے بیان کا ایک خاص حصّہ رکہا ہی تو لیبا اجمال کبہی جائز نہین ہے جس سے کم سے کم اس قدر بہی معلوم نہ ہو کہ تالیف کتاب کے وقت اس سنہ کے اعداد کس قدر ہین ۔

سنہ بنگلہ بنگالیون کا سنہ ہی اور اس وقت یعنی ۱۳۲۵ہجری کا بطابق ۱۳۱۵ بنگالی ہے ۔ بعض تواریخ بنگال سے اس کی حقیقت صرف اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانے ہین جب توڈرمل نے بنگال کا بندوبست کیا تو اوسوقت سنہ ہجری کو جو قمری مہینون پر مبنی تہا فصلی کردیا اور زمانہ آیندہ مین اس کو شہور قمری سے غیر متعلق کرکے ہندی مہینون سے اس کا حساب رکہا تاکہ کاشتکارون کو مالگزاری کے اغراض مین سہولت حاصل ہو ۔ اس سنہ کی بنیاد اسی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ درحقیقت توڈرملی سنہ ہے جو صرف بنگال مین رائج ہی اور اس وقت سنہ ہجری کے ساتہ سنہ بنگلہ مین ۱۱ سال کا جو تفاوت ہے وہ زمانہ مابعد کے قمری مہینون کی وجہ سے سالانہ کسرات دہ روزہ کا نتیجہ ہے ۔

حیدرآباد کے سنہ فصلی کے ساتہ اس مین دو برس کا فرق بہی اعتباری ہے اور درحقیقت دونون کا مقصد ایک ہے یعنی ممکن ہے کہ حیدرآباد مین بہی کسی نہ کسی سنہ مین ایسا ہی عمل ہوا ہو ۔

بنگال کے سوا ممالک مغربی وشمالی وغیرہ مین سنہ فصلی ۱۳۱۵ مروج ہی اس کی بنیاد بہی غالبًا ایسی ہی ہو ۔ بنگالی اور ہندوستانی دکن کے سنہ فصلی کو سنہ فارسی کہتے ہین ۔ اور سنہ فارسی درحقیقت سنہ یزدجردی ہے جس کا بیان

اس کے بعد آتا ہے۔

(۱۴) سنہ فارسی و یزدجردی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے سنہ فارسی کی تاریخ جس قدر لکھی ہے ہم نے اسکا ترجمہ سنہ فصلی کے ذیل مین ہدیہ ناظرین کیا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ ہماری راے مین دکن اور ہند کے رواج کے لحاظ سے ہمنے اس کو سنہ فصلی ہی سے موسوم رکہا ہے لہذا ہم سنہ فارسی کی نسبت اس موقع پر صرف اس قدر عرض کرتے ہین کہ بقول صاحب غیاث سنہ فارسی یا سنہ یزدجردی ۱۲۴۲ھ ہجری مین ۱۱۹۶ تہا تو اس حساب سے اسوقت بعد وضع کسرات دہ روزہ یہ ۱۲۰۳ ہونا چاہیئے۔ فی زماننا پارسیون کے پاس مروج ہے اور ۱۲۵۳ ہجری ۱۲۰۳ کا مطابق۔ اس کے مہینے وہی ہین جو سنہ فصلی کے ذیل مین بیان ہوئے۔

(۱۵) سنہ ساکہا و سنبت کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے فرمایا ہے کہ سال ہندی جس کا نام سنبت ہے ۱۲ مہینونکا سال ہے جن کے نام یہ ہین (۱) چیت (۲) بیساکہہ (۳) جیٹھہ (۴) اساڑہ (۵) ساون (۶) بہادون (۷) کنوار (۸) کاتک (۹) اگہن (۱۰) پوس (۱۱) ماگہہ (۱۲) پہاگن۔ یہ سنہ منسوب ہے راجہ بکرماجیت سے۔ منقول ہے کہ جب راجہ سالباہن کو بکرماجیت پر غلبہ ہوا تو اسنے اپنے غلبہ کا سنہ رائج کیا۔ اور اس کا نام ساکہا رکہا۔ پس ان دونون سنون کے لئے وہی مہینے رائج ہین جو اوپر بیان ہوئے۔ پس اس وقت یعنی ختم تالیف کتاب ہذا کے وقت ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری مطابق ہے ۱۸۲۹ ساکہا کے جس کو اہل ہند و دکن

ساکی اور شاکہی بھی کہتے ہین۔ اور اوسی تاریخ ہجری کا سنہ سمت ۱۹۶۴ جس کو بکرمی کہتے ہین۔

ہندوستان مین پروسٹھ کے نام سے اسی سنہ کا رواج ہے جو سمّت کے سوا ہے

(۱۶) سنہ رومی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات رومیون کے مہینون کے نام حسب ذیل ہین اور انہین کو شمسی مہینے بھی کہتے ہین۔ (۱) تشرین اول سی ویک روزہ (۲) تشرین آخر سی روزہ (۳) کانون اول سی ویک روزہ (۴) کانون آخر سی ویک روزہ (۵) شباط ۲۸ روزہ (۶) اذار سی ویک روزہ (۷) نیسان سی روزہ (۸) ایار سی ویک روزہ (۹) حزیران سی روزہ (۱۰) تموز سی ویک روزہ (۱۱) آب سی ویک روزہ (۱۲) ایلول سی روزہ ۔ ان بارہ مہینون کے مجموعی ایام ۳۶۵ ¼ ہین۔ ماہ شباط ہر چوتھے سال ۲۹ دن کا محسوب ہوتا ہے۔

اس سنہ کی ابتدا عہد سکندر سے بیان ہوئی ہے اور ۱۳۴۲ھ ہجری کا مطابق ۲۲۳۵ رومی کہا گیا ہے۔ اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ھ ہجری مین بعد وضع کسر ۲۲۱۹ شمسی یا رومی سال ہونا چاہیئے۔

(۱۷) سنہ نوروز کا بیان

بقول صاحب مخزن الحکمت ۔ نوروز سے مراد ہر نئے شمسی سال کا پہلا دن ہے ایک محقق کا قول ہے کہ نوروز کا آغاز اوس وقت ہوتا ہے جب کہ بقول عالمان علم ہیئت آفتاب عالمتاب جو جہان کو اپنی روشنی سے روشن رکہتا ہے برج حوت سے گزر کر برج حمل مین جو اس کی خوشحالی اور شادمانی کا مقام ہے داخل ہوتا ہے اور دنیا کو ایک ادنی ہی

رونق دیتا ہے اور سردی کے لُٹے ہوئے اور موسم خزان کے ستم رسیدونکو خلعتہائے
نوروز و قباہائے سبز و فیروزی پہنا کر تلافی مافات کرتا ہے۔

نوروز فصل بہار کا روز اول ہے اور ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن لیل و نہار
کے زنگی و فرنگی بالکل مساوات پر باہم ملتے ہین یعنی شب و روز برابر ہو جاتے ہین
اور نئے سال شمسی کا دورہ شروع ہوتا ہے۔

یون تو دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف اقوام مین ہر نئے شمسی یا قمری سال کے اوّل
روز کم و بیش خوشی منائی جانے کی رسم کے لحاظ سے بہت سے نوروزون کا ذکر کرنا
پڑے گا مگران سب کو نظر انداز کر کے صرف نوروز مشرقی اور نوروز مغربی کا ہی
حال ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سنۂ عیسوی کے مطابق نوروز مشرقی ۲۱ مارچ کو واقع ہوتا ہے اور نوروز
مغربی یکم جنوری کو لیکن علم ہیئت کی رو سے نوروز مشرقی ہی حقیقی نوروز ہے
کیونکہ یہ فصل بہار کی ابتدا اور شب و روز کا اعتدال قائم کرتا ہے۔

نوروز مشرقی کا بانی بادشاہ جمشید ہے جس نے ملک ایران مین شمسی سال کو
رواج دیا۔ اسنے ایک نہایت عالی شان شہر کی بنیاد ڈالی جسکا نام تخت جمشید رکھا اور
جس دن خورشید خاور پہلے خانۂ بہار یعنی برج حمل مین داخل ہوا جمشید نے اس شہر کی شاہی
محل خاص مین بیٹھکر جشن نوروز منایا اور رعایا کو زر و سیم کی بخشش سے خوشحال بنایا
اور حکم دیا کہ تمام رعایا ہر سال اسی دن نوروز منایا کرے۔

ہندوستان کی تقویم مین آخر ذی حجہ ۱۳۳۵ ہجری کو ماہ دلو ۱۸۲۹ نوروز
کی ۱۵ تاریخ ہے۔

خاتمہ کا دوسرا حصہ

متقدمین و متاخرین و معاصرین کے کلام کے متعلق

بیان عام

معزز ناظرین کتاب اس بیان کو حوگیر کی بھرتی نہ خیال کریں جن حضرات کو فن جمل کی دلچسپی ہے اون کو اس کتاب کی سیر کرنے کے بعد اس بیان کا ملاحظہ کرنا نہایت فائدہ بخش ہوگا۔ ہر ایک تاریخ نئے اسلوب اور نئے ڈھنگ پر ہوتی ہے۔ صرف میلادی کی تاریخوں میں ملاحظہ فرمائیے کہ مؤرخین نے ولادت کے مضمون کو کس قدر مختلف پہلوؤں سے ادا کیا ہے یہی کیفیت تواریخ وفات و تعمیر و تالیف وغیرہ کی ہے جن کے ملاحظہ کے شائقین جمل کو ایک خاص قسم کی بصیرت حاصل ہوگی۔ وہ مادۂ تاریخ کے مختلف رنگوں سے اچھی طرح سے واقف ہو جائیں گے۔ ہم نے اس حصۂ کتاب میں بقدر امکان متقدمین اور متاخرین کا تاریخی کلام بھی جمع کیا ہے اور بالآخر معاصرین کے نتیجۂ فکر سے اوس کی تکمیل کی ہے اور بلحاظ نوعیت ۲۰ حروف پر اس کو تقسیم کیا ہے۔

(الف) قصائد نعتیۂ تاریخی۔ (ب) تواریخ ولادت۔
(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی (د) تواریخ ختنان۔
(ہ) تواریخ شادی عروسی (و) تواریخ سالگرہ و جوبلی۔
(ز) تواریخ غسل صحت (ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی۔
(ط) تواریخ فتوح (ی) تواریخ وزارت۔
(ک) تواریخ خطابات (ل) تواریخ تقرر خدمات و جانشینی۔
(م) تواریخ خیر مقدم (ن) تواریخ شکار۔

(س) تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب (ع) تواریخ بنا و تعمیر۔
(ف) تواریخ سزا (ص) تواریخ فراغ حج۔
(ق) تواریخ رہائی (ر) تواریخ وفات۔

معاصرین مین ہم نے اپنے استادان جمل۔ قدر بلگرامی۔ کامل لکھنوی۔ داغ دہلوی۔ راقم مدراسی۔ ذکا سے نیلوری۔ معنی حیدرآبادی کے سوا بعض مشاہیر ہند کا تاریخی کلام بہی اسی حصہ مین داخل کیا ہے۔ جیسے امیر مینائی۔ عبدالجلیل بلگرامی۔ آزاد بلگرامی۔ غالب دہلوی۔ ذکی مرادآبادی۔ ان بزرگون کے سوا بعض غیر مشاہیر کے عمدہ کلام کو بہی جن کی تاریخین قابل تعریف تہین۔ اور بندۂ ہیچمدان کا تاریخی کلام بہی اسی حصۂ آخر مین داخل ہے۔

افسوس ہے کہ استادان فن سے زمانہ خالی ہے اور بہت بڑا ستم یہ ہے کہ اس فن مین اون کے جانشینون کے خانہ مین صفر ہے۔ محققین نے باقر گیلانی۔ اور محتشم کاشی۔ اور سنجر طہرانی کو امام الجمل فی المتاخرین کہا ہے اور انصاف اس کا متقاضی ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے بزرگون سے قدر بلگرامی اور ذکی مرادآبادی۔ اور معنی حیدرآبادی کو اس لقب سے یاد کرین۔

متقدمین کے تاریخی کلام کا نقش صفحۂ روزگار پر بہت کم ہے اور جسقدر ہے اوس کے بڑے حصہ کو ہم نے جابجا۔ موقع موقع سے اس کتاب مین بطریق استناد عرض کیا ہے۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ ہم متقدمین کے کلام مین وہ لطف اور خوبیان نہین پاتے جن سے متاخرین کا کلام لبریز ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فی نفسہ اونکو اس کا مذاق نہ تہا یا اون کا قابل قدر کلام ہمکو دستیاب نہین ہوا۔ ہمارا خیال یہ ہے

کہ متقدمین کو اس فن کی جانب بہت کم رغبت تھی اور محاسن تاریخ کے وہ مطلق پابند نہ تھے جس طرح وہ لوگ غزل۔ قصیدے۔ مثنوی وغیرہ میں استاد مانے گئے ہیں۔ اسی طرح اس فن کے استاد کہلانے کے مستحق بعض متأخرین اور معاصرین کے وہ افراد ہیں جن کا تذکرہ اوپر ہوا۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم بعض متاخرین اور معاصرین کو اس خاص فن میں متقدمین پر ترجیح نہ دیں۔ علم کسی کی میراث نہیں ہے مَنْ جَدَّ وَجَدَ۔

جن متقدمین و متأخرین کے کلام پر ہمنے کہیں کہیں بطور (افادہ) اعتراض کیا ہے اور شائقین فن کو اس لغزش سے بچنے کی نصیحت کی ہے وہ بے محل نہیں اور ہی اگرچہ استاد سخن بلکہ پیمبر سخن گزرا ہے لیکن فن جمل میں اوس کی لغزش یا اُسکا تسامح کبھی ہمارے لئے سند کا کام نہیں دے سکتا اور کبھی وہ اپنے خطاب یا لقب کی وجہ سے معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اس باب میں جس قدر تاریخی کلام ہے اوسپر بھی ہمنے تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور جابجا مختلف نوٹس کئے ہیں جن سے ہمکو نکتہ چینی اور حرف گیری مقصود نہیں ہے بلکہ طالبین فن کو غلطی سے بچانا مقصود ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ انصاف پسند اہل تحقیق ہمارے اس عمل کو نیک نیتی پر محمول کرینگے۔

بعض تاریخی قصیدوں اور مرثیوں اور نوحوں میں ہم نے اشعار بالائی کو اس لئے نقل کیا ہے کہ مادۂ تاریخ کا لطف بغیر اون اشعار کے ظاہر نہیں ہوسکتا اگر ہم اختصار کو مدنظر رکھتے اور اشعار بالائی کو ترک کرتے یا اون کے انتخاب سے کام لیتے تو اس کتاب کی ضخامت سی دس بیس ورق تو بے شک گھٹ جاتے

لیکن یہ بچپٹ اوس نقصان کی تلافی نہ کرسکتی جو مذاق مین پیدا ہوجاتا ۔

(الف) قصائد نعتیہ تاریخی

قصیدۂ نعتیہ طبعزاد جناب باقر گیلانی مغفور بہ صنعت ترصیع و ازدواج و مجمع الصنائع ۔ جس کا ہر ہر مصرع حامل تاریخ ہے اور اشعار نمبر ۹ تا ۱۷ مین یہ لطف زائد ہے کہ ہر مصرع مین حروف مہملہ و منقوطہ عدداً و تعداداً مساوی ہین ۔ اور کسی ایک مصرع کے حروف معجمہ اور کسی ایک مصرع کے حروف مہملہ کو جمع کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔ اور اس طرز عمل سے بہت سے مادے حاصل ہوتے ہین ۔

و ہو ہذا

مصرع	نمبر	مصرع
اساس عالم مجد آفتاب ہر دو جہان	۱	ملک پناہ و رسل تاج و انبیا سلطان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
شفیع کون و مکان احمد رسول اللہ	۲	پناہ ناموران شفیع زمین و زمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
سواد عین ہدایت امیر ملک و ملل	۳	بزرگ کل رسل رہنمائے کون و مکان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
خلاصۂ دو جہان ماہ ساطع لولاک	۴	شہ جہان و فلک قدر و صاحب احسان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
سمائے حلم و سخا و مہ جلال و کمال	۵	پناہ تاجوران کاسمان ندیدہ چنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ اہل نبوت بہار علو	۶	گل مراد ملل آبروئے گلشن جان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

مصرع اول	شمار	مصرع دوم
مطاع دین و جہان تاج صاحب معراج	۷	سپہر مجد محمد شفیع عالمیان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
کمال زہد و ورع آبروئے موجودات	۸	جہان جود و حیا مصطفیٰ رفیع الشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
امام کل رسل تکیہ زمین و زمان	۹	نبی تاج امم زیب عصر ماہ جہان
۵۳۴ منقوطہ · ۱۰۶۸ ہجری · ۵۳۴ معطلہ		۵۳۴ منقوطہ · ۱۰۶۸ ہجری · ۵۳۴ معطلہ
معز زمین رسل ماہ و کام وحی توان	۱۰	قوی وزیر زمین ہمہ مکہ عز و عرش مکان
۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴		۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴
نبی و تاج ملک مہر علم و زیب جہان	۱۱	بزرگ عالمیان عز کعبہ تاج جہان
۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴		۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴
پناہ ملک رسالت کمال فہم و ادب	۱۲	نصیر ملک بقا اوج علم زیب شہان
۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴		۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴
سحاب طبع محمد قوام امن و شرف	۱۳	سراج اہل عطا عزت زمین و زمان
۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴		۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴
مطاع کل عرب تاج دین گزیدہ نسب	۱۴	مہ سحاب کرم و آفتاب عدل و امان
۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴		۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴
پناہ فتح و ورع ماہ و صاحب لولاک	۱۵	حیات و عز رسل ماہ زہد و دین سلطان
۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴		۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴
سحاب لطف ابد مہر عدل و شش کن ماہ	۱۶	علو جاہ و عمل زیب دین سپہر توان
۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴		۵۳۴ · ۱۰۶۸ · ۵۳۴

مصرع	نمبر	مصرع
پناہ حلم و شرف کام ملک مطلب حق	۱۷	حبیب زین اُمم کوہ علم و تاج سران
۵۳۴ منقوط · ۱۰۶۸ · ۵۳۴ معطلہ		۵۳۴ منقوط · ۱۰۶۸ · ۵۳۴ معطلہ

مطلع ثانی

مصرع	نمبر	مصرع
سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	۱۸	شہاب عدل و اہل کام و مطلب قرآن
۱۰۶۸		۱۰۶۸
عزیز کون و مکان ماہ کُل و سدرہ نشین	۱۹	اساس عز و عطا زین دین مہر نشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبیؐ زیب رسل مجد رشد طٰہٰ لقب	۲۰	شہاب عدل و یقین بدر حلم معجزہ کان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مہے زیب رح عطا یوح مکہ منبع کنت	۲۱	سحاب دین ہدی مجد علم و راست بیان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
امین اہل یمین بدر جاہ شاہ براق	۲۲	مآب داور یکتائے نائب رحمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ تاجوران کوہ داد کرسی زیب	۲۳	رسول داد دہ و بدر آفتاب آوان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ملیک زیب و ملک ملک مجد پرتو حق	۲۴	نبیؐ زین بشر مہ لوا و مہر جہان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مآب عز نبیین مطاع و تاج رسل	۲۵	سحاب دین و کرم زیب مجلس ملک ستان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

من برم یک الفش از تاریخ		تاکشم میل بچشم بدرا	

(نوٹ) مصرع تاریخی کے اعداد (۹۱۴) ہین مؤرخ نے الف کے ایک عدد کا تخرجہ کیا ہے

تاریخ ولادت شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ طبع زاد
یکے از استادان عجم ـ از تخلص تسلیم

شاہ روے زمین شاہِ جہان		لمعۂ آفتابِ عالم گیر
۱۰۰۰ھ		۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس تاریخ مین بھی الف ممدودہ کا عدد (۱) محسوب ہوا ہے مطابق قاعدہ ہے

ایضاً از جناب کلیم ہمدانی

بعد الحمد کہ از پرتو خورشید عدم		سایۂ مرحمتے بر سر عالم آمد
نیّرے از فلک بادشہی کرد طلوع		شاہ شاہان جہان قبلۂ عالم آمد

(نوٹ) مادّۂ تاریخ مین لفظ آمد شریک نہین ہے ـ مضمون مصرع اسکا متقاضی ہے کہ سالم مصرع مین تاریخ ہو ـ نیز تاریخی اشارہ بھی نہین ہے ـ

قصیدۂ جناب سنجر طہرانی مغفور بتقریب تولد صاحب قران ثانی
شاہ جہان بادشاہ بصنعت ترصیع

خدا وجود و بقا دادہ عالم امکان		براے شاہ جہان بادشاہ کلّ جہان
۱۰۰۰ھ		۱۰۰۰ھ
زلطف یزدان زعدل و جود ہفت اقلیم		بود با فسر و پا گاہ زاین سلیمان شان
۱۰۰۰ھ		۱۰۰۰ھ
زجودِ شاہ جہان بادشاہ فلک آرای		پدید آر در شاہوار صد عمّان
۱۰۰۰ھ		۱۰۰۰ھ

زجام توأمت او باد باحیات ابد	مدام بادۂ الطاف و قدرت یزدان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
نشاط و شادی کام طرب بداد آنکه	بباد شاہ جہان مہرجاہ کام رسان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بداد و جود و باحسان شہنشہ آفاق	علیم و عالی و دانا نواز و ملک ستان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بود چو گوہر ازان صاحب قران کہ بود	نبود چون آن صاحبقران ہیچ قران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بدہر ثانی او این پناہ ملک بود	کہ صد قران زید این بہمال از اقران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار سال چو از ہجرت آمدہ بوجود	شہنشہے کہ بود زندگی عالمیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار قرن بماناد آن کہ مردہ ازو	بود بدور جہان صد ہزار جان شادان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بمدح شاہ جہان طبع این دوازدہ بیت	ز قسمت ازل آورد از دلم بزبان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ازان دوازدہ ہر مصرعے بکار نگاہ	کند تولد شاہ جہان پناہ بیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس قصیدہ میں جہان کہیں الف ممدودہ مستعمل ہے اس کا عدد ایک لیا گیا ہے اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

اورجہان کہین کاف منفصلہ لکہا گیا ہے اوس کے عدد ہاے مختفی کے ساتہ ۲۵ محسوب ہوئے ہین اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔
اورجہان کہین باے عربی کا استعمال ہے وہ متصل لکہی گئی ہے اور اوس کے عدد ۲ لئے گئے ہین اور یہ بہی قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

تاریخ جشن تولد سپہر شکوہ پسر داراشکوہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی مغفور بصنعت ترصیع

زین جشن زمانہ کامرانی دارد	تا در عنوان نشاد مانی دارد
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ
افزود گل نشاط واکنون دردہر	زینہا ہر سوے گلفشانی دارد
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ

(نوٹ) اس رباعی کے ہر ایک مصرع مین تاریخ ہے۔ مصرع اوّل کے حروف معجمہ کو مصرع ثانی کے حروف معجمہ کے ساتہ جمع کرین تو اون کے مجموعی اعداد مین بہی تاریخ ہے اگر مصرع اول شعراول کے حروف مہملہ کے اعداد مصرع دوم کے اعداد حروف مہملہ کے ساتہ جمع ہون تو تاریخ نکلتی ہے۔ اور یہی صنعت بیت دوم مین بہی ہے۔

تاریخ میلاد میر غلام نبی بن سید محمد باقر طبعزاد جناب میر عبد الجلیل بلگرامی مغفور

نورچشم میر باقر گفت با من	چون گل خورشید در عالم دمیدم
سال تاریخ تولد خود بگفتم	نورچشم باقر عبد الحمیدم ۱۱۱۱ھ

(نوٹ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ یہ مادّہ خود مولود نے عالم رؤیا مین مورخ سے کہا یجوز للشاعر مالا یجوز لغیرہ کا مصداق پورا

ہوا ۔ (مؤلف)

تاریخ ولادت دختر طبعزاد جناب مومن مغفور ۔

دخت روشن روان ہوئی پیدا ۔ کیا ہی چمکا ہے اختر مومن
نال کٹنے کے ساتھ ہاتف نے ۔ کہی تاریخ دختر مومن
۱۲۵۹ھ

(نوٹ) (دختر مومن) کے عدد (۱۳۴۰) ہیں جن میں سے لفظ (نال) کے عدد (۸۱) کا تخرجہ ہوا ہے ۔ اور سنہ (۱۲۵۹) حاصل کیا گیا ہے ۔

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

بسید محمد رضا خان من ۔ خدا داد پورے با قبال جفت
نشانیدم زہے نخل تاریخ او ۔ گل نورسید از نہال شگفت
۱۲۷۴ھ

تاریخ میلاد صاحبزادہ مرزا عباس بیگ دہلوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس ۔ پسرے نام خدا یافتہ عالی نسبی
نازکی ناز فروشی صنمی عشوہ گری ۔ گلرخی گلبدنی سرو قدی غنچہ لبی
لب لعلین میں خال سیاہش حبشی ۔ موی مشکین ختنی چہرۂ ضیا فش حلبی
بشگفان غنچہ تاریخ ولادت ای قدر ۔ بر دمید این گل عباس ز نخل عجبی
۱۲۷۶ھ

تاریخ میلاد سید مصطفےٰ بن ابن علی برادر مورخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور بہ صنعت ترصیع

گردیدہ ولادت سعادت آمیز ۔ از عیش پسر شدہ جہانے لبریز
۱۲۷۷ھ ۔ ۱۲۷۷ھ
از قدر شود بادۂ ہر مصرع ۔ این نجم جالست صباحت انگیز
۱۲۷۷ھ ۔ ۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت اطفال توام بخانۂ ڈپٹی مرزا خدا داد بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

ساتھ دو طفل خدا داد ندنون پیدا ہوئے	ایک لڑکی ایک لڑکا حور وش رضوان شیم
اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونون آبدار	اک کلی سے نکلے دو غنچے وہ دونون تازہ دم
عیسوی سال ولادت قدر نے یون لکھدیئے	مشتری و ماہ نکلے برج سے توام بہم

تاریخ میلاد صاحبزادۂ نواب سر آسمان جاہ مغفور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا	یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہے برج اقبال روشن	یہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہ بحر کرم کا دُرِ بے بہا ہے	یہ ہے پھول امید کے گلستان کا
کِھلا غنچۂ آرزوے خلائق	کُھلا عقدۂ بخت پیر و جوان کا
ملے اس کو عمر ابد یا الٰہی	یہ لوٹے مزا عشرتِ جاودان کا
پھلے پھولے یہ نونہال امارت	تر و تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا
جب اے داغ ہاتف سے تاریخ پوچھی	ندا آئی خورشید ہے آسمان کا

تاریخ ولادت شاہزادۂ بلند اقبال سرکار نظام دام ظلہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شاہزادے کی ولادت کا ہمایون سال ہے	یا فروغ دیدہ لکھون یا چراغ دودمان ۱۳۰۹
مجھ سے ہاتف نے کہا اے داغ یہ تاریخ لکھ	چاند سا بیٹا مبارک اے شہ کیوان مکان ۱۳۰۹

تاریخ ولادت فرزند ڈپٹی علی حسن خان طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور مرحوم

ہردم ہون ترقیان خدا دن وہ دکھائے	مان باپ کا دل بڑھ کے یہ فرزند بڑھائے
اس طفل جوان بخت کا ہے سال امیر	اقبال کے ساتھ عمر روز افزون پائے

تاریخ ولادت فرزند آنریبل راجہ پرکاش لال بہادر مدار المہام ریاست ٹراون طبعزاد ایضاً

ہوا فرزند پیدا خانہ فرزندی شان میں — مبارک ہو کہ یہ دن دولت کی نوبت راج جوگ آیا
امیر اچھی ولادت کی ہے یہ تاریخ سمت میں — بکرماجیت کے گھر یک صورت راج جوگ آیا
۱۹۵۲ سمت

تاریخ ولادت فرزند نواب مرزا اللہ خان بہادر رئیس بہیکم پور طبعزاد ایضاً

ہو مبارک ولادت فرزند — جس سے روشن ہوا یہ گھر سارا
نور کی ہے امیر یہ تاریخ — دل کی ٹھنڈک ہے آنکھوں کا تارا

تاریخ ولادت صاحبزادی مرزا ہیو علی طبعزاد مؤلف حقیر کتاب ہذا بصنعت ترصیع

در سرائے آن محب مہر دوست — نو گلے از باغ لطف کبریاست
۱۲۹۱ فصلی — ۱۹۴۹ سمت
خانہ ماہ و لاسالش نوشت — بنت ہیو علی میرزا است
۱۸۸۲ عیسوی — ۱۲۹۹ ہجری

تاریخ ولادت برخوردار غازی الدین احمد فرزند مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

خداوندا بشکر نعمت نتوان سخن گفتن — بکام خود رسد از لطف عامت آرزومندے
بجوش اعتراف مرحمت گوید و لاسالش — خدائے بے نیازم داد و طالع مند فرزندے
۱۲۹۹

تاریخ میلاد نظام النساء بیگم صاحبہ صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام دام دولتہ طبعزاد مؤلف

خوشا صبحے کہ در عہد بہار از فضل یزدانی — شود دستانسرا بلبل بجوش تہنیت خوانی
ہمایوں روزگارے کاختر برج مراد ما — بگردون حصول مدعا دارد درخشانی
زہے فصلے کہ محبوب علیخان بہادر را — رسید از یمن طالع وقت جشن مملکت رانی
تعالی اللہ چہ ہنگامے کہ در مشکوے شاہ ما — مہ تابان تولد گشتہ با سیمائے نورانی
رخش چون نیر انور قدر از شمسا دیباتر — دہانش حقہ گوہر لبش لعل بدخشانی

به پیشِ فرّ و اقبالش چه دارا و چه اسکندر — بجنبِ طالعش شرمنده شد بختِ سلیمانی

ز میلادش بهر سو غلغلِ شادیست در عالم — بهر یک کوچه می بینیم رنگِ جشنِ قاآنی

بشکلِ مهر زربخشی کند شاهِ جوان دولت — ز ابرِ دستِ جود او شود پیهم درافشانی

به یغمای بساطِ خوان نعمتهای الوانش — رعایا راست در درگاهِ آصف حکمِ مهمانی

دعاگویانِ دولت را رسد منّت مسرّت — ز رحمِ شه رها گشتند محبوسانِ زندانی

صدای تهنیت از هر در و دیوار می آید — وزد بادِ طرب در گلشنِ سرکارِ دیوانی

ولا ای شهسوارِ ساحتِ مدحِ شهِ والا — بده مشدیز طبعِ خویشتن را رنگ جولانی

بآبِ زر رقم کن مصرعِ سالِ ولادت را — همایون باد بر شه ابنِ نوبرِ گلزارِ سلطانی

تاریخ میلاد صاحبزادگان بلند اقبال سرکار نظام ادام الله اقبالهم طبعزاد مؤلف کتاب

نظام الملک آصف جاه محبوب علیخان کو — کئے حق نے عطا دو دُرّة التاجِ شهنشاهی

سرور و راحتِ جان نورِ عینینِ شهِ ذیشان — یه وه نعمت هے جس سے با مراد ان کو هے آگاهی

ملی هے نعمتِ عظمیٰ مرے آقا سے نعمت کو — خلاموں کی خوشی هے اپنی دولت کی یهی خواهی

ولی عهدِ خلافت کے هیں دونوں قوّتِ بازو — همیشه انکی قسمت میں هو تائیدِ یدِ اللّهی

ولا گلدستهٔ سالِ ولادت نذر دو شه کو — گرامی هیں یه دونوں نونهالِ گلشنِ شاهی

۱۳۲۵ھ

تاریخ میلاد نبیرهٔ با وقار سرکار عالی تبار حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی طبعزاد مولف کتاب

حق نے جب بیٹا ولی عهدِ ریاست کو دیا — هو گئے مسرور اعلیٰ حضرت ظلّ اللّهی

عیسوی تاریخ اسکی عرض کی میں نے ولا — آپ کو پوتا مبارک هو حضورِ آصفی

۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

سپهرِ تمکنت شاهِ دکن آقای نعمت کو — دیا الله نے اپنے کرم سے چاند سا پوتا

اسی سے جہان مین جان آگئی آزاد ولت کی
کہین گر خضر اسکے آب بقا کا پھوٹتا سوتا

بڑا ہنسمکھ ہی چہرہ حسن صورت اسکو کہتے ہین
کبھی ہوتا نہیں یہ بھی ننہا سا شہزادہ نہیں ہوتا

ولا سال ولادت بارگاہ شاہ آصف مین
کہو سرکار کو ہووی مبارک چاند سا پوتا ۱۳۲۵ھ

بر الفت مین جب شہ نے لیا ہاتف نے فرمایا
مبارک شاہ آصف جاہ کو ہو گود مین پوتا ۱۳۲۵ھ

ادب سے عیسوی تاریخ اسکی عرض کی مین نے
جہان پرور مبارک ہو مری سرکار کو پوتا ۱۹۰۷ء

(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی

تاریخ تسمیہ خوانی فرمانروائے دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب مولوی محمد عبد القادر طاہر

در تقریب بسم اللہ
عالم شاد و خرم ماند

سال ہمایون گفت خرد
اقرار باسم ربک خواند ۱۲۸۸

تاریخ تسمیہ خوانی میرزا ابرار حسین طبعزاد جناب تسلیم سہسوانی

خواند بسم اللہ چو ابرار حسین
سرو قد خواست دل بسم اللہ

کرد تسلیم بتاریخ رقم
شادی شاہ و شتیل بسم اللہ ۱۲۹۳

تاریخ تسمیہ خوانی شہزادہ والا تبار ولی عہد ریاست دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شہزادہ ہوا ہے زیب مکتب
سبحان نہ ہو ثانی ولی عہد

سورۂ اقرا کی آج سن لی
سلطان سے زبانی ولی عہد

اللہ کرے کہ شاہ دیکھے
پیری و جوانی ولی عہد

اس رسم کی داغ تو بھی تاریخ
لکھ تسمیہ خوانی ولی عہد ۱۳۰۱

تاریخ تسمیہ خوانی نور الحق ابن لطف حسن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

نور الحق ابن لطف حسن چار ساله شد	الشکر والثناء لربّ الذی خلق
سال سعید تسمیه اش بزد و رقم والا	اقرأ باسم ربک فرسود نور حق ۱۳۲۱ھ

(د) تواریخ تقریب ختان

تاریخ ختان سید مصطفی برادر زادهٔ مورخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چون ختنهٔ مصطفی شد از چالاکی	گلچین شده حجّام بفرّخ ناکی
ما سال ختان او نوشتیم ای قدر	شد سنّت مصطفی ادا در پاکی ۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان صاحبزادهٔ یکے از اعزاے لکہنو طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر اوج تخلص

منت خدای را که درین ختنه ہاے سعد	گل گل حدیقهٔ دل تلمیذ ما شگفت
تاریخ طبع اوج سخنور بقلب صاف	حجّام گل گرفت ز شمع ہلال گفت ۱۲۸۵ھ

تاریخ ختان میان الطاف احمد ابن مولوی نعمت الله طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

لو مبارک ہو میاں الطاف کی ختنہ کی رسم	جس کی خاطر دہوم سے کنبہ کی یکجائی ہوئی
رسم گلپوشی کا جلسہ ہم بہی لیں گے عنقریب	خاطر احباب یہ تقریب ہر مائی ہوئی
عرض کردو ای والا سال بیان واقعی	نور عین نعمت الله کی مسلمانی ہوئی ۱۳۰۴ھ

(ہ) تواریخ شادی کدخدائی

قصیدۂ تاریخی طولانی شاہزادہ داراشکوہ بصنائع مختلفه طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی

۱)	بحمد الله که شد دیگر بسعی نائب سلطان	زفاف التیام افزون حدو وصل آباد آن	(
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	

صلای امن در دادند بهر طوی شاهزاده	قبول یکدلی یابی ازین جشن عماد ارکان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
درین دولت که یابد جاودان باد از وجود او	مزین شد دلم گل گل ز لطف داور سبحان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
تعالی الله زهی گردون مآبی بادی کامل	دلیل و موید و دانا بعهد دانش و عرفان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
زهے شاهانکو آئین که مانده پای اقبالش	یمین عهد را بازو یسار جود را انسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
یم از صیت عطای او کند از مفلسی ناله	در از قید توام او بهم اندر صدف نالان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
یقین دانم که قصد او کند حل همه مشکل	پیچ جود او وارد دلا هر مشکلی آسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
نوید جشن شهزاده وصل آمد بحمد الله	قرین فر که ایزد باد عهد حاجب دوران
۱۰۴۳	۱۰۴۳
برو در سایهٔ شاه جهان طالب لقای او	رهین شاه دی جهانجا و ید عدل امین محیط ایمان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
لوای جود او بر جا بمقصد سایه افگن شد	امل آنجا رسد کامل کشاده دل بکف دامان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
وجود جاه او باد اصفای حکم ز تمهیت	نوی بزم او سازد دل پژمرده کا شادان
۱۰۴۳	۱۰۴۳

مصرع	تاریخ	مصرع	تاریخ
حسود بدگو را ورا نحوست مائل طالع	۱۰۴۳	مرید کلک و بادا سعادت ازین و ندان	۱۰۴۳
مراد و مقصد مادح شہاب الدین و الدنیا	۱۰۴۳	ہمہ زیب و ہمہ برنا ہمہ ہمت ہمہ احسان	۱۰۴۳
حصول سروی قائم بآن طوبی لقا ایدون	۱۰۴۳	رواج عدل باقی باد زین جشن نکو بنیان	۱۰۴۳
محبت بین کہ دارد بر دوام جہد کند او	۱۰۴۳	بود پیش کف نامی وی سنگ و گہر یکسان	۱۰۴۳
لوا را جشن و قائد جہان را دادا و انجم	۱۰۴۳	ابد با جود او ہمدم ستم را عدل او زندان	۱۰۴۳
شہے کز ناز لطف وی کند چون شاہ ہدی دائم	۱۰۴۳	مسیح آید چو بیماران بعطار از پی درمان	۱۰۴۳
الٰہی تا ابد بادا لوای جشن وی برپا	۱۰۴۳	قیام ملک و ہم رنگ باد الطف را سامان	۱۰۴۳
ہمیشہ فر با اقبال او با وقع و با آئین	۱۰۴۳	ہمیشہ حاسد احوال و بیچارہ و سرگردان	۱۰۴۳
بصد تزئین بلوح محمل شاہ	۱۰۴۳	رقم دیدم قران مہر با ماہ	۱۰۴۳

(نوٹ) اس قصیدۂ تاریخی کو باعتبار صنائع مختلفہ مجمع الصنائع کہنا چاہیئے

(۱) ہر ایک مصرع سے مادۂ تاریخ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے۔

(۲۰) ہر ایک مصرع کے اعداد حروف مہملہ کو دوسرے مصرع کے اعداد معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بصنعت اعجام تاریخ نکلتی ہے۔

(۳) اسی طرح ایک شعر کے دونوں مصرعوں سے حروف مہملہ کے اعداد کی میزان میں توسنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۴) ہر ایک مصرع کے حرف اول کو بصنعت توشیح جمع کریں تو ایک تاریخی شعر حاصل ہوتا ہے جو آخر قصیدہ پر لکھا گیا ہے۔ اس شعر میں بھی صنائع ترصیع و اعجام و اہمال موجود ہیں۔

(افادہ) (۱) شعر سوم کے پہلے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔ اسی طرح شعر پنجم کے پہلے مصرع میں۔ اور باقی تمام قصیدہ میں (کہ) کے عدد حسب مذہب اول ۲۵ محسوب ہوئے ہیں۔ ایک قصیدہ میں ایک ہی مورخ کی دورنگی قابل غور ہے۔ ہماری رائے میں مورخ کا تسامح ہے۔

(۲) شعر ہشتم کے دوسرے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔

سہرا تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادہ ڈپٹی مرزا عباس بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

رشک شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	آئینہ منہ سند بخت سکندر سہرا
۱۸۷۷ع	۱۸۷۷ع
حلقۂ شوق ہے یہ ہاتھ میں کنگنا دلخواہ	دامن حسن ہے فیاض کے سر پر سہرا
۱۸۷۷ع	۱۸۷۷ع
جس نے دیکھا نہ ہو خورشید زمین گر تو میں	دیکھے اِن کا رخ نایاب ہٹا کر سہرا
۱۸۷۷ع	۱۸۷۷ع

مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے / کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا
۱۸۷۷ع

سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طناز فلک / سب جبین صبح ہے منہ چاند ہی اختر سہرا
۱۸۷۷ع

تازہ الفت کا بہت دام تو پھیلایا ہے / صید اخلاص کرے سر کے نچھاور سہرا
۱۸۷۷ع

سب کے تار نگہ شوق ہیں لپٹے معکوس / ہے سجا رخ پہ یہ سہرے کے برابر سہرا
۱۸۷۷ع

تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس / دامن ظل علمدار دلاور سہرا
۱۸۷۷ع

ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا / کہیں اس زور کا اے قدر سخنور سہرا
۱۸۷۷ع

تاریخ کدخدائی نواب اصغر علیخان لکھنوی طبغراد ایضاً

سلمہ نواب اصغر خانصاحب / تمہارا گھر بسا شادی مبارک
کہا یہ قدر نے مصراع تاریخ / نشاط خانہ آبادی مبارک
۱۲۹۷ھ

ایضاً وله

نبن صاحب بعقد مہد آرا شد / وین عقدہ بشہر فتحپور رش واشد
اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ / بازہرہ قران مشتری آنجا شد
۱۸۸۰ع

تاریخ کدخدائی دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر وزیر سلطنت اودھ طبغراد جناب امیر مینائی مغفور

نواب با حشم شرف الدولہ ذی ہمم / جنگی بہادری پہ ہر شمشیر تک گواہ

اچھے کے اچھے ہوتے ہیں سچ ہے جہاں میں
وہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ

ہیں رنگ و بوئے باغ شرف دختر و پسر
دونوں دُرِ یگانۂ دریائے عز و جاہ

دونوں کی شادیاں ہوئیں ایوان فزائی زیب
گلشن کا رنگ جشن سے محفل پر اشتباہ

تاریخ خامۂ دو زبان نے لکھی امیرؔ
یہ مہ قرین بزہرہ و زہرہ قرین ماہ
۱۳[illegible]۳

ایضاً

زمین و آسمان دونوں ہیں نازاں
گہر دو پاسے ہیں درج شرف کے

یہ سال عقد ہے نورٌ علیٰ نور
قمر دو آئے ہیں برج شرف میں
۱۳

(نوٹ) لفظ آئے میں مورخ نے ایک یا محسوب فرمائی ہے جس سے ہمکو اختلاف ہے (مؤلف)

تاریخ رسم عروسی صاحبزادہ مولوی عبد القادر طاہر۔ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

خجستہ عہدی خجستہ فصلے خجستہ سالی خجستہ ماہے
خجستہ روزی خجستہ صبحی خجستہ شامی خجستہ اوان

چہ عہد عہدی کہ شد مکرم ز میمنت مہد لیش عالم
چہ فصل فصلیکہ شد مسلّم بہار او جلوۂ گلستان

چہ سال سالیکہ ماہ و روزش مثال نور رو دلفروزش
چہ ماہ ماہیکہ شمع روشن چراغ روشن کند فروزان

چہ روز روزیکہ شاخ اوریہ پیش تحفہ شود دیرا
بعارضش سہرۂ منوّر چو تحفۂ آفتاب تابان

چہ صبح صبحے کہ در جوانی نسیم گلزار کامرانی
غلام محمود را تو دانی ز عقد او کردہ گل بداماں

چہ شام شامیکہ خوان نعمت بدشمن و دوست شد بقسمت
چہ شام گاہیکہ زیب و زینت کند شب وصل را بہجران

خجستہ جشنی بود قران اعروس نوشاہ جسم جانرا
خجستہ آنیکہ این و آنرا قرین کند در حضور قرآن

چہ عہد محبوب و فصل مرغوب سال میمون مہ ہمایون
چہ روز محمود صبح مسعود و شام امیدآن زمان

خجستہ تاریخ حسب حالش ز روز تاریخ و ماہ سالش
ولا رقم زد کہ روز آدینہ بست و پنجم ز ماہ شعبان
۱۳۲۲

تاریخ رسم عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری معتمد پیشی سرکار نظام دام اقبالہ طبعزاد مولف کتاب

الی البشر للذی ترک المناہی خاشعا ۔ لاشک من تبع الہدی بالطوع فہو مہذب

وقع النکاح بجلسۃ شرعیۃ ارخ الولا ۔ فلقد تزوج ابنت احمد حسین مطیب ۱۳۲۵ھ

ایضاً وله

جشن دامادی مہر کرم است ۔ بزم شادی شد ازو جلوہ فروز

ہاتف سال عروسی است ولا ۔ نوشہ الطاف حسین ست امروز ۱۳۲۵ھ

ایضاً وله

لو میاں آج چڑھی بیل منڈھے ۔ آرزو پوری ہوئی کیجیو حسین

عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے ۔ کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

سہرہ تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سلطنت آصفیہ طبعزاد مولف

نہ دید ہستی مگر در رسم ایران سہرہ بر عارض ۔ نقاب پیش نبود ای سخندان سہرہ بر عارض

ببستم گوہر مضمون بتار فکرت نازک ۔ دہم تا جلوۂ لولوے غلطان سہرہ بر عارض

اگر داری ہوای موشگافیہای مضمونش ۔ توان دریافت از زلف پریشان پیچ سہرہ بر عارض

سحرگاہان شود صد عندلیب دل فدای او ۔ کہ سرتا پا بدارد گل بداماں سہرہ بر عارض

بسرخ دارد عروس نہ فلک زرین نقابے را ۔ کشد از پنجہ خورشید تابان سہرہ بر عارض

رگ گل سلک گوہر میکشد از قطرۂ شبنم ۔ عروس باغ دارد در گلستان سہرہ بر عارض

زتار نغمۂ بلبل نہ رنگ گل گشتہ زر بفتی ۔ بوصلت کتخدائی راست سامان سہرہ بر عارض

عروسی خانۂ فانوس دارد شمع محفل را ۔ کہ داماد پروانہ پنہان سہرہ بر عارض

بآب زر بود بر مصحف رو صد خط روشن ۔ غلاف تار کشش بر جلد قرآن سہرہ بر عارض

بچشم آنکه خار آرزوئے نشکند در دل
پسند د مردم چشمش ز مژگان سهره بر عارض

چکد صد قطرهٔ شرم از رخش در رو نمایها
ز سلک گوهرین کرد ابر نیسان سهره بر عارض

بر جل خط فروزد مصحف رو جلوهٔ روشن
غلافی میکشد بالای فرقان سهره بر عارض

بتقریبے که باشد از رگ جان ساز و سامانش
سزد تا زنگه با صد دل و جان سهره بر عارض

ولا از ماخذ این رسم هندستان خبر دارم
که دعوای تفوق میکنند زان سهره بر عارض

بشکوے مهاراجه یمین السلطنه جشنے
که شد رونق فزا داماد دیوان سهره بر عارض

بیان واقعی هم صنعت انجام سالش
ز هر دو مصرع نوشاه ذیشان سهره بر عارض

مبارک عقد صاحبزادی شادست تاریخے
همایون باد یارب دست سلطان سهره بر عارض

۱۳۲۶ ۱۳۲۶

ایضاً قصیدهٔ تاریخی وله

شاد شد دلها که تابان گوهر برج مراد
شد بآب و تاب وز نور کشش لبند شاد

چشم مارو شن که رخشان کوکب برج امل
در شبستان طرب بر اوج شادی جلوه داد

چند از روز یکه خورشید درخشان امید
بر سپهر خاطر عالم بر آمد بامداد

اے خوشا فصلیکه ابشک شادی اهل طرب
صبح عشرت در چمن زار تمنا آب داد

گل بدامن های عالم ریخت رنگ انبساط
تا نسیم جانفزا ئے غنچهٔ دلها کشاد

شادی داماد دخت یمین السلطنه
یافت از افضال خلّاق دو عالم انعقاد

آن مهاراجه وزیر اعظم ملک دکن
آیهٔ رحمت لقب دارد بلطف و عدل و داد

اعتبارش همسر بخت سکندر طالعان
آنکسارش حلقه در گوش شهٔ آصف نژاد

جان نثار شاه شاگرد رشیدش در سخن
تابع هر لفظ و معنی پرور حسن رشاد

آنکه ذات او بقصر مملکت رکن رکین
وانکه راے مستقیم اوست دولت را عماد

دعائین دیکے یہ لکھاہے مصرع تاریخ | جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد ۱۳۰۲ھ

تاریخ فرمانفرمائی و سلطنت اعلیٰ حضور پرنور والی دکن ادام اللہ اقبالہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

سپہر محبوب علیخان شاہ والا منزلت | حکمران شد شاد از احسان خلّاق زمن

۱۹۴۰ سمت | ۱۸۸۴ عیسوی

چار تا سال شش نویسد پنجۂ کلک ولا | مملکت رانی ہمایون بادامی شاہ دکن

۱۲۹۳ فصلی | ۱۳۰۱ ہجری

تاریخ دربار دہلی بتقریب تاجپوشی ملک معظم قیصر ہند طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

آباد بود تا بقیامت سر ہند | شاہ انگلینڈ و قیصر کشور ہند

ہاتف چو نقیب زد ندا سال جلوس | جشن دربار نامے قیصر ہند ۱۳۳۰ھ

تاریخ مسند نشینی مہاراجۂ میسور طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

زہے جشنے کہ اندر ملک میسور | سرور افزائے ہر پیر و جوان شد

خہے رسمے کہ در ایوان شاہی | مسرّت بخش قلب راجگان شد

گورنر جنرل ہند از برایش | بکرّ و فرّ شاہی میہمان شد

مہاراجہ سریر آرائے راج است | بحمد اللہ کہ این دولت جوان شد

ولا سال ہمایونش چہ خوش گفت | مہاراجہ بدولت حکمران شد ۱۳۲۰

(ط) تواریخ فتوح

تاریخ فتح دہلی بدست بابر شاہ طبعزاد جناب مولانا حسامی مغفور

گشت در پانی پت ابراہیم شاہ | شاہ غازی بابر عالی نسب

وقت و روز و سال و تاریخ ظفر | صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

(و) تواریخ سالگرہ و جوبلی

تاریخ سالگرہ ولیعہد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہزادی کی	رہے ہمیشہ الٰہی بہار سال گرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھ تاریخ	زیادہ تا بابد ہو شمار سال گرہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ سال گرہ حضور نظام دکن ادام اللہ دولتہ طبعزاد ایضاً

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہ والا کی	خجستہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ
یہ جشن وہ ہے کہ کہتی ہے ساری خلق اللہ	کھلے نصیبوں کی یارب ذوالجلال گرہ
ہزار دانۂ یاقوت کی بنے تسبیح	بڑھے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ
لکھا ہے داغ نے یہ اس کا مصرع تاریخ	ہزاروں سال مبارک یہ جشن سالگرہ ۱۳[illegible]ھ

تاریخ سال گرہ چہل سالہ سرکار نظام دکن حضور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب

خوشا جشنے کہ در عہد بہار از فضل یزدانی	گرہ بندان چہل سال ست در ایوان سلطانی
رعایا راست در درگاہ آصف حکم جہانی	نواسنجان باغ ہر محو تہنیت خوانی

منہ و ماہ عید شد شمع شب افروز گلستانش
زمین تا آسمان محو تماشائے چراغانش

ہوا جویان دولت در ہوای سیر گلزارش	نواسنجان مدحت چشم بر دست گہربارش
تمنائے مراتب در دل ارباب دربارش	بقدر ہمت خود فکر ہر کس در پئے کارش

دل یک عالمے شوق حصول مدعا دارد
دعا گوئیش سر نوک زبان ذوق دعا دارد

الٰہی تا بود دست و قلم از آستین پیدا	شود تا حرف مشکین بر بیاض کاغذین پیدا

خط تقدیر عالم را بود تا بر جبین پیدا — کند تا صنعت حکاک نقشی بر نگین پیدا

کنا این چهرهٔ محبوب ما با خال و خط باشد
طراز نکته چین محکوک چون حرف غلط باشد

مداد این حرف بر کاغذ کند تا عنبر افشانی — ز شنجرفین قلم آتش خورد تا لعل رمّانی
بود تا حلیهٔ بین السطور صبح نورانی — کشد تا پنجهٔ خورشید از جدول پشیمانی

الٰهی تا بر اوراق جهان نقشیست از صولت
بود شیرازه بند مملکت شاه جوان دولت

الٰهی تا بود نوک زبان را لذت گفتن — همی تا در نقاب لفظ معنی است بنهفتن
سخن گفتن بود تا در مثال بکر جان سفتن — الٰهی تا مضامین است تنگ و بو ز شگفتن

نگار لفظ را تا جان معنی در بدن باشد
نظام الملک آصف جاه محبوب دکن باشد

الٰهی تا بود مضمون نگین در ته فکرت — بتابد تا بر اوج طبع نورانی مه فکرت
عروس نظم تا پنهانست در خلوتکدهٔ فطرت — الٰهی تا بود اقلیم معنی را شه فکرت

زبان خسرو ما طوطی شکر شکن باشد
کلام آصف ما آصف ملک سخن باشد

ببسیط ارض تا نظم ممالک است آیینی — ضوابط را بود تا در جهان ترتیب و تدوینی
نواسنجان مدحت راست تا مضمون رنگینی — زمین و آسمان را تا بود تحریک و تسکینی

الٰهی شاه معنی پرور ما در جهان باشد
زمین نظم را فکر بلندش آسمان باشد

بظلِّ ایزدی طوبائے ذاتت پر ثمر بادا
ولی عہد تو برخوردار در ظلِّ پدر بادا
بزیر سایہ ات نخل مرادش بارور بادا
زابرِ قدرتت سیراب بیش از آب زر بادا

ز مژگان آب و جاروبے کشم بر سطح بستانت
ضیائے چشمِ عالم باد قندیلِ گلستانت

گرہ بر گوش بدخواہان زند پیرِ فلک پیہم
بگو تا ہی گراید رشتۂ عمرِ عدو ہر دم
گرہ افتد بکار بدسگالانِ جفا توام
گرہ از کارِ یارانش کشاید خالقِ عالم

و آلا سال گرہ بندان بود دلخواہ آصف را
ہمایون باد این جشنِ ہمایون شاہ آصف را
۱۳۲۳ھ

(ز) تواریخ غسل صحت

تاریخ غسل صحت مہاراجہ دگبجے سنگہ والی ریاست بلرام پور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

دگبجے سنگہ آنریبل کے سی اس آئی خطاب
آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد دو رباش
چشمہا برداشت اندر صید شیران در کنام
شد زبون چون مردان چشم تن سر تا پاش
ہر یکے نخل دعا بنشاندش از بہر اثر
ہر یکے دست و زبان برداشت از بہر عاش
غسل صحت کرد و آب رفتہ در جو آمدش
عمر عیسیٰ مژدہ گوی آمد ز لبہای شفاش
قدرؔ از دست دعا بنوشت سال عیسوی
بہر پاس جسم باد آب غسل آب بقاش
۱۸۸۰ع

تاریخ صحت نواب اعظم الدینخان مدار المہام ریاست رام پور طبعزاد جناب داغ دہلوی

کرم گستر داغ جنرل بہادر
ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم
مبارک ہر آئینہ صحت مبارک
۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور دکن دام اقبالہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

رہے شاہ دکن یارب سلامت ... ضیا حاصل ہے جب تک مہر ومہ کو
لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت ... مبارک ہو درِ صحت بادشہ کو
۱۳۰۹ھ

ایضاً ولہ

مرے حضور الٰہی جئیں ہزار برس ... شفا سے جن کے سکون ہر دل زمانہ کو
لکھا ہے داغ نے یہ سال صحت سلطان ... خدا نے دی ہے شفا جا دل زمانہ کو
۱۳۰۹ھ

تاریخ جشن صحت نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور بروز عید طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مژدہ اے طالبان شاہد عیش ... کہ ہوئی صبح عید شام امید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا ... مرتبے میں ہوئی دو بالا عید
دھوم ہے ہر طرف مبارک ہو ... وصل میں وصل اور دید میں دید
فکر تاریخ کی جو میں نے امیر ... کیا ہی روح القدس نے کی تائید
ہوئی تاریخ جشن و عید بہم ... جشن میں جشن اور عید میں عید
۱۲۸۱ھ

ایضاً ولہ

شرف واں مہر کو ہے یاں عروج ماہ دولت ہے ... عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے
کسے سال ہمایوں ہاتھ آتا ہے امیر ایسا ... مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے
۱۲۸۱ھ

تاریخ غسل صحت منشی امتیاز علیخان وزیر ریاست بھوپال طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

عمر خضر نصیب میرے دستگیر کو ... چین آ گیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
لب پر امیر مصرع تاریخ آ گیا ... ع اقبال شاہ سے ہوئی صحت وزیر کو
۱۳۱۰ھ

تاریخ غسل صحت جناب مولوی حسن الزمان محمد دام فیوضہم طبعزاد مولوی محمد ابراہیم سعد تخلص حیدرآبادی

شکر حق باز یافت بینائی	چشم حق بین شیخ پاک نہاد
سال آن فی البدیہہ سعد بگفت	چشم ما روشن شد دل ما شاد ۱۳۴۶ھ

تاریخ غسل صحت حضرت اقدس و اعلیٰ حضور پرنور نظام دکن مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

کل تیرے دشمنوں کی ناساز رہی طبیعت	حامی ترا خدا ہے ملک دکن کے والی
شکوے گلے کوتہ ہیں اور مصلح بدن ہیں	حکمت سے کب جدا ہے تقدیر لایزالی
منت منا رہے ہیں صدقے بھی آرہے ہیں	اور مرکز دعا ہے درگاہ ذوالجلالی
خیراتیوں کی کثرت داد و دہش کی شہرت	سب کچھ تری عطا ہے وجہ فراغبالی
تیرے کرم کے صدقے تیری عطا کے قربان	جیبیں وہ بھر رہا ہے تھا جس کا ہاتھ خالی
خوشیوں کے ہیں ترانے صحت کے شادیانے	موجود جا بجا ہے رنگ خجستہ حالی
تاریخ غسل صحت لکھو والا بعجلت	رد تیری ہر بلا ہے اے بندگان عالی ۱۳۴۶ھ

(ج) تواریخ جلوس و فرمانروائی

تاریخ جلوس شاہ جہان بادشاہ طبعزاد جناب آقا امیر شوقی مغفور

بادشاہ جہان و شاہ جہان	خرم و شاد و کامران باشد
حکم او بر خلائق عالم	تا جہان باد در جہان باشد ۱۰۳۷ھ

(نوٹ) اس قطعۂ تاریخ کے مصرع سوم میں کوئی اشارہ تاریخ کا نہیں ہے۔
یہ طرز متاخرین کے پاس جائز۔ ہماری رائے میں اشارہ تاریخی ضرور ہے۔

انتخاب از قصیدۂ تاریخی دوازدہ شعری کی مرادآبادی بتقریب جلوس نواب ناصرالدولہ والی حیدرآباد

جوہر ناطق منعم مشہور از حسن بیان			وجہ اشعارم ز دل بینند کنون کو قدردان		
۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲	۶۲۲	۱۲۴۴ھ	۶۲۲

نیستمند از جوہر اہل دول گہ بام قدر	یاد دارم از دل اعجب نکتہ ہا کو قدر دان
۶۲۲ ؍ ۱۲۴۴ھ ؍ ۶۲۲	۶۲۲ ؍ ۱۲۴۴ھ ؍ ۶۲۲
دیدہ ام من در جہان و قیمت بازار ہ لال	ہر کہ می دارد سند سازد و با وقات جہان
۶۲۲ ؍ ۱۲۴۴ھ ؍ ۶۲۲	۶۲۲ ؍ ۱۲۴۴ھ ؍ ۶۲۲
قلب را در اکم شناسد از مدار جہاے نطق	درک عاقل مید ہد از جوہر قابل نشان
۶۲۲ ؍ ۱۲۴۴ھ ؍ ۶۲۲	۶۲۲ ؍ ۱۲۴۴ھ ؍ ۶۲۲

(نوٹ) ہر ایک مصرع مین حروف معجمہ کے اعداد ۶۲۲ ہین۔ اور حروف مہملہ کے اعداد ۶۲۲ اور دونون کا مجموعہ ۱۲۴۴۔ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اسمین صنعت ترصیع کے ساتھ صنعت ازدواج۔ اور مجمع الصنائع بھی ہے۔

ہمارے ایک مہربان نے براہ مہربانی اس قصیدہ کی نقل مراد آباد سے بہیجی تہی مگر اوس کے اکثر اشعار مین لفظی غلطیان بہت سی تہین اعداد پورے نہین ہوتے تہے لہذا ہم نے اون سے صرف ۸ اشعار کو منتخب کر لیا جن کے عدد صحیح تہے۔

تاریخ جلوس مسند نشینی نواب محمد مشتاق علیخان بہادر والی ریاست رامپور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت	بنا ہے غیرت فردوس مصطفے آباد
جہان جہان ہر کر خوشی عیش انبساط سرگ	زبان زبان ہے ادا نغمہ مبارکباد
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہے بادہ عشرت	نفس نفس سے یہ آواز ہے کہ آئی مراد
دہن دہن سے دعا ہے بقائے دولت و عمر	سخن سخن مین ہر شکر و سپاس حد سے زیاد
عروج و دولت و اقبال و شان و شوکت سے	بنا ہے عالم بالا یہ عالم ایجاد
ہوا وہ مسند نشین روز جمعہ کو نواب	نمازیون نے دعا دیکے دی مبارکباد

تر ہے طراوت آب و ہوائے گلشن دہر
قدم جما کے سنبھلتا ہے باغ مین شمشاد

وہ جوش رنگ ہے ہو آب نیشتر بہی شہاب
جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصاد

مثال خاطر بشگفتہ ہر گل امید
برنگ غنچہ شگفتہ ہے ہر لب فریاد

سبب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع
سب اتفاق سے رہتے ہین آب و خاک و آتش و باد

مزاج اہل زمانہ مین ہے وہ یکسوئی
مریض کیسے بہی مرض مین نہ جمع ہون اضداد

چڑھا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی
پکار اٹھتے ہین نشئے مین ہر چہ باداباد

قضا قضا کرے لیکے ہچکیان پیہم
کسی مریض کو بہولے سے بہی جو آئے یاد

شرار برق بہی دانتون مین ڈر سے ترے نکا
ہوائے عدل سے ہو صرصر خزان برباد

ترے سکون طبیعت قیام دولت سے
کہے نہ اب سے زمانے کو کوئی بے بنیاد

فروغ نیر اقبال سے عجب کیا ہے
پڑہے اگر خط تقدیر کور مادر زاد

ترے زمانے مین دل ہو گئے ہین آئینہ
ہوا تہا صاف سکندر کے عہد مین فولاد

گدا کو بہی وہ تحمل سے ہے عہد دولت مین
جو اس زمانے مین ہو خسرو ہی کرے فرہاد

ترا اشارۂ ابرو کلید فتح امید
تری نگاہ دل آرزو ہے جان مراد

ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہین اعدا
مٹا ہے عہد مین تیرے وہ نام شور و فساد

اب اسکو سہو کہین ہم کہ حافظہ ٹھہرائین
ہمیشہ تجھکو رہا دیکے بہول جانا یاد

بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز
یہ داغ مدح سرا ساکن جہان آباد

جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک
قتیل خنجر اعدا و کشتۂ حساد

اسے خدا نے باعزاز و آبرو رکہا
مدام شاد رہا یہ بفضل رب عباد

امیدوار ترحم ہے خواستگار کرم
نگاہ لطف رہے خلد آشیان سے یاد

دعائیں دیکے یہ لکھا ہے مصرع تاریخ	جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد ۱۳۰۴ھ

تاریخ فرمانفرمائی و سلطنت اعلیٰ حضرت پرنور والی دکن دام اللہ اقبالہ طبعزاد مؤلف کتاب ہٰذا

مہر محبوب علیخان شاہ والا منزلت	حکمران شد شاد از احسان خلاق زمن
۱۹۴۰ سمت	۱۸۸۴ عیسوی
چار تا سالش نویسد پنجۂ کلک ولا	مملکت رانی ہمایون بادا ای شاہ دکن
۱۲۹۳ فصلی	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ دربار دہلی بتقریب تاجپوشی ملک معظم قیصر ہند طبعزاد مؤلف کتاب ہٰذا

آباد بود تا بقیامت سر ہند	شاہ انگلنڈ و قیصر کشور ہند
ہاتف چو نقیب زد ندا سال جلوس	جشن دربار نامی قیصر ہند ۱۳۲۰ھ

تاریخ مسند نشینی مہاراجۂ میسور طبعزاد مؤلف کتاب ہٰذا

زہے جشنے کہ اندر ملک میسور	سرور افزائے ہر پیر و جوان شد
خجستہ رسمے کہ در ایوان شاہی	مسرت بخش قلب راجگان شد
گورنر جنرل ہند از برایش	بکر و فر شاہی میہمان شد
مہاراجہ سریر آرائے راج است	بحمد اللہ کہ این دولت جوان شد
ولا سال ہمایونش چہ خوش گفت	مہاراجہ بدولت حکمران شد ۱۳۲۰

(ط) تواریخ فتوح

تاریخ فتح دہلی بدست بابر شاہ طبعزاد جناب مولانا جامی مغفور

گشت در پانی پت ابراہیم شاہ	شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت و روز و سال و تاریخ ظفر	صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

تاریخ فتح ستارہ گڈھ بصنعت مقطّعہ ترتیبی طبعزاد جناب مولوی عبدالجلیل بلگرامی مغفور

چو سیوا و سنبہا و رانا بہ گیتی	ز تیغ شہنشاہ گشتند پارہ
الف ہائے این ہر سہ را تا بیکجا	نوشتیم تاریخ فتح ستارہ ۱۱۱۱ھ

ایضاً ولہ

چو محی الدین محمد شاہ غازی	ستارہ فتح فرمود از اشارہ
رقم کردم بکلک فکر بینے	کزو شد چار تاریخ آشکارہ
بود ہر مصرعش تاریخ منقوط	ہمان حاطل بہم شد در شمارہ
محمد شہ اساس شطح را کند	برآمد باطل از حصن ستارہ
۱۱۱۱ھ	۱۱۱۱ھ

(نوٹ) شعر چہارم کے دونون مصرعے حامل تاریخ ہین۔ اور یہ صنعت ترصیع کی اور انہین دونون مصرعون کے حروف معجمہ سے تاریخ نکلتی ہے جس کا نام صنعت اعجام ہے۔ اور علی ہذا دونون مصرعون کے حروف مہملہ مین بھی تاریخ ہے بصنعت اہمال۔

(ی) تواریخ وزارت

قصیدۂ تاریخی وزارت نواب مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبعزاد جناب معنی مغفور حیدرآبادی

بحمد للہ از افضال عزیز واہب سبحان	۱	بشد سالار والاشان باقبال عجب دیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ہے چہ سالار کز منسوبی اسم جبرئیل وی	۲	مباہاتے بیک عالم کند سالار ہی دوران
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

ز گوہر باری دست عطاے با مراد وے	۳	بجوشش دل شدہ گریان بسی از بی مایگی نیسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز برق دانش عالم فروز لمعۂ زیب او	۴	بگردد در حجاب ابر مہر نوردہ پنہان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
مدارا کردہ با حجاب عالی منزلت الحق	۵	بشہد دارا بآن درگاہ اقصیٰ جاہ او دربان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
فداے وجہ او جانم کہ در عزّ نشار او	۶	لآلی را حصول آب و جانی یافتہ مرجان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز برّ او فزودہ دیگر آبے جوہر منّت	۷	ز جود او گرفتہ حسن دیگر ہیکل احسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ہدایت مید ہد بس مفسدان جبر کاسب را	۸	شود در عہد او چون پیر صاحب سلسلہ رندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بکنج جود او چون لعلے از رنگ ہوا رفتہ	۹	بمال بذل او گوہر بیامد از بن دندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
جہان آزاد گشت از بند رنجی بس بعہد او	۱۰	بطوق قمریان بس سرو از برگی زند ستون
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
درین قحط الرجال از قدر افزائی او قصداً	۱۱	بود ہر حال اہل علم با قدر گران ارزان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز جود وے معیّن شد برات رزق عالم را	۱۲	باو گردید دیوانی باین رو در مہ شعبان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
رمہ در سر چراگہ میچرد چالاک بے بیمے	۱۳	دہان گرگ بربستہ ز عدل حامی چوپان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سپجو و آستان او ز دشواری حصول آید	۱۴	بپاے رفعت ایوان سرا جہد سے نہد کیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ریاست او لا بوده بدید مرگ بیمارے	۱۵	کہ در زمان وے درماند دعویٰ ہمہ دیان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
کنون از طبّ تدبیر بسیط آن فلاطون عقل	۱۶	بیک دارو ز صحّت آمده بر جسم وی صد جان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
چہ دارد آبرو یابی ہوس از آتش دلہا	۱۷	بیا داز خاکپاے موکب وے سرکحل چار ارکان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بود زین یوم نیکو یوم حیوانخانہ ویرانی	۱۸	کہ بس این مملکت از سعی او شد جملہ آبادان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زحیرانی دیدا و دہر پشتی بدیوارے	۱۹	بہ پیش لمعہ نور روے او آئینہ حیران
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بنزد عقل او سہل آمده دشوار از ہر فن	۲۰	بہ پیش طبع او از علم ہر مشکل بود آسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
سر اعدا بپاے وے بہر سومی فتد چون گوی	۲۱	میان جنگ آن شمشیر وے گویا زند چوگان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بر ایوان بلند وے کہ بعد لاتناہی شد	۲۲	ز اہل حکمت الحق نا مسلّم سلّمی برہان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
عجب نبود اگر معنی ہم از دولت بروزلہ	۲۳	جہانے آمده بر خوان جود وی کنون مہمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
الٰہی تا بود ساکن چو مرکز این زمین یکرہ	۲۴	بگرد او بود مانند پرکار آن فلک گردان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سکون این ریاست از وجود او ہمیشہ باد	۲۵	بہ بادا دولت وجاہ ابد در گردوی قران
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

(نوٹ) استادی معنی مغفور نے (کہ) کے اعداد ۲۰ محسوب فرمائے ہیں اور شعر (۱۹) میں لفظ آئینہ میں یائے اول کو ہمزہ قرار دیکر اس کا عدد (۱) لیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ تسامح ہے۔ اور خلاف قاعدہ۔

تاریخ وزارت ایضاً طبعزاد جناب معنی مغفور حیدرآبادی

صد شکر ز تائید عمیم یزدان	دیوان دکن چو گشتہ سالار زمان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
زان سال نکو چنین نوشتہ معنی	سالار زمان بگشت نیکو دیوان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

(نوٹ) اس رباعی کے مصرع اول میں حضرت معنی نے لفظ تائید میں ہمزہ کا ایک عدد محسوب فرمایا ہے۔ یہ تسامح اور خلاف قاعدہ ہے۔

ولہ

چون بآن نواب دارا منزلت سالار جنگ	طرفہ دیوانی نصیب از لطف رحمانی بشد
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
معنی از سال جلوس انبساط او نگاشت	جلوۂ سالار کل بر صدر دیوانی بشد
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

ولہ

ہزار شکر کہ سالار جنگ نیک مآل	چو شد وزیر بے انباز از مکارم شان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

نمودہ فکر باین سال میمنت معنی	نوشت قاعدہ از منطق محیط جہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
چہ از خطاب کلام عرب و نطق عجم	چہ از محاورۂ ترک و کرج و جملہ زبان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بگوے ہر چہ بخواہی ز حرفہاے جمیل	شمار کن عدد لاحقش و بعد ازآن
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
میان دہ بزن و ہشت ہم دران افزا	شدہ چو جمع بتقسیم پنج نہ ہمگان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بہ پنجگانہ چو کل منقسم تمام نشد	ببین کہ چیست ز باقی عدد لفاش عیان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
دگر بچار صد و بست و سہ بزن زعمل	کہ تا عیان بشود سال از قصد نہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

(نوٹ) واجب الاحترام مورخ نے اس قطعۂ تاریخ مین بھی کاف کے عدد ۲۰ محسوب فرمائے ہین۔ اور یہ یا تو تسامح ہے یا مذہب دوم کی پیروی۔

واضح ہو کہ اس تاریخ مین صنعت ترصیع کے سوا عامۃ الورود سے بھی کام لیا گیا ہے۔

تاریخ وزارت نواب معتمد الدولہ وزیر غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو از جناب ناسخ مرحوم

تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر	شد اسکندر وزیر ارسطاطالیس ۱۲۴۳

تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

اعظم الدین خان بہادر کو	جاہ و منصب ملا باآسانی

یہ مدار المہام عالی جاہ | مستقل ہے بحکم سلطانی
کیون نہ ہوتا یہ فوج کا جنرل | ہے شجاعت مین رستم ثانی
عدل و انصاف داد و فیض و کرم | عہد دولت مین با فراوانی
داغ آشفتہ ہو گیا مجبور | ہے یہ آزار دشمن جانی
تن ہے آلودہ ہزار امراض | دل ہے مجموعۂ پریشانی
مانگتا ہے دعائین صحت کی | پہلو بہ پہلو بفضل ربانی
اپنے جرنیل کو دیا عہدہ | ہے یہ نواب کی ہنر دانی
اس نیابت کی یہ کہی تاریخ | آصف اعظم جہانبانی
۱۳۰۴ھ

تاریخ وزارت نواب سر آسمانجاہ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن | پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لائق وصف و ثنا | بادشاہت کی بدل ہے تو وزارت بے نظیر
یہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن | شاہ عالم گیر دستور معظم شیر گیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد | اس سے جان آرام مین ہے اس سے دل راحت پذیر
یہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغ ابہت | مالک اقبال روشن صاحب رائے منیر
یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریائے نوال | کیون رہے ملک دکن مین نام کو بھی اب فقیر
داغ تاریخ وزارت اتفاق شدہ سے لکھ | مہر و ماہ آسمان نور ہین شاہ و وزیر
۱۳۰۵ھ

ایضاً ولہ

ملا آج نواب کو خاص خلعت | ہوئی دھوم سے دھوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اس کی | وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ سالار جنگ ثانی طبع زاد جناب طاہر نائطی

وزیر دا دور مختار دوران — بہ گیتی تا ابد باشد با قبال

۱۹۴۰ سمت — ۱۲۹۳ ف

چنان خامہ مبارک سنہ نوشتہ — جوان بختی جوان پایہ جوان سال

۱۸۸۴ع — ۱۳۰۱ ہجری

تاریخ وزارت نواب عماد السلطنہ سر سالار جنگ ثانی وزیر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ طبع زاد مؤلف

رفیق باوفا کو شہ نے تشریف وزارت دی — ہوئی حاصل بلندی پایۂ عز و تفاخر کو

دلا جوش مسرت میں پئے تاریخ بول اوٹھا — کہ دیوانی ملی لائق علی خان بہادر کو

تاریخ وزارت نواب سر وقار الامرا مغفور وزیر سلطنت آصفیہ طبع زاد مؤلف کتاب ہذا

چون مہر کرم خلعت دستوری خود را — بخشید بہ بالا نے سہ برج امارت

برجستہ رقم زد دست اش معتمد او — زیبید بوقار الامرا لبس وزارت

تاریخ وزارت مہاراجہ یمین السلطنہ سر کشن پرشاد بہادر شاد تخلص وزیر سلطنت آصفیہ طبع زاد مؤلف

پیشکار دکن کشن پرشاد — شد وزیر حضور شاہ دکن

ای دلا سال سرفرازی اوست — بول ماشاء اللہ چشم ما روشن

(ک) تواریخ خطابات

تاریخ خطاب ہجری بہ نواب افسر الملک بہادر طبع زاد جناب داغ دہلوی مغفور

قدر دان ہے قیصر ہندوستان — کر دیا ہجری زراہ معدلت

ہو مبارک یہ خطاب ہجری — تجھکو اے نواب والا منزلت

اے بہادر پاک دل پاکیزہ خو — مدح کے قابل ہے تیری ہر صفت

قدردان تیرا رہے شاہِ دکن	شاد کیسا شاہ فخر سلطنت
مصرع تاریخ لکھا داغ نے	میجر افسر جنگ عالی منزلت ۱۳۰۵

تاریخ خطاب بہ معتمد صرف خاص حضور نظام طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

اک خطاب آصف نواز الدولہ آج	شاہ نے بخشا نہایت انتخاب
دوسرا آصف نواز الملک ہے	جس کی قدر و منزلت ہے بیحساب
ان خطابون کے تھے شایان آپ ہی	سیّد والا حسب عالی جناب
داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی	معتمد صاحب ہوے زیبا خطاب ۱۳۰۸

(نوٹ) استاد نے لفظ ہوئے مین ایک یا محسوب فرمائی ہے۔

تاریخ خطاب شمس العلمائی بہ مؤلف کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی صبغۃ اللہ مدراسی رافت تخلص

نواب فلک جناب شمس العلما	سب ذرّے ہین آفتاب شمس العلما
رافت لکھی ہے مین نے اسکی تاریخ	اعلیٰ ہے یہ خطاب شمس العلما ۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب میر دلاور علی حیدرآبادی دانش تخلص

گردید عزیز جنگ والا ایدون	شمس العلما بفضل ربّ بیچون
دانش برخواند مصرع سال خطاب	شمس العلما عزیز جنگست کنون ۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب سید سجاد علی سوم تعلقہ دار حیدرآباد (اثر) تخلص

شمس العلما خطاب داده بولا شاه برطرش	با یوسف مصر با ہنر مجد و علا زار دار آتش
در مصرعه مستتر ز فضلی سنه اش بنوشت اثر	نواب عزیز جنگ شمس العلما منو فضلی یوسف منیش ۱۳

تاریخ سرفرازی خطاب کے سی آئی ئی بہ نواب کرنل افسر الملک بہادر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

افسر فوج دکن آج ہین کے سی آئی ئی	جن کے اعزاز سے مسرور ہے سارا لشکر

کہدیا مین نے ولا مصرع تاریخ خطاب — افسر الملک کو قیصر نے کیا کیوان سر ۱۳۲۶ھ

ایضاً ولہ

افسر الملک کو برٹش نے دیا سر کا خطاب — یا الٰہی ہو مبارک یہ خطاب افسر کو

پئے تاریخ یہ کہتے ہین ولا رتبہ شناس — افسر الملک سے زینت ہو خطاب سر کو ۱۹۰۸ء

(ل) تواریخ جانشینی و تقرر خدمت

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی بجائے پدر طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طالب علی ای قدر ولی بود بحق — بر جائے پدر جلوس فرمود بحق

بر کرسی سال نقش تاریخ نشست — حق بر مرکز قرار بنمود بحق ۱۲۹۰ھ

تاریخ تقرر نواب وقار الملک وقار الدولہ انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین خان بہادر طبعزاد مؤلف کتاب

باحسن البشارۃ العظیمۃ — ابشر الفریق کان لشتاق

وقار ملک انصار معتمد — بکالج فتم منہ احتقاق

ولم یکن سواہ مستحقہ — فعند واک لظلمن آفاق

فاحسن تلافیا لمنا فات — الی لنا بحسن البدل رزاق

سمعت عامۃ من الولا کذا — باصلح المقام قام مشتاق ۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

بہر کالج معتمد گردید مرد با وقار — آن وقار الدولہ با افتخار الملک شد

سال تاریخش ولا بر صفحۂ گیتی نوشت — جانشین جائز محسن وقار الملک شد ۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

وقار الملک سے دنیا مین ناواقف نہین کوئی — فقیرانہ روش رہتے ہین آگاہ حقائق ہین

پسند انکو ہمیشہ سے رہی ہے ہب کی پابندی | جفاکش ہیں بڑی محتاط ہیں چھوٹن فائق ہیں

لیاقت قابلیت تجربہ ہے انکا لاثانی | غرض ہر طرح سے مشتاق ممدوح خلائق ہیں

کرینگے وہ بہت کچھہ آنریری معتمد ہوکر | سنا ہی قوم کی خدمت کردہ پہلے سے شائق ہیں

بیان واقعی تاریخ ہے ان کے تقرر کی | وقار الملک حق جو یا اسی خدمت کر لائق ہیں
۱۳۲۵ھ

(۴) تواریخ خیر مقدم

تاریخ خیر مقدم نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے | حقا نازل یہ آیۂ رحمت ہے
۱۲۸۶ھ | ۱۲۸۶ھ

ذیحجہ میں ہے نزول اوّل ای قدر | جب تو حج اکبر میں نہیں حجت ہے
۱۲۸۶ھ | ۱۲۸۶ھ

تاریخ مراجعت اعلیحضرت حضور پرنور دام اللہ اقبالہم از ہنمکنڈہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئے زیب بلدہ جو شاہ دکن | ملا دیدہ و دل کو نور و سرور

کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ | ہنمکنڈہ سے آگئے اب حضور
۱۳۰۲ھ

تاریخ خیر مقدم سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم از کلکتہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

ہنیئاً ہنیاً لکل البرایا | کہ از مقدم شہ دکن شد منوّر

ولا سال تاریخ او عرضہ دارد | زکلکتہ آمد شہ بندہ پرور
۱۳۱۰ھ

خمسۂ تاریخی متعلق بہ خیر مقدم پرنس آف ویلس بحیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

ای نگین خاتم و کشور یا خوش آمدی | وی جلا افزای تخت انڈیا خوش آمدی

ای در رخشندۂ بحر عطا خوش آمدی | ای سہیل آسمان اعتلا خوش آمدی

ای فروغ مطلع فکر رسا خوش آمدی

ای ارسطو کز زمان لقمان و افلاطون شیم / وی تہمتن تن نریمان نیرد و گشتاسپ دم
ای سکندر بخت و دارا منزلت جمشید حشم / وی مظفر فر سلیمان تخت و افریدون حشم

ای باکلیلت پر و بال ہما خوش آمدی

دیدهٔ گیتی بخیر مقدمت چشم رہ است / گرد راہت سرمہ بخش چشم ہر شاہنشہ است
غلغل قطع رہت از پشت ماہی تا مہ است / خانۂ دلہای یک عالم ترا منزل گہ است

ای تسلی بخش ہر شاہ و گدا خوش آمدی ①

در چمن با صد زبان سوسن ثنایت گفتہ است / شبنم اندر رشتۂ جان دُرِّ مدحت سفتہ است
در نقاب برگ گل مضمون نو بنہفتہ است / غنچۂ دل در ہوایت ہمچو گل بشگفتہ است

در بہار دولت ای باد صبا خوش آمدی

ای بہندستان ورودت چون صبا اندر چمن / نکہت فیضت چو بوی نافۂ مشک ختن
تا قدم بنہادۂ بر تارک ملک دکن / تا چراغ افروختی در خانۂ چشم زمن

از در و دیوار می آید صدا خوش آمدی

سایہ پروردان تو ظل الٰہت گفتہ اند / آستان بوسان تو گردون پناہت گفتہ اند
حکمرانان خسرو اقلیم جاہت گفتہ اند / دوربینان جہان نور نگاہت گفتہ اند

ای فروغ دیدۂ اہل صفا خوش آمدی

از شہنشاہان پیشین گوی سبقت بردۂ / از حکیمان سلف حکمت بدست آوردۂ
بر طریق حاتم طائی قدم افشردۂ / تا بہندوستان ز نخل جود خود برخوردۂ

ای چمن آرای گلزار سخا خوش آمدی

شیر با آہو خورد از چشمۂ عدل تو آب	پشّہ از پیل دمان ہرگز نہ میگیرد حساب
باز و شاہین از شکار کبک دارد اجتناب	جور و بیداد و جفا را کس نمی بیند بخواب
ای توانائی دہِ ہر بینوا خوش آمدی	
چشم عالم طالب روی پر انوارِ تو بود	دیدۂ اہل دکن مشتاق دیدارِ تو بود
در دلم سودای جنس قدر بازار تو بود	ای مہِ کنعان دلِ مسکین خریدار تو بود
ای متاع نیک - لعل بے بہا خوش آمدی	
بینوایان چشم بر دست گہربارِ تواند	جان نثاران دکن جانباز سرکارِ تواند
حکمرانان جہان با جان و دل یارِ تواند	خسروان دہر سر تا سر وفادارِ تواند
ای نگہدارِ دلِ اہلِ وفا خوش آمدی	
با تو ہر اہل پرستش در دکن جہانِ ماست	جلوہ افروزیش رونق بخش ہندستانِ ماست
از قدومِ او بہار تازہ در بستانِ ماست	نغمہ سنج بارگاہش عندلیبِ جانِ ماست
مرحبا ای بانوِ گلگون قبا خوش آمدی	
یا الٰہی خسروِ ما در جہان پاینده باد	قیصر ہندوستان بر فرقِ عالم زنده باد
آفتاب خاندانش دائما رخشنده باد	مہر ذاتش بر سپہر دولتش تابنده باد
ای ولیِّ عہد در وقتِ دعا خوش آمدی	
خدمتِ ہندوستانت را بجا آوردہ ام	تا ز تالیفاتِ خود این تحفہ آوردہ ام
من بدرگاہِ عمیمت التجا آوردہ ام	عمر و اقبال ترا دستِ دعا آوردہ ام
ای پذیرای مقالِ مدعا خوش آمدی	
بر عذارِ نازکِ مہتاب عکسِ خالِ تست	در دلِ آئینۂ مہرِ فلک تمثالِ تست

مطلع ہفت آسمان شہنشاہ اقبال نسبت ۔۔۔ خمسۂ فکر و آرا رونق پذیر سال نسبت

ای مہر برج شہنشاہی بیا خوش آمدی

(ن) تواریخ شکار

تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو ۔۔۔ بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھے کوئی ۔۔۔ کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصف جاہ نے ۱۳۰۳ھ

ایضاً وله

ایک ہفتہ کا ہے حساب شکار ۔۔۔ داغ کی تم زبان سے سن لو
کہی گنتی کی ایک ہی تاریخ ۔۔۔ شاہ آصف نے شیر مارے دو ۱۳۰۸ھ

ایضاً وله

سلطان دکن رستم دوران و دلیر ۔۔۔ ایسا ہے زبردست کرے شیر کو زیر
لکھا سر آغاز سے یہ داغ نے سال ۔۔۔ بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر ۱۳۰۸

(س) تواریخ تالیف و تصنیف کتب وغیرہ

تاریخ اجرائے اخبار شعلۂ طور کانپور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

بخشش ہیں بشیر بیان پر ہی ارنی زبان پر ۔۔۔ شعلہ طور کانپور نور فشان ہے دور دور
قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو ۔۔۔ سرمہ چشم فکر ہے شعلۂ طور کانپور ۱۸۹۲ع

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

کلام کشفی جادو کلام را نازم ۔۔۔ بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد ۔۔۔ تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع

یکے بیاض سطور و دگر سواد خطش	چو عارضش سحر و زلف شام شد مطبوع
زہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش	ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
نوشت قدر پے طبع مصرع تاریخ	کلام کشفی یا در کلام شد مطبوع

تاریخ کتاب مفتاح الہند مؤلفۂ غلام محمد خان واصل طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب	نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد	صد قفل دل کشاد مفتاح الہند

(نوٹ) وزن رباعی میں پہلا مصرع بدون التزام ردیف و قافیہ مکروہ ہے۔ (مؤلف)

تاریخ مثنوی لوح محفوظ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چھوٹے ماموں میرے فیروز علی	فکر سے کر گئے اُداد قلم
شعر سب لکھنے کو لگا یا جو شگاف	کھل گئی خاطر ناشاد قلم
لوح محفوظ لکھی صلّ علیٰ	اس قلمرو میں ملی داد قلم
لیا جدّیتوں کو بنایا تصویر	حبّذا صنعت بہزاد قلم
مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت	دیکھیے زور خداداد قلم
نغمۂ بلبل معنی سے ادا	لفظ میں قیمری شمشاد قلم
نہ ہوئی خلق کبھی ایسی کتاب	جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم
یاد کر کے انہیں سر دھنتا ہے	یہ صریریں ہیں کہ فریاد قلم
نجم گیا سال کا نقشہ ای قدر	لوح محفوظ ہے ایجاد قلم

تاریخ آغاز مخزن الاخبار طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حسن	لوٹنے کا دُرِ غلطان کو بہانہ مل گیا

سال ہے یہ اوج نجم مشتری روشن امیر — جس کو پرچہ ملگیا سمجھا خزانہ ملگیا

۱۳۱۲ھ

تاریخ رسالہ اردوی منشی قادر علی بھوپالی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

اس رسالہ کی قدر ہو گی ضرور — رائگان جائیگی نہ یہ محنت

فال ہے نیک امیر کی تاریخ — پائے گا یہ قبول کا خلعت

تاریخ طبع دیوان اوّل نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبعزاد ایضاً

جب اہل فہم سنتے ہیں ایسے کلام کو — آتی ہے چار سمت سے آواز مرحبا

تاریخ ہے یہ خاتمہ طبع کی امیر — دیوان شاہ ملک سخن طبع ہو چکا

۱۲۹۳ھ

تاریخ ناول تصویر مؤلفہ ریاض طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نطق تو مخصوص انسان ہی امیر — ہے اسی کا خاصّہ تصویر بھی

لیکن اس ناول نے ثابت کر دیا — بولتی تصویر ہے تصویر بھی

۶۱۸ ۹۲

تاریخ رسالہ سلوک مؤلفہ حضرت شاہ معصوم نقشبندی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

ہدایت میں اس کے مضامین عالی — خضر ہیں پے کاروان طریقت

امیر اس کی تاریخ میں نے یہ لکھی — زہے رہبر سالکان طریقت

۱۳ھ

تاریخ دیوان نواب عبد العزیز خان دہلوی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

یکتا ہے فصاحت میں بلاغت میں یہ دیوان — تعریف کرے اس کی یہ کیا منہ ہے دہن کا

زیبا ہے امیر اس کے لئے مصرع تاریخ — ہر صفحہ نیا آئینہ ہے بزم سخن کا

۱۳ھ

تاریخ دیوان فارسی نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

در انجمن معنی سلطان سخن آرا — شمعے عجبے افروخت از شعلہ زبانہا

آن شمع بود دیوان آن شعلہ بود مضمون — پیداست ز لمعانش نیرنگ ہمہ دانہا

از ہند بایران شد وز پارس بہند آمد — ہر ملک معطر گشت از عطر فشانیہا
در پارس ہمی بالد زین نظم زباندانی — در ہند ہمی جوشد زین بحر روانیہا
مطبوع شد و گفتم تاریخ امیر آنرا — چون ہند بچشم پارہ زید از شوخ زبانیہا
۱۲۹۶

تاریخ دیوان نایاب مرحوم طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نایاب نے کیا کہلائے ہیں پہول — اللہ رہے یہ باغ شاداب
تاریخ بہی ہے امیر نادر — کس حسن کی ہے یہ نظم نایاب
۱۲

تاریخ طبع کلیات میان منیر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

جب یہ دیوان ہو چکا مطبوع — ہو گئی نظم و نثر عالم گیر
داغ نے اس کی یہ کہی تاریخ — آفتاب منیر و بدر منیر
۱۲۹۶

تاریخ ناول منشی ریاض احمد خیرآبادی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا — ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض
داغ لکہدو اس کا سال عیسوی — ناول نادر ہے تالیف ریاض
۱۸۸۹

تاریخ اشاعت اخبار ہزار داستان طبعزاد جناب مولوی سید علی کامل لکہنوی مغفور

در مجلس ما بیا کہ اینجا — خوش انجمنی ز داستان است
بشنو نغمات نغز اخبار — این بزم ہزار داستان است

تاریخ طبع رسالہ معین الشعرا مؤلفہ میر محمد علیخان طبعزاد جناب مولوی محمد یحیی عالم وفاضل قاصد تخلص نایطی حیدرآبادی

آپ نے حضرت ناظم اکثر — قاعدے جمع کئے بے تخفیف
عام لوگوں کی سہولت کے لئے — آپ نے اس کی اوٹہائی تکلیف

جب ہوئی ختم کہا قاصد نے — ہے سفینۃ الشعرا یہ تالیف
سنہ ۱۳۰۴ھ

تاریخ تالیف کتاب قانون فارسی مؤلفہ میرزا کمال الدین سنجر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چو سنجر آن چمن آرائے بوستان کمال — درین زمانہ کہ شیرین مقال گردیدہ
فلک نیافتہ چون وے بروی صفحۂ دہر — اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ
ببین بہ نسخۂ قانون رقم نمودۂ او — میان خلق عدیم المثال گردیدہ
بدین صراحت و خوبی و اختصار بیان — وجود نسخۂ دیگر محال گردیدہ
دل آئے ماسنۂ طبع او نمودہ رقم — پسند خاطر اہل کمال گردیدہ
۱۲۹۶ ہجری

ریویو تاریخی بر کتاب صحیفۂ زرین مرتبۂ راے پراگ نارائن بہار گو طبعزاد مؤلف این کتاب

نولکشور کہ مرد خجستہ طالع بود — محبتش بدل خلق نقش بر حجر است
بہار باغ وجودش پراگ نارائن — خوشا بہار کزو نخل علم پر ثمر است
ضیائے چشم مروت امیر روشن رائے — حدیقۂ چمنستان دانش و ہنر است
روان طبع سخن تا لک اودہ اخبار — شہ قلمرو انشا لئیق نامور است
بہ راے صائب خود گرچہ آن تفوق داشت — دلے بعقل جوان گویم این نہ از پدر است
پدر اگر نتواند پسر تمام کند — مقولۂ عجمی حسب حال این پسر است
ببین صحیفۂ زرین ز حسن تالیفش — کہ در تسلسل احوال رشتۂ گہر است
صحیفۂ بمثل یادگار دربار است — بنام نامے قیصر چہ مایہ مفتخر است
صحیفۂ کہ مشاہیر ہند را تاریخ — صحیفۂ کہ خلابخش معنی سیر است
زہے وضاحت مضمون باختصار بیان — عجوبہ ایست کہ دریا مگر بکوزہ در است
سوادبخش معانی بود سواد خطش — بیاض بین سطورش تجلی نظر است

پسند خاطر اہل کمال چون نہ شود | کہ از کمال مؤلف زمانہ باخبر ست
ہنروران جہان قدر و قیمتش دانند | کہ کوہ نور باکلیل فرق تاجورست
ہمای اوج سعادت بدام او افتد | اگر توجہ شہ را بجانبش گزرست
بعید نیست کہ قیصر کند برو نظرے | کہ این خزینہ ازان بارگہ قریب ترست
طلا کند مس بے مایہ را نگاہ کرم | شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک درست
مؤلفش ہمہ تن درخور خطاب پدر | کہ یک اشارہ سلطان وسیلۂ الظفرست
سزد کہ نائب قیصر شود محرک او | بعندلیب چمن احتیاج بال و پرست
ز دست من نرسد ہیچ جز بصدق دعا | کہ ارمغان سخن گو سہ حرف مختصرست
ولا بلوح کتابش رقم زند تاریخ | نشان ہستی با نام آوران زآب زرست
۱۹۰۶ء

قطعۂ تاریخ آغاز پیسہ اخبار روزانہ طبعزاد مؤلف این کتاب

بجان و دل ستایم مولوی محبوب عالم را | بزور بازوش بنیاد این اخبار محکم شد
بحمد اللہ کہ حسن صورت اخبار روزانہ | جلا افزای چشم قدر دانان مکرم شد
طراز معنیش تسکین دہ دلہاست عالم را | سواد خط بیاض کاغذش حسن مجسم شد
قلم بشکست در دست خرد مضمون نگاریہا | گروہ خردہ گیران را سواد دیدہ پرنم شد
چہ تصویریکہ از خال و خطش بر صفحۂ گیتی | تجلاے نگار صورت معنی مسلم شد
ز روز افزونی قدرش ہمین یک نکتہ تصدیقے | کہ نقد قیمت سالانہ از وہم و گمان کم شد
زبان معترض اندر دہن کیفیتے دارد | بتحریک نہان پہلونشین حرف مدغم شد
پے سالش ہمی گوید ولا برجستہ تشبیہے | کہ حسن شاہد رنگین بیان محبوب عالم شد
۱۳۲۰ھ

تاریخ تالیف کتاب حیوٰۃ الحکام مؤلفہ مؤلف طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

شکر خدا راست که تالیف من	یافت بآوان نکو اختتام
بندهٔ دیرینه نمک خوار او	پیش کشیدش بحضور نظام
مایهٔ نازست که حسن قبول	نامورم ساخته و خاص و عام
خسرو ما بر فلک مملکت	نیّر اقبال تو تابد مدام
تا ابد بر سر ما زنده باش	با همه اقبال و همه احتشام
بر ورق دهر بود و قدرت	از قلمت ملک تو گیرد نظام
ساقی تقدیر تو بزم ترا	بادهٔ امّید بریزد بجام
فکر بلند تو شود اوج سای	طائر اقبال در افتد بدام
کام روا باد ولی عهد تو	آصف ما باد الٰہی بکام
بلبل عشرت نواسنج سال	نسخهٔ نایاب حیوة الحکام ۱۳۲۳

تاریخ تالیف کتاب عطیّات سلطانی مؤلفه مؤلف طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

نوشتم درین نامه مضمون خاصے	که از لطف عام ملوک است قسمے
چه قسم آن که منعم کند مفلسے را	در آئینهٔ دل نه بندد طلسمے
طلسمے که آبے دهد از سرابے	چو جان آتشے برکن از خاک جسمے
چه جسم آنکه یک لفظ و صد معنی او	عطیّات سلطانیش کردم اسمے ۱۳۲۵ھ

(ع) تواریخ تعمیر و تیاری عمارات و چاه ها و باغ ها و حوضها

تاریخ تیاری باغ فرح بخش طبعزاد نعمت خان عالی

در باغ فرح بخش گزر کن شاها	بر حسن گل و سبزه نظر کن شاها
نعمت خان را برائے سال تاریخ ۱۱۲۱	از باغ فرح بخش بدر کن شاها ۲۱۹۳

(نوٹ) باغ فرح بخش کے اعداد ۲۱۹۳ ہیں جس میں سے اعداد نعمت خان (۱۲۱۱) کا تخرجہ کیا جائے تو ۹۸۲ھ حاصل ہوتا ہے اور یہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ تعمیر مسجد غضنفر خان در شہر گنجی طبعزاد جناب ناصر علی سرہندی مغفور

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ	مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بنائے او علی سے گوید	اینک شدہ حسن مطلع بیت اللہ ۱۱۰۵ھ

تاریخ تعمیر پل رود موسئے واقع حیدرآباد طبعزاد متعنی مغفور

بعہد افضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور	بود خورشید اقبالش درخشان
نکو دیوان او مختار ملک است	کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر	سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
بحسن رائے مسٹر میارٹ این پل	بنا شد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسئے ۱۲۷۶ھ	ز متعنی مصرع تاریخ برخوان

تاریخ بنائے چاہ در بلگرام طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چو بنا ساخت چاہ سیرہ محمد اسمعیل	مثال زمزم از آب کرد طغیانی
پئے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش	بنا نمودہ سیر راہ زمزم ثانی ۱۲۷۹ھ

تاریخ مسجد ابراہیم پور کہ از زر چندہ تیار شد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طراز خانۂ دین سیدی وزیر حسین	چو جدّ خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرہ از عوامل دفتر	بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بنائے سال ز معمار فکر قدر آمد	شد از جماعت اسلام قائم این جامع ۱۲۸۴ھ

تاریخ تعمیر مسجد آغا علی خان لکھنوی طبع زاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
جناب آغا علی خان ور الطاف حسن طلب سے بنے	عبادت کو خدا کی راہ میں تعمیر کی مسجد
کہی یوں قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع میں	حرم کی بے شک ہے اللہ اکبر یہ نئی مسجد ۱۲۹۴ ہجری

تاریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنو طبع زاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے	بجدّ و جہد کل اٹھارہ سو سرسٹھ نو میں
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
تو بنی ڈالی بنائے خیر خود کیننگ کالج کی	مگر سدّ سکندر جس طرح وقت سکندر میں
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بن گیا کالج	زمان عدل و زیر ونٹ سر جارج کوپر میں
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
جو باتمکین ہیں کرنل ریڈ صاحب مہتمم لائق	ملک پہلو نشین ہیں اس وثاق عرش پیکر میں
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
سخی، دل ہیں مہاراجہ بہادر منصف و واقف	ہنر زیبائے شجاعت دے کہیے سنگھ اسم ذفر میں
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کے سی ایس آئی	کفیل حال کالج ہیں یہ دانا بخشش زر میں
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی ہمت	یہ عالی رکن امیر حسن ہیں فتح نگر میں
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
یہ عثمان سخا وائس پریسیڈنٹ سابق میں	کوئی ہمسر نہیں جاہ و عروج و شوکت و فر میں
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء

ہے زیبا پایہ از بس اوج شنکر بخش راناکا
۱۸۶۷ع
ہین یہ ایس پریسیڈنٹ داخل اہل جوہر مین
۱۸۶۷ع

ہمایون بہر ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب
۱۸۶۷ع
ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ممبر مین
۱۸۶۷ع

ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل ہوشن امین
۱۸۶۷ع
دل افزا ہے صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین
۱۸۶۷ع

ہین لقمان خرد ولمور صاحب نامی انجنیر
۱۸۶۷ع
لکھی تہی قطع صنعت انکی کالج کے مقدر مین
۱۸۶۷ع

انکو خوام جی ہوائٹ صاحب نام اک آہین ہنر مین
۱۸۶۷ع
سراپا فرد ہے کیننگ کالج ہفت کشور مین
۱۸۶۷ع

سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج
۱۸۶۷ع
ہین جب تک نجم و ماہ افلاک پر موتی سمندر مین
۱۸۶۷ع

مکمل نظم وہ لکھی ہے قدر بلگرامی نے
۱۸۶۷ع
ہین سال عیسوی مقصود ہر ایک مصرع تر مین
۱۸۶۷ع

تاریخ تعمیر دولت سرائے حاجی بادشاہ سفیر ترکی بمقام مدراس طبع زاد مؤلف کتاب ہذا

گرامی منزل و فرخ مکانے
کہ قصر آسمان شد پیش او پست
بیان واقعی شد سال تعمیر
ہمایون قصر حاجی بادشاہ است
۱۲۹۸

تاریخ تعمیر دولت سرای نواب عماد جنگ مرحوم میر مجلس مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد طبع زاد مؤلف کتاب ہذا

مہر برج امارت میر مجلس
کہ عالی پایہ خیلے ہوشمند است
سخن سنجے کہ طول باع فکرش
فراز بام معنی را کمند است

بنا فرمود نورانی بنائے
کہ چون بانی بعالم سربلند است
ولا تاریخ تعمیرش چہ خوش گفت
تعالی اللہ مکان دلپسند است
۱۲۹۹

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یارجنگ بہادر ناظم دفتر ملکی حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

اینک از احسان بحسن عمارت گرفت
خانۂ ربّ العباد سجدہ گہ مسلمین
۱۹۴۰ سمت
۱۲۹۳ فصلی
کلک سروش ولا سال بنایش نوشت
معبد قدسی مقام مسجد اقصی است این
۱۸۸۳ عیسوی
۱۳۰۱ ہجری

تاریخ تعمیر الگن محل در ریاست نابہا طبعزاد مؤلف این کتاب

ہمایون راجہ بھگوان سنگہ ذی مراتب نے
بنا کی اک عمارت دلکشا دربار نابہاہین
ہوئی تکمیل اس کی راجہ ہیرا سنگہ یکتا سے
چو لعل بے بہا ہین معدن کہسار نابہاہین
یہ راجہ راجگان ہند کے ہین اور مہاراجہ
شجیع نامور ہین لشکر جرّار نابہاہین
اسیمین نائب قیصر کی مہمانیکا سامان تہا
اسی سے نام پایا یہ مکان امصار نابہاہین
بڑہا دی آبرو فیض قدم سے لارڈ ایلجن نے
اسی سے آبرو ہے گوہر شہوار نابہاہین
انہین کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت کا
بشکل ماہ تابان گنبد دوّار نابہاہین
ولا غرض کی تاریخ سمت برمحل اسکی
بنا الگن محل پرفضا سرکار نابہاہین
۱۹۵۵ سمت

تاریخ تعمیر مسجد سلطان پورہ حیدرآباد دکن جسکا صرفہ مدّ صرف خاص شاہی سے ہوا طبعزاد مؤلف کتاب

مسجد صرف خاص سلطانے
تن سلطان پورہ را جان است
راست مے گویمش علوّ منار
قامت سرو در گلستان است
سدّ اسکندریست دیوارش
فاصل حدّ کفر و ایمان است

چہرہ اش را کمان چو قوس قزح	خم طاق ابروِ حسینان است
رکن ایمان بود ستون بلند	سقف عالیش ظلِّ سبحان است
زینۂ منبرش تعالے اللہ	ارتفاعش عروج ایمان است
بارک اللہ پر فضا صحنش	در فراخی دلِ کریمان است
نہر او سلسبیل باغ جنان	آبرو بخش بحر عمّان است
صفِّ آویزۂ قنادیلش	سلک سیارہائے تابان است
فرش گلرنگ جا نمازی او	پردۂ چشم عندلیبان است
حافظ او ست اوستادِ ازل	مکتبش درس گاہ قرآن است
سال تعمیر از سروش ولا	مسجد صرف خاص سلطان است ۱۳۱۸

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودۂ شیخ میران در قصبۂ رماریڈی پٹۂ طبغرا و مؤلف کتاب ہذا

میران الشیخ بنی المسجد	الصلوٰۃ العبد الّا واہ
فیقول ولا التاریخ لہ	اعلم ہذا بیت اللہ ۱۳۲۵

(ف) تاریخ سزا

تاریخ حکم میل کشیدن بچشم شاہزادہ شہریار طبغرا دش

ز نرگس گلاب ار چہ نتوان کشید	کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من	بگو کور شد دیدۂ آفتاب

(ص) تاریخ فراغ حج

تاریخ فراغ از حج بیت اللہ شریف طبغرا و جناب شیرین سخن خان راقم مغفور

چو فارغ گشتم از حج و زیارت	بلطف دستگیر شفقت افزا

دعائش خواستم در ضمن تاریخ	جزاہ اللہ فی الدارین خیرا

(ق) تاریخ رہائی

تاریخ رہائی میر مہدی علی بلگرامی از قید فرنگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

سید عالی نسب والا حسب مہدی علی	فرش راہ آل احمد خاک پائے بوتراب
پہر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قید فرنگ	تین سال آخر یونہین نازل رہا اُنپر عذاب
قید خانہ برج عقرب تہا تو وہ اوسمین قمر	اُف ری گردش پہر کہین ایسی نحوست کا جواب
قید خانہ اِک گہن تہا اوسمین وہ خورشید تہے	اف ری اندہیر اہل عالم سب تہے با چشم پر آب
آنکہہ مین آنسو دعا لب پر دلونمین داغ و درد	دفعۃً یون ہوگئین سب کی دعائین مستجاب
قید سے اوس یوسف ثانی کا چہٹکارا ہوا	آیا پہر آیا زلیخا سے مسرت پر شباب
پہر وہی جلسے وہی چہلین وہی ہین جگہٹے	پہر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد	چپ رہو اے قدر ہے یہ داستان گونگے کا خواب
کوکب تاریخ چمکا دو سمائے فکر پر	ماہ اِس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب

(ر) تواریخ وفات

تاریخ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ طبعزاد عبد الغفور خان نساخ

برید ابن ملجم چو فرقِ ولی	عیان گشت تاریخ فوت علی

(نوٹ) اگر فرقِ ولی (و) کو گرا دین تو سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ یا فرق ولی سے لفظ علی کا عین لین تو عین کے جدا ہونے سے (لی) کے عدد ۴۰ باقی رہ جاتے ہین جو سال شہادت ہے۔

تاریخ شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام طبعزاد مولانا روم علیہ الرحمہ

سن چہ گویم کربلا را واقعات   آہ بیرون آمدہ از اسم ذات
[illegible]

(نوٹ) اسم ذات سے لفظ اللہ مراد ہے جس کے عدد موّرخ نے ۶۷ لئے ہین اور پھر انہین سے اعداد لفظ (آہ) یعنی (۶) کا تخرجہ کیا ہے۔
واضح ہو کہ اللہ مین الف ثانی از روے رسم الخط فرقانی کھڑا زبر ہے نہ الف اور کھڑے زبر کا عدد جمل بقاعدۂ جمل محسوب نہین ہوتا۔
اہل جمل کے پاس اللہ کے عدد (۶۶) معیّن ہین (ع) اَللّٰہ بود یک الف وہاو دو لام پس مولانا سے حساب اعداد مین تسامح ہوا ہے۔

تاریخ وفات شیر شاہ طبعزاد یکے از متأخرین

شیر شاہے کہ از صلابت او   شیر و بز آب را بہم مے خورد
چون برفت از فنا بدار بقا   سال تاریخ او ز آتش مرد
۹۵۲

تاریخ وفات ہمایون بادشاہ طبعزاد یکے از متأخرین

ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل   کہ فیض خاص او بر عام افتاد
بناے دولتش چون یافت رفعت   اساس عمرش از انجام افتاد
چو خورشید جہانتاب از بلندی   بپایان در نماز شام افتاد
جہان تاریک شد در چشم مردم   خلل در کار خاص و عام افتاد
قضا از بہر تاریخش رقم زد   ہمایون بادشہ از بام افتاد
۹۶۱

تاریخ وفات کلیم ہمدانی طبعزاد غنی کاشمیری

گفت تاریخ وفات او غنی   طور معنی بود روشن از کلیم

تاریخ وفات مولانا سید نوح طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

عمدۃ العصر سیدی نوح	ذاتہ نخبۃ البریات
قال آزاد عام رحلتہ	ان للمتقین جنات ۱۱۶۵ ہجری

تاریخ وفات ناصر جنگ شہید آفتاب تخلص طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

نواب عدل گستر عالی جناب رفت	فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد	تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

تاریخ شہادت بزرگے طبعزاد جناب شمس الدین مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ

آن قبلۂ ارباب تقی عاش حمیدا		وان قدوۂ ارباب صفا مات شہیدا
مجموعۂ سر و صفت سال وفاتش	۱۱۹۵	مظہر رضی اللہ لقد کان سعیدا

تاریخ رحلت عباس پاشا خدیو مصر طبعزاد جناب راقم بدراسی مغفور

فرمود رحلت چون والی مصر	زین دار فانی افسوس و دریغا
تاریخ فوتش گفتا سروشم	شد سوے جنت عباس پاشا ۱۲۷۰

تاریخ رحلت حضرت شاہ محی الدین قطب ویلور قدس سرہ طبعزاد جناب افضل بدراسی مغفور

شیخ دوران ز دار فانی شد	در بقیع مدینہ سوے جنان
گفت تاریخش افضل مہجور	رفت ہیہات محی دین ز جہان ۱۲۸۹

تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو طبعزاد جناب ناسخ مرحوم

گشت تاریخ مصرع استاد	ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ۱۲۴۳

تاریخ رحلت نواب میر جعفر علیخان طبعزاد جناب غالب دہلوی مغفور

گردید نہان مہر جہانتاب دریغ	شد تیرہ جہان بچشم احباب دریغ
این واقعہ را ز روے زاری غالب	تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ ۱۲۸۰

تاریخ رحلت قاضی شیخ محمد تلمسانی طبعزاد جناب باقر آگاہ نائطی مغفور

مقتدائے شریعت غرّا	شد بدرگاہ قاضی الحاجات
گفت آگاہ غم رسیدۂ او	رضی اللہ عنہ سال وفات ۱۲۰۱

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نوراللہ مرقدہ طبعزاد جناب ذکائے مغفور

اے طبیب جانستان نادر علی	صحت ازرائے تو دائم نارضا
کردہ با افضل الدولہ چنان	کابن ملجم با علی مرتضیٰ
ماجرا بس عبرت انگیز است لیک	حاصلے نبود بذکر ماسضیٰ
درگزر کردم ازین تاریخ آنست ۶۱	چون طبیب ابلہ شود آید قضا ۱۳۴۶ ـ ۶۱ = ۱۲۸۵ھ

تاریخ رحلت مولوی سید غلام جیلانی مودودی طبعزاد جناب ذکائے مغفور

اے رونق دودمان مودود	کز عہد شباب برنخوردہ
رفتہ زجہان و رفتن او	نور نظر از قبیلہ بردہ
کلفت زدہ خاطرم سنش گفت	ہے ہے سر شام شمع مردہ ۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم مغفور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

وفات کردہ ز دنیای دون ہزار افسوس	رئیس نامورے عمدہ نامدار و کریم
۱۲۷۸ھ	۱۲۷۸ھ
ز قدر سال چہارم بمرگ او بشنو	سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم
۱۲۷۸ھ	۱۲۷۸ھ

تاریخ وفات مولوی صدر عالم تہانوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

صدر عالم کہ بود بدر عالم	درد و ہر بے ہمی فزود قدر عالم

تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر	رحلت بجنان نمود صدر عالم ۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات عم مؤرخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

عم من قبلۂ و ملاذ من	جان بجان آفرین سپرد افسوس
سال شنفار او بخوان اے قدر	ہائے قدرت علی بمرد افسوس ۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات خواجہ بدرالدین دہلوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت میں دفن	نور آیا یا کہ چشم کور میں
قدر نے تاریخ کا مصرع کہا	آہ بدر آیا خسوف گور میں ۱۲۹۶ھ

تاریخ رحلت فرزند راجہ گردہاری پرشاد باقی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

راجہ بنسی نغز گو باقی تخلص نیک خو	ذہے چشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ
اے فلک افسوس یوں ہو مبتلائے حادثات	اس طرح برباد ہو جائے یکایک اسکا باغ
سال بھر میں دونوں فرزند اگے پیچھے اٹھ گئے	آفتاب خاندان وہ تہا تو یہ گہر کا چراغ
سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہے نیستی	تنگنائے دہر میں حاصل نہیں ہوتا فراغ
ایک دن عشرت کدہ چالیس دن ہے غمکدہ	اس جہان پر الم میں کوئی کیا ہو باغ باغ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے	جو خدا کے بھید ہیں ملتا ہے کب انکا سراغ
داغ نے یہ عیسوی سنہ میں کہی تاریخ آج	آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ ۱۸۸۸ع

تاریخ رحلت سعادت میر خان طبعزاد جناب مولوی محمد یحییٰ عالم و فاضل قاصد تخلص ناظمی حیدرآبادی

چون فتاد از آسمان مجد آن سعد السعود	گشت تیرہ از غم اندوہ آن تابندہ دل
خامۂ قاصد رقم زد سال تاریخش چنین	روح (۲۱۴) رفتہ از سعادت میر خان زندہ دل ۱۵۳۶

(نوٹ) سعادت میر خان زندہ دل کے اعداد ۱۵۳۶ ہیں جن میں سے روح کے

۲۱۴ عدد خارج کئے جاویں تو (۱۳۲۲) حاصل ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ رحلت مولوی محمود نواز خان عم مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

کریم النفس از دنیا سفر کرد	مقامش منزل مقصود بادا
دعاے مغفرت شد سال رحلت	خدایا عاقبت محمود بادا ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات محمد جہان گیر، مہتمم انعامات حیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

خدایا این چہ نافرجام روزیست	کہ از شام بلا افزون بہ تحذیر
زبان گردیدہ با فریاد ہمدم	تنفس را تحیّر شد گلوگیر
الم پشتِ جہان شکل کمان کرد	رساند از آہ دل بر سینہ ہا تیر
ز تار نالہ و فریاد عالم	مسرت را بپا افتادہ زنجیر
کف افسوس می مالد پے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک و پیر
چو این افسانہ خوابے فی المثل بود	بجستم از سروش غیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوابے	جہان بگذاشت بیچارہ جہان گیر ۱۲۹۹ھ

تاریخ وفات مشفقی مولوی نیاز احمد وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

پاک باطن آسمان علم و فضل	از قضا زین دار فانی شد روان
۱۲۹۳ فصلی	۱۸۸۳ عیسوی
گفت رضوانم و لا از بہر سال	شد نیاز احمد بگلگشت جنان
۱۹۴۰ سمت	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ رحلت نواب احمد حسین خان بہادر رفعت یار جنگ صوبہ دار حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

جب ہوئے دنیا سے رخصت دو لتا یماں کے ساتھ	قصر جنت میں ہوئے ممتاز رفعت یار جنگ

کہدیا فکر ولاؔ نے سال رحلت فی البدیہ	چل دئے دنیا سے با اعزاز رفعت یار جنگ ۱۳۱۵ھ

مرثیہ تاریخی رحلت نواب سر سالار جنگ مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

آسمان رفعت وزیر نامور مختار ملک	آنکہ در ملک دکن بینی ز عدلش آب و رنگ
حامی خلق خدا شیرازہ بند مملکت	ماہر ہر کار عالی فہم نقاد و زرنگ
جوہر کان کرامت گوہر بحر کمال	نیر برج امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ
خوش زبان شیرین بیان عذب اللسان شکر مقال	آنکہ از حسن بیان آورد دلہا را بچنگ
ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد	داد او بیداد را برداشت چون آئینہ زنگ
حیف از چرخ جفا کار آہ از جور سپہر	کافتابے را نہفت از چشم عالم بے درنگ
آن قدح بشکست وآن ساقی نماند اندر جہان	آسمان زد شیشہ عمر عزیزش را بہ سنگ
شد دوتا در ماتمش پشت فلک مانند قوس	زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ
تا فغان و نالہ برخیزد ز دلہا متصل	اندرون سینہ ہا راہ نفس گردیدہ تنگ
سنبلستان جہان سر خستہ چون خستہ شہید	بسکہ باریدہ است چشم خلق اشک لالہ رنگ
ملک ہندا ز رحلتش تنہا نباشد نالہ کش	در عزا زیست روم و شام تا چین و فرنگ
اے ولاؔ بس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان	صبر کن زنہار با تقدیر یزدانی مجنگ
در قضای حضرت باری نباید دخل کرد	کاندرین رہ بنگری اندیشہا را پاے لنگ
ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار	فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ ۱۳۰۰ھ

	ایضاً ولہ	

مختار ملک دادگر کشور دکن	ظلمت سرای کون و مکان از قضا گزاشت
تا زیست کرد ہمسر خود در جہان نداشت	ہر گہ کہ مرد نام نکو در قفا گزاشت

در روزگار هر که جفا بود پیشه اش
از هیبتش سجیهٔ جور و جفا گزاشت

آیینه کرد ملک دکن را بنور عدل
خود از جهان گزشت و بروش جلا گزاشت

واحسرتا که بر ورق دهر کس نماند
دور زمانه همچو کسے را چو وا گزاشت

واحسرتا که فرد فرید از زمانه رفت
رفت آنچنان که عقل و دل خلق جا گزاشت

واحسرتا که همچو گلے را خزان ببرد
برد آنچنان که طاقتِ صبرش و لا گزاشت

با خود نبرد هیچ مگر نیکی عمل
بر روے دهر شهرهٔ جود و سخا گزاشت

رحمت بروح پاک وزیری که همچو لیست
احسان نمود و مزدِ عمل بر خدا گزاشت

افسرده خاطرم سنهٔ انتقال گفت
سالار جنگ واے جهان فنا گزاشت
۱۳۰۰ھ

وله قطعهٔ تاریخ

راهی دار الجنان گردید زین دیر خراب
صاحب همت وزیر باخبر سالار جنگ
۱۸۷۸ عیسوی — ۱۹۳۹ سمت

سال او گوید ولاے دردمند جان نثار
سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ
۱۲۹۲ فصلی — ۱۳۰۰ ہجری

مرثیه تاریخی رحلت خیر النساء بیگم محل خاص نواب غلام غوث خان بهادر رئیس کرناٹک طبع زاد مؤلف کتاب ہذا

حیف از جهان که مالک دیرینهٔ وطن
زین خاکدان گذشت و بملک بقا رسید

حیف ای فلک که بیگم خاص امیر هند
رخت سفر ببست و بدار الجزا رسید

فریاد ازان زمان که نشانے نماند ازو
در ساعتیکه نعرهٔ واحسرتا رسید

واحسرتا که در چمنستان زندگی
در موسم نسیم چه بادِ فنا رسید

گویم مگر که ما در گیتی خبر نداشت
زین صدمه که آه ز دستش بما رسید

چشم جہانیان بغمش اشک خون گریست — گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرا رسید

دل بیقرار گشت و جہان تیرہ در نظر — چون این خبر بپردۂ گوش ولا رسید

ہیہے ہے ازین دلم کہ طپیدن نہان نداشت — زان خنجرے کہ بر جگرم برملا رسید

گو مصرعے کہ بلبل شیراز زد نفیر — از گلستان دہر بگوش آشنا رسید

آن پیر لاشہ را چو سپردند زیر خاک — خاک از زمین بدامن پیر سما رسید

سیارگان دور فلک منتشر شدند — شور غمش ببین زکجا تا کجا رسید

تاریخ او بتذ خلہ گوید سروش غیب — خیر النسا حضور شہ انبیا رسید

۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

روح الامین بگفت کہ بنگر مراتبش — خیر النسا بہ درگہ جل و علا رسید

۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

تاریخ رحلت نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ مرحوم طبعزاد مولف کتاب ہذا

وہ محی الدین خان تیغ جنگ — صاحب اقبال عالی پائگاہ

آصفی دربار کے میر کبیر — مطلع پائگاہ کے تابندہ ماہ

تھے دکن مین وہ بزرگی کے نشان — اور ریاست کے نہایت خیرخواہ

رہگرائے جنت الماوائے ہوئے — قصر فردوس برین ہے خوابگاہ

شمس وہیم امارت چھپ گیا — ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ

تیر اندوہش بدلہا جا گرفت — تیرہ و تار است در چشمان نگاہ

سال رحلت ہے بیان واقعی — ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ

۱۳۲۰

تاریخ رحلت مولوی سید محمود بیرسٹر ایٹ لاجج ہائی کورٹ الہ آباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چون حامی قوم و افتخار ملت — فرمود ازین جہان فانی رحلت

گفتہ سنۂ وفات او فکر ولا — سید محمود شد بقصر جنت

۱۳۲۱

تاریخ رحلت مولوی سید علی لکھنوی کامل تخلص استاد مؤلف این کتاب لمؤلفہ

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی
افسوس جہان مین فرد کامل نہ رہا

اقلیم سخن کی ہے یہ بداقبالی
استاد سے ہوگیا زمانہ خالی
۱۳۲۲ھ

تاریخ رحلت استادی نواب افصح الملک مرزا خان داغ دہلوی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میرے استاد داغ نام آور
اس زمانے مین انکی فکر بلند
بلبل ہند تھی زبان ان کی
آج دنیا سے کر گئے وہ سفر
ہوگیا آج انکا بیڑا پار
مصرع سال ہے فغان و لآ

جو مرجح تھے ہر مقابل پر
آسمان تھی زمین مشکل پر
مستند تھی لب عنادل پر
واصل حق ہین پہلی منزل پر
رہ گئے ہم تڑپ کے ساحل پر
ہائے وہ داغ دیگئے دل پر
۱۳۲۲ھ

تاریخ رحلت استادی مولوی نجم الدین حسن افضل تخلص طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

کرد تیر آہ ہجران کاریک دیگر تمام
چشم گریان را دلاسامی شود سال وفات

زانکہ از بار غمش پشت جہانی قوس شد
جائے نجم الدین حسن بر مطلع فردوس شد
۱۳۲۵ھ

مرثیۂ تاریخی رحلت نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

محسن قوم کزین ملک فنا ہجرت کرد
بود در پیش روی ہمقدم سرسید
داشت با خلق خدا خلق پیمبر قائم
رہبر مسلک احکام شریعت میبود
فطرت او با لوالعزمی خود داشت صفت

تا دم زیست بغم خواری ما دعوت کرد
اے چہ سجادہ نشینے کہ بروسبقت کرد
با تبختر فشان حوصلہ اش نفرت کرد
تا توانست مگر پیروی سنت کرد
رونقے داد بہر کار کہ او ہمت کرد

دست از شیوهٔ راحت طلبی باز کشید
تا بزحمت کشی بار سفر عادت کرد

حیدرآباد هم از بخل وجودش برخورد
منصبی موفور بتا والی این دولت کرد

والی ملک دکن آصف سادس بکرم
محسن الملک خطابش عوض خدمت کرد

باخطابیکه سزاوار همین خدمت بود
نام نامیش باطراف جهان شهرت کرد

نائب سلطنت هند گورنر جنرل
تمغهٔ قیصریش داد و بسے عزت کرد

گرچه بودند و گذشتند حکیمانه بسے
شرط انصاف که با او نتوان نسبت کرد

منهمک بود شب و روز بغم خواری قوم
خدمت قوم بهر لحظه و هر ساعت کرد

نظر خویش گزرش داشت دل خلق بدست
سخن او همه را شیفتهٔ الفت کرد

مرتبت داشت ولیکن بره خدمت قوم
بنده بود که ترک ترک و حشمت کرد

تلخ گفتاری عالم بشکر خنده ببرد
زهر بدگوئی ما را عوض شربت کرد

حرمت هرکس و ناکس بنظر داشت مدام
با حریفان جفاجو کرم و شفقت کرد

مزد محنت بخدا داد خلوص عملش
بارک الله که بے مزد عمل محنت کرد

کرد کارے زپے قوم که بے کار نرفت
آنچه پیغمبر برحق بحق امت کرد

واے در چشم زدن ملک بقا را بگزید
دیر نگذشت که زین دار فنا رحلت کرد

هرکه بشنید صفاتش بدعا کردش یاد
وانکه نامش بزبان برد بر و رحمت کرد

وا دریغا فلک کجروش ناهنجار
برهم این دفتر و شیرازهٔ جمعیت کرد

قوم اسلام چه نقصان عظیمے برداشت
کلفتش مایهٔ نقد دل و جان غارت کرد

روے گل سیر ندیدیم بهار آخر شد
که به بربادی این باغ خزان عجلت کرد

لاله داغے بجگر دارد و ماهم داغے
داغ هجران که فلک در حق ما قسمت کرد

دیدۂ عالمیان در المش خون بگریست	تا دل از سوز غم رحلت او رقت کرد
دولتے بود گرانمایہ کہ از دست برفت	وائے چرخ کہن از مایۂ خود غفلت کرد
حیف از مادر گیتی کہ نشد فرزندے	تف بر رویش کہ ستمگار چنین حرکت کرد
اے و آتش زن و این مرثیہ را طول مدہ	کہ بتقدیر الٰہی نتوان حجت کرد
دستگاہیکہ بنقش رحلت وا خدائے	صرف این کار بباید بعبودیت کرد
فکرت من بسر لوح دل از سال وفات	نقشہا یافت کہ گوئی قلم قدرت کرد
رحلت محسن ملک آہ چہ کلفت زدہ است	مایۂ صبر و دوائے دل ما رخصت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۹۶۴ بکرماجیت
ما فرو ماندہ بماندیم درین غم کردہ	ہادی صادق ازین ملک فنا ہجرت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۳۶ محمدی
ما بر نجوری و تاریکی خود جان بلبیم	سید القوم مسیحا دم ما رحلت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۱۷ فصلی
حیف ہنگام خبر گیری ما نیست کسے	ہاتف قوم بگلزار جنان راحت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۸۲۹ شالیواہن
داشت کارے مگر آنجا پئے قوم ممتاز	محسن الملک بزودی بسفر جنت کرد
۱۹۰۷ عیسوی	۱۳۲۵ ہجری

تاریخ وفات نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

الٰہی یہ ہے قوم پر کیا مصیبت	ہوا محسن قوم دنیا سے رخصت
ارے ہائے مہدی علیخان بہادر	ترے دم سے کالج کی تھی خیر و برکت

نہ اس طرح مرنے کا وہم وگمان تہا
گئے جب وہ شملہ پہ اچہے بہلے تہے
مسافر بنے خاطر قوم لیکن
یکایک ہوا سرخ بادہ کا دورہ
مقامی حکیمون نے کی فکر ساری
خبر پاکے پہنچے طبیب اپنے جلدی
شب چارشنبہ مین محسن سدہارے
اٹاوے کو لے کر چلے نعش اون کی
وہ قسمت سے غافل تہے دنیا کے بندے
عزیزون نے چاہا کہ لے جائین گہر پر
اودہر محسن تدبیر پر تہا بہروسہ
ٹرسٹی ہوئے جس گہڑی جمع سارے
مگر روح سید کا مقصد یہی تہا
ہوا فیصلہ قوم کے حق مین جس دم
نماز جنازہ پڑہی جمعہ کے دِن

زمانہ سے اچہی نہ تہی گرچہ صحت
گزشتہ مرض کی تہی تہوڑی نقاہت
طبیبون نے اونکو بدی تہی اجازت
بدلنے لگی دمبدم اُن کی حالت
مگر کچہہ نہ کام آئی اون کی حذاقت
ولیکن گئی رائگان ساری محنت
جہان فنا سے ہوئی اون کی ہجرت
علی گڈہ کی مٹی مین تہا جذب الفت
رہی دیر تک دفن محسن مین حجت
رفیقون نے کی خرچ اپنی رفاقت
ادہر حکم تقدیر نے کی حمایت
وصیت کی ظاہر ہوئی سب حقیقت
سے اپنے پہلو مین محسن کی تربت
چلے لے کے تابوت تب اہل ملت
غرض دفن سے اسکے پائی فراغت

چہپے - محسن الملک مہدی علی خان ۱،۰۹۹ — کہلی گور مین تعمیہ کی حقیقت ۲۲۶ — ۱۳۲۵

عجب بندۂ پاک باطن تہا محسن
دم مرگ بہی قوم کا لقلقہ تہا
رہا عمر بہر قوم کا تو فدائی

کرے تجہپہ نازل خدا اپنی رحمت
نہ کی اپنے گہر کے لئے کچہہ وصیت
نچہوڑی کسی وقت کالج کی خدمت

تجہی سے بڑہی اپنے کالج کی رونق
تنزّل کو روکا ترے دم قدم نے
اولوالعزمیان تیری مخفی نہ تہین کچہہ
وہ خلق مجسّم تہا محسن ہمارا
زمانہ مین اوس کا نتہا کوئی ثانی
امارت تہی اوس کی خداداد لیکن
غریبون کا مونس فقیرون کا والی
امیرون کے دل مین جگہ اوسنے پائی
کیا کام جو اپنی طاقت سے بڑہ کر
کرین جس قدر اوس کی تعریف کم ہے
رہیگا زمانہ مین نام اوس کا قائم
لکہواے وآلا مصرع سال ایسا
پڑے تہلکہ کیون نہ دنیا مین ابتر
پہونکا آج صور اسرافیل گویا
عجب کیا جو قبرون سے اٹہہ آئین مُردے
عجب کیا جو سورج ہو نیزہ پہ قائم
اڑے خال وخط مصحفِ رخ سے ایسے
یہ کہکر اُتر آئے عیسیٰ فلک سے

تجہی سے گہٹی بدگمانی کی شہرت
ترقی رہی ساری تیری بدولت
زمانہ مین ممتاز تہی تیری فطرت
مثل تہی زمانہ مین اوس کی مروّت
عجب اوس کی فطرت مین تہی آدمیت
پسند اوسکو ہرگز نہ تہی شان وشوکت
مصیبت زدون پر رہی اوسکی شفقت
رئیسون کی آنکہون مین تہی اوسکی عزت
غرض اس زمانہ مین تہا دم غنیمت
زبان قلم کو نہین اسکی طاقت
کرے گی اوسے یاد تا حشر خلقت
کہ ذکر اوس کا باقی رہے تا قیامت
کہ اپنی جگہ سے ہٹا رکن ملّت
ہوا ہُو کا میدان برستی ہے وحشت
کہ مردون سے بدتر ہے زندونکی صورت
تفِ غم سے غرق عرق ہے جو خلقت
کہ جس طرح فوٹو سے بیٹھے بعدِ مدّت

قیامت ہوئی ہائے مہدی کی رحلت
۱۳۲۵ھ

اب ہم اس کتاب کو دعائے دولت وعمر واقبال ولی نعمت دام اقبالہم پر ختم کرتے ہین جس نے مؤلف حقیر کو وظیفہ حسن خدمت عطا فرما کر مالا مال اور فکر معاش سے فارغ البال کر رکہا ہے۔ اسی نعمت عظمیٰ کی بدولت ہم مشاغل علمی مین منہمک اور اس ریاست ابد قرار اور والی ریاست کے لئے دعا کرتے ہین۔ ۲۹ ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری

اِعلان

جس کتاب کے آخر پر اسی عبارت کے ذیل مین مؤلف کے دستخط نہ ہون وہ کتاب مسروقہ سمجہی جاوے گی فقط

[signature]

فرہنگ الفاظ اصطلاحی متذکرہ کتاب غرائب الجمل بپابندی ردیف

سلسلہ نشان	الفاظ اصطلاحی	صفحہ نشان
۱	۲	۳
	الف ممدودہ	
۱	آبی حرف	۵۱
۲	آبی لفظ	۵۳
۳	آتشی حرف	۵۱
۴	آتشی لفظ	۵۳
۵	آحاد	۲۸
	الف مقصورہ	
۶	ابجاد	۳۶
۷	ابجد	۳۹
۸	ابجد آدم	۳۷
۹	ابجد ابدان	۵۵
۱۰	ابجد ترفع	۴۲
۱۱	ابجد تنزّل	۰
۱۲	ابجد سبعہ	۴۶
۱۳	ابجد طبعی	۵۲
۱۴	ابجد عناصر	۵۱
۱۵	ابجد نوحی	۳۹
۱۶	ابوجاد	۳۶
۱۷	ابووجاد	〃
۱۸	احسن الصنائع	۱۸۳
۱۹	اساس	۳۰
۲۰	استنطاق	۲۳۰
۲۱	اسم	۶۹
۲۲	الفاظ جمل	۳۵
۲۳	الفاظ جسم انسانی	۵۶
۲۴	الوف	۲۸
	باے عربی	
۲۵	باطن	۲۷۹
۲۶	بسط	۲۲۹
۲۷	بسط الحروف	۲۳۵
۲۸	بسط المرتّی	۲۳۸
۲۹	بسط المقوّی	〃

نمبر	لفظ	صفحہ
۱۰۲	حروف ملفوظی	۱۹۹
۱۰۳	حروف منفردہ	۲۵
۱۰۴	حروف منفصلہ	۲۵
۱۰۵	حروف ہجا	۲۵
۱۰۶	حروف ہوائی	۵۱
۱۰۷	حروف یابسہ	۵۳
۱۰۸	حطی	۴۰
	خائے معجمہ	
۱۰۹	خاصۃ الوجود	۱۸۶
۱۱۰	خاکی نقط	۵۳
	دال مہملہ	
۱۱۱	دائرۂ تاریخی	۲۱۰
۱۱۲	دائرۂ متممہ	۲۱۵
	ذال معجمہ	
۱۱۳	ذوتاریخین	۲۰۸
	زائے معجمہ	
۱۱۴	زبر	۶۶
۱۱۵	زبر و بیّنات	۷۳
	سین مہملہ	

نمبر	لفظ	صفحہ
۱۱۶	سریانی	۲۶
۱۱۷	سعفص	۴۰
۱۱۸	سنکیت ودّیا	۲۱
۱۱۹	سنہ آدمی	۳۰۰
۱۲۰	سنہ آہی	۳۱۳
۱۲۱	سنہ براہیمی	۳۰۱
۱۲۲	سنہ بکرمی	۳۱۶
۱۲۳	سنہ بنگلہ	۳۱۲
۱۲۴	سنہ ترکی	۳۰۹
۱۲۵	سنہ جلالی	۳۱۳
۱۲۶	سنہ داؤدی	۳۰۱
۱۲۷	سنہ رومی	۳۱۶
۱۲۸	سنہ ساکا	۳۱۵
۱۲۹	سنہ سنبت	=
۱۳۰	سنہ شاکہی	۳۱۶
۱۳۱	سنہ عیسوی	۳۰۲
۱۳۲	سنہ فارسی	۳۱۵
۱۳۳	سنہ فصلی	۳۱۰
۱۳۴	سنہ محمدی	۳۰۳

نمبر	لفظ	صفحہ
۱۷۱	صنعت مکتوبی	۱۹۹
۱۷۲	صنعت ملفوظی	〃
۱۷۳	صوری	۱۵۱
۱۷۴	صوری و معنوی	۱۵۲
	ضاد معجمہ	
۱۷۵	ضنطغ	۴۰
	طائے مہملہ	
۱۷۶	طالب	۲۸۷
	ظائے معجمہ	
۱۷۷	ظاہر	۲۷۹
	عین مہملہ	
۱۷۸	عامۃ الورود	۱۸۳
۱۷۹	عدد بنیادی	۱۸۴
۱۸۰	عشرات	۲۸
	غین معجمہ	
۱۸۱	غیر مستقل تاریخ	۱۵۹
	قاف	
۱۸۲	قرشت	۴۰
	کاف عربی	
۱۸۳	کلمن	۴۰
	لام	
۱۸۴	لوح طلسمی	۲۲۵
	میم	
۱۸۵	مآت	۲۸
۱۸۶	مجمع الصنائع	۲۲۸
۱۸۷	مدابج	۱۸۲
۱۸۸	مراتب	〃
۱۸۹	مستقل تاریخ	۱۵۹
۱۹۰	مسمّٰی	۶۶
۱۹۱	مطلوب	۲۸۷
۱۹۲	معنوی تاریخ	۱۵۲
۱۹۳	مفردات	۲۵
۱۹۴	مقطّعات	۲۵
۱۹۵	ملفوظ	۷۰
۱۹۶	مقطّعہ ترتیبی	۱۹۱
	نون	
۱۹۷	نظیرہ	۳۰
	ہائے ہوز	

۱۹۸	ہوائی حروف	۵۱	۲۰۰	ہوّز	۴۰
۱۹۹	ہوائی لفظ	۵۳			

تواریخ کتاب ہذا

(۱) تاریخ تالیف کتاب طبعزاد جناب مولوی سعید الدین سعید تخلص

التف المکتوب فی فن الجمل		ماله بدل و لیس له البدیل
ابتغی الاحباب تاریخا له		قلت حاما ذاک تالیف جمیل ۱۳۲۵

ایضاً از مولف کتاب

ما نرے و ابعد فی فن الجمل		مثل ذا و ہو دلیل قاطع
قلت تاریخا لتالیف الکتاب		انہ ہذا کتاب ساطع ۱۳۲۵ ھ

وله

حقا کہ غرائب الجمل رنگین ست		بر صفحۂ او در خور صد تحسین ست
گفتم سنۂ عیسوی تالیفش		در علم جمل نسخۂ نادر اینست ۱۹۰۸

وله

مثل ہذا غرائب الجمل		ما نرے فی الغرائب العرب
قال فکری لعام تالیفہ		ان ہذا الکتاب بو العجب ۱۳۲۵ ھ

ایضاً طبعزاد جناب مولوی جلیل حسن مینائے جلیل تخلص

مرحبا نواب والاشان نے لکھی وہ کتاب		وصف میں جس کے زبان اہل بیان کی لال ہے
سال جو تالیف کا پوچھے کہو اوس سے جلیل		بے بہا آئینۂ تاریخگوئی سال ہے ۱۳۲۵ ھ

(نوٹ) لائق مورخ نے لفظ بہا کے (۸) عدد کا تخرجہ نہایت لطافت سے فرمایا ہے

ایضاً للبغداد جناب ابو الطیب محمد یحییٰ تا مخلص منشی فاضل - مولوی - عالم

قد اوضح ہذا ان ایعنٔ	الناس سبیل التاریخ
ارخت اعام التاریخ الفصلی	دلیل التاریخ ۱۳۲۴ الفصلی

(۲) تاریخ طبع کتاب للبغداد فاضل اجل جناب ابوبکر بن شہاب پروفیسر عربی مدرسہ نظامیہ

للعلم عرش معتلی	فوق السماک الاعزل
العلم خیر مقتنیٰ	زینا لکل محفل
یسمو به المرا لے	کل مقام الکمل
بنور انواع العلو	م کل غیم ینجلی
فانہل الفوا دمن	فراتہا وعلّل
واستخرج المخبا	ت من غریب الجمل
وان اردت النجح فی	تحقیق اسنے مشکل
فداوم الامعان فی	کتاب ذی الفضل الجلی
مولای شمس العلما	ء البارع المتکل
عزیز جنگ السیّد السامی الذری المبجّل	
فقدا تے فیہ بما	اعجز کل اوّل
مفسّر لما مضے	والحال والمستقبل
الذّ عند اہلہ	من الرحیق السلسل
ارختہ اذ تم فے	بیت من الشعر الجلی
بحق مولانا استہنے	۱۳۲۶ جمع کتاب الجمل

ایضاً طبعزاد مؤلف کتاب

لقد شاعت النسخۃ فی الزمان	بفن الجمل ذاک فن نبیل
فارخت تاریخ طبع الکتاب	الا ان ہذا الکتاب جمیل

ایضاً وله

قد الّف ذلک الکتاب	مطبوع الخلق مستطاب
ارخت بداہتہ لعامہ	ما احسن ذا ہو الکتاب

ایضاً وله

صد شکر خدائے خالق عز و جل	شائع شدہ این کتاب در علم و عمل
از فکر و لا است سال طبعش پیدا	مطبوع شد این نسخہ احوال جمل

ایضاً وله

فضل الٰہی سے یہ نسخہ چھپ چکا	اہل جمل کہتے ہیں جسکو لاجواب
تاریخ طبع اسکی کہو تم اسے ولا	علم جمل کی مستقل ہے یہ کتاب

ایضاً طبعزاد جناب ابوطیب محمد یحییٰ قاصد تخلص منشی۔ فاضل۔ مولوی عالم

ولا کی میں نے یہ تالیف دیکھی	گلستان جمل کی خوب کی سیر
مؤلف سے کہی میں نے یہ تاریخ	جزاک اللہ فی الدارین بالخیر ۱۳۲۶ھ

ایضاً وله

در علم جمل دیدم این طرفہ کتابے را	جمع ست درین دفتر صدہا ستہ تاریخ
بسیار صعوبت ہا برداشت بتالیفش	آوردہ مؤلف از ہر جا ستہ تاریخ
از بسط بیان کردہ است اقسام و قواعد را	اینہم کہ شد ستارنکے پیدا ستہ تاریخ

نایاب صنائع ہم آوردہ درین نسخہ
باید کہ عمل پیرا باشد بہ تو اینش
تا پیش کسے نذر نایاب مؤلف را
گفتا سن وہاتف قاصد چہ دلاویز است

جو نوشتہ مثالش را ہم با سنۂ تاریخ
خواہد چو کسے کردن انشا سنۂ تاریخ
از فکر برآوردم یکتا سنۂ تاریخ
گفتم سنہ تاریخ گفتا سنۂ تاریخ ۱۳۲۶

ایضاً طبعزاد جناب مولوی سید غلام علی جوشش تخلص

چون علما شمس پاجنگ عزیز والا
نسخۂ غرائب نماکرد رقم بے بدل
عون ولی احد جوشش رقم سال زد
نادر عالم بود نسخۂ فن جمل ۱۳۲۶

ایضاً طبعزاد جناب نواب عبدالباریخان بہادر موجد تخلص

در فن جمل نسخہ راز فکر والا ۔ با طرز نکو
دیدیم و پئے نظیر گویید دل ما ۔ زین بعد بجو
کم یاب ضرور ہست و سال طبعش ۔ از قالب طبع
تالیف عزیز جنگ شمس العلما ۔ نایاب بگو ۱۳۲۶

(نوٹ) قلب طبع سے باے موحدہ کا تعمیہ ہوا ہے

وله

عزیز جنگ بہادر والا بملک دکن
نوشت نسخہ جامع چو در فن تاریخ
کشود قفل دہان من از کلید ولائش
برای سال مسیحی بہ مخزن تاریخ ۱۹۰۸ء

وله

در بلدہ غرائب الجمل طبع چو شد
از سعی والا شاعر پاکیزہ سخن
گفتم سن فصلیش مگر اے موجد
مجموعۂ دلپذیر و مطبوع دکن ۱۳۱۷ فصلی

ایضاً طبعزاد جناب مولوی عبدالواسع ۔ صفا ۔ تخلص

فن تاریخ میں شمس العلما کی یہ کتاب
جس کے مشتاق تھے بیحد شعرا طبع ہوی

طبع موزون نے صفا مصرع تاریخ کہا		واہ کیا خوب یہ تالیف ولا طبع ہوئی

(نوٹ) فن تاریخ سے فن جمل یا فن تاریخ گوئی مراد ہے۔

(ہوئی) کے عدد حسب مذہب دوم ۲۱ محسوب ہوئے ہیں۔

لائق مورّخ حضرت امیر مینائی کے پیرو ہیں۔

ترجمۂ ریویو انگریزی ریختۂ کلک جناب مولوی میرزا مہدی خان کوکب تخلص

آی۔ آر۔ ایس۔ ایم۔ و ایم۔ آر۔ آی۔ ایس۔

شمس العلماء مولوی احمد عبد العزیز نائطی خان بہادر نواب عزیز جنگ نے اردو لٹریچر پر بہت بڑا احسان کیا کہ عربی کے فن جمل کے متعلق ایک ایسی مبسوط کتاب تالیف کی جو (غرائب الجمل) کے نام سے موسوم ہے۔

لاطن میں جس طرح آئی ٹوئی یکس ایل سی ڈی ایم کے لئے اعداد متقرر ہیں اسی طرح عربی کے اٹھائیسوں حروف کے لئے عدد ہیں ۹ حروف اکائی کے لئے مخصوص ہیں اور ۹ حروف دہائی کے لئے اور ۹ حروف سیکڑے کے لئے اور ایک حرف ہزار کے لئے۔ یہی کیفیت سنسکرت کے حروف کی ہے۔

بدین وجہ کہ سنسکرت کے حروف ۵۴ ہیں انھوں نے الوف کے لئے بھی ۹ حروف کو خاص کیا ہے۔

عربوں نے اس فن سے دو طرح پر کام لیا ہے۔

(۱) اعداد کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام اعداد سے۔

نمبر (۱) سے بہت بڑا کام لیا گیا ہے یعنی مبسوط عبارتیں اور اشعار ایسے

+ از گورنمنٹ آف انڈیا ۴ از سرکار نظام

لکہے گئے ہین جن کے مضمون سے خاص خاص واقعات کی ہسٹری معلوم ہوتی ہے
اور اونہین عبارتون کے فقرات یا اشعار کے مصرعون کے حروف کے اعداد سے
اوس واقعہ کا سنہ نکلتا ہے یہ کچہہ آسان کام نہین ہے بلکہ نہایت دقیق
کام ہے۔ اور نمبر (۲) سے صیغہ راز کی کتابت کا تعلق ہے یعنی خاص قواعد کے
ساتہ صرف ہندسون مین مراسلت اور مکاتبت ہوتی ہے۔ لیکن غایت نمبر ۲
کے مقابلہ مین نمبر (۱) بہت مشکل کام ہے جس مین عربون سے زیادہ اہل عجم نے
کام کیا ہے اور عجمیون سے ہندیون نے اس فن کو لیا ہے اور اس وقت یہ فن
ہندوستان مین ہر طرف جاری ہے۔ مشرقی بادشاہون کے دربارون مین
تہنیت یا تعزیت کا کوئی واقعہ ہوتا تہا تو شعراے وقت اس فن مین اشعار کہتے
تہے اور اون اشعار کے اعداد حروف سے اس واقعہ کا سنہ نکالتے تہے
اور وہ اشعار اس واقعہ کی عمدہ ہسٹری اور یادگار سمجھی جاتے تہے وہی عمل
اب تک ہندوستان مین جاری ہے۔ جب کوئی قوم کا لیڈر یا رئیس مرتا ہے
یا کوئی عالیشان دربار ہوتا ہے یا کوئی والی ریاست کی تخت نشینی کی تقریب
یا شادی ہوتی ہے یا اور کوئی واقعہ تو اسی فن مین اشعار لکہے جاتے ہین
اور اون اشعار کے حروف کا مجموعہ از روے اعداد اس کا یادگاری سنہ
قرار پاتا ہے۔ غرض یہ ایک مرغوب اور لطیف فن ہے جس کو اہل ہند نے اب تک
اپنی روزمرہ ضرورتون مین زیر استعمال رکہا ہے۔

بڑی حیرت اور تاسف اس پر ہے کہ فن کا نفاذ تو موجود ہے لیکن
اس کے متعلق نہ عربی زبان کی کوئی مستقل کتاب ہے اور نہ فارسی زبان کی

صرف ہندوستان مین بعض استادون نے اسی صدی مین مختصر دو تین سو یا ڈیڑھ سو پچاس صفحات کے لکھے ہین جن مین سے ایک دو چھپے بھی ہین لیکن وہ ایسے کامل ہین کہ اون سے جیسے چاہئے شائقین فن کو مدد نہین ملتی عربی بہت سی کتابون مین اس فن کا ذکر ہے اور چیدہ چیدہ مضامین ضمناً بیان ہوئے ہین اور بعض قدیم کتابون کے نام بھی جو اس فن کی مخصوص کتابین ہین معلوم ہوتے ہین لیکن افسوس اس کا ہے کہ آج اون کتابون کا پتہ کسی لائبریری مین نہین ملتا اور نہ اون کے چھاپے کی نوبت آئی۔ اور مختلف کتابون کے متفرق تذکرے سے بھی پبلک کو یک جائی کے ساتھ کوئی کامل فائدہ حاصل نہین ہوسکتا ہے۔

ایسے وقت مین ہمارے دوست شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر کا اس اہم اور دقیق سبجکٹ مین ایک مستقل کتاب کا لکھنا جو ہمارے زیر ریویو ہے بہت بڑی شکر گزاری کے قابل ہے۔ اگرچہ آپ کی تالیفات سے دو درجن سے زیادہ کتابین فنون قانون۔ تاریخ۔ سیاق۔ لغت۔ حیوانات اگریکلچر وغیرہ مین ہین۔ لیکن یہ نایاب کتاب ہماری راے مین اون تمام کتابون پر فائق ہے۔

اس مین کچھ شک نہین کہ اگر اسی صدی مین یہ ضروری کام ہمارے دوست کی توجہ سے پورا نہ ہوتا تو آخر صدی تک بتدریج فن جمل مٹ جاتا اور اُردو لٹریچر مین بھی مثل عربی اور فارسی لٹریچر کے اس فن کے خانہ مین صفر آجاتا اور اس کا نام برائے نام صرف کتب لغت مین رہ جاتا۔ اگر یہ زمانہ مشرقی بادشاہون کا ہوتا تو وہ لائق مؤلف کو موتیون مین تول لیتے۔ تاریخ سے اس کا پتا

ملتاہے کہ ۱۰۴۳ سنہ ہجری مین مرزا طہماسپ قلی ترک نے ۱۹ شعرون مین ایک قصیدہ لکہا تہا جس کے ہر ایک مصرعے کے اعداد حروف سے جلوس کا سنہ نکلتا تہا تو اوس کے صلہ مین شاہ جہان نے اوس کو ایک لاکہہ روپیہ کا انعام دیا اور سواری کے لیئے ایک ہاتہی اور گہوڑا ساز و سامان طلائی کے ساتہ عطا کیا اور جواہر کا خاص خلعت عطا فرمایا۔

ہمارے دوست نے خود اس فن کے مسلّم الثبوت شاعر ہونے کے علاوہ جب ایسی عمدہ کتاب ایسی ضرورت کے وقت مین لکہی تو اون کی بیشک بہت بڑی قدر ہوتی اگر اون کا یہ کام اوس زمانہ مین واقع ہوتا۔

سچ یہ ہے کہ جس زمانہ مین مشرقی بادشاہون کے بے بہا صلون کا ذکر صرف بطور یادگار تاریخی رہ گیا ہے۔ ہمارے دوست کا ایسا مہتم بالشان کام کرنا اور یہ جان کر کہ اون کو کسی اولوالعزم صلہ کی امید نہین ہے محض پبلک کی فائدہ رسانی اور ایک قدیم علم کی حفاظت کے لیئے ایسی ضخیم اور جامع کتاب کا تالیف کرنا بہت بڑی تعریف کے قابل بات ہے۔

جس زمانہ مین ہر طرف سطحی فنون کی دہوم ہے ناولون کی جانب عام طبائع مائل ہین ایسے دقیق سبجکٹون مین قلم اوٹہانا اور کامیاب ہونا صرف ہمارے دوست کا حق ہے۔ جن کی نسبت ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اون کی صحت اور دلچسپی کو دیرگاہ باقی رکہے۔

اس کتاب مین صرف اصول فن ہی کا بیان نہین ہے بلکہ فروعات کی بہی مکمل بحث ہے اور اختلاف مذاہب جمل کا کافی بیان ہے قواعد کے ساتہ متاخرین

اور مستند ہین) کے کلام سے قابل اطمینان مثالین بھی پیش ہوئی ہین۔ صنایع و بدایع
جمل کا مفصل ذکر ہے جن ہین سے بعض کے موجد عرب ہین اور بعض کے عجم اور اکثر کے
لیئے اہل ہند۔ ہماری راے ہین صرف ایک نقص البتہ رہ گیا ہے جس کا اعتراف
خود مصنف نے کیا ہے کہ صنعتون کے موجد اصلی کے نام کا پتہ کسی تاریخ سے انکو
نہ مل سکا اور کیونکر ملتا جب کہ گزشتہ اہل تصانیف نے اس کی جانب توجہ ہی نہین
کی اور ضمناً بھی کسی موقعپر اس کا ذکر نہین کیا۔
غرض جو کچھہ اس کتاب ہین ہے وہ بہت کچھہ ہے اور یہی ایک کتاب ہے
جس کے ذریعہ سے اُردو لٹریچر ہین اس فن کے متعلق جان آگئی ہے۔ اور بلا مبالغہ
ہم کہہ سکتے ہین کہ اس فن کی مردہ لاش ہین اس کتاب نے جان ڈال کر از سرنو
زندہ کیا ہے۔
ہمارے اس بیان واقعی کی سچائی کا اندازہ وہ لوگ کرین گے جن کو
فی الجملہ اس فن کا مذاق ہے اور جو اس فن کے طالب ہین اس کتاب کا ترجمہ
جس زبان ہین ہوگا اوس زبان ہین یہ فن رائج ہو جائے گا۔
آخر ہر ہم لائق مؤلف کو اون کی کامیابی پر مبارک باد دیتے ہین خاص کر
اس لیئے کہ اونھون نے اس کتاب کو ہز ہائینس نظام کے ملک سے شائع کیا ہے
ہز ہائنس ہین مشرقی بادشاہون کے صفات موجود ہین خود بھی اس فن سے دلچسپی
رکھتے ہین۔ ہمکو کامل امید ہے کہ وہ اس کو مقبولیت کی نگاہ سے ملاحظہ فرماوینگے
اور اگر گورنمنٹ آف انڈیا کے روبرو اس کی حقیقت اچھی طرح
ظاہر ہو جائے تو وہ بھی ضرور اس پر توجہ کرے گی اس لیئے کہ ہم خوب جانتے

ہین کہ تدوین علوم و فنون کی جانب اسکی توجہ بخوبی مائل ہے لیکن افسوس ہے کہ
ہے کہ غیر انگریزی زبانون کی تالیفات کا فوٹو گورنمنٹ کے ذریعہ چھپنا
ہونے کے ذرائع کافی طور پر مہیا نہین ہین۔

مرزا مہدی خان
کوکب

ریختۂ کلک فصاحت رقم جناب مولوی ابوالمظفر محمد سعید الدین الفاری رامپوری

بعد الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

نسخۂ غرائب الجمل مؤلفۂ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر را من اوّلہ الیٰ آخرہ بامعان نظر دیدم۔ ماشاء اللہ کتابیست اجمل و اکمل و جامع و مانع در فن جمل۔ مؤلف محترم خوب کارے کردہ است کہ این فن لطیف را بحیطۂ تدوین در آوردہ۔ شک نیست کہ اہل ہند را ضرورت ہمچو کتابے بود و چرا نباشد کہ طریقۂ تاریخگوئی بتقاریب تہنیت و تعزیت الی الآن در ہندوستان جنت نشان مروّج و موجود است۔

بلغز گویان لطافت پسند و سخن سنجان ہوشمند نیک دریابند کہ در کتب موجودہ چہ در زبان عربی و چہ فارسی و اردو نسخۂ مستقل درین فن لطیف بدین جامعیت و تحقیق و تدقیق کہ مؤلف محترمش بکار بردہ است الی الآن ہمدست نشدہ است۔ پس وجہے نباشد کہ این نعمت عظمیٰ و ہدیۂ کبریٰ را من حیث المجموع مغتنم نشماریم و فرزانہ مؤلفش را درخور ہزار تحسین و صد ہزار آفرین نپنداریم چہ بحسن اتفاقش اینچنین تالیفے بے بہا و ہمچنین گوہرے یکتا بدست ما رسیدہ است کہ چشم ما تا حال عدیلش ندیدہ و گوش ما الی الآن بدیلش نشنیدہ ؎

سوادش سرمۂ چشم حسینان　　　بیاضش نور بخش مہ جبینان

ہمانا فکرت مؤلفش خیلے بلند ست۔ و طرز بیانش بسیار دلپسند کہ حقائق این فن لطیف را آئینہ ہدیۂ ناظرین کردہ کہ ہم مبتدیان کم سواد را

بسلاست بیانی بے بہرہ نمیگذارد۔ و ہم منتہیان کامل استعداد را بلطافت معانی بہرۂ
کافی و حظے وافی می بخشد فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔

شک نیست کہ این ذخیرۂ نایاب از رسائل موجودہ فائق تر است کہ قواعد تعمیہ
اقسام جمل را با صنائع و بدائع آن سیما باستناد اقوال محققین و نظائر و آرائے مدققین
کسوت تدوین بطرز حسین در بر کشیدہ است و بعض نوادر این فن اگر در دیگر نسخۂ
بے بہا یافتہ میشود ہنوز گوش ہوش ما نشنیدہ۔ الحق کہ این کتاب لاجواب خیلی
خوب است و بندۂ بے بضاعت را بسیار مرغوب۔

بخیالم میرسد کہ اگر مؤلف محترم بہترین نسخۂ نایاب بطور ضمیمۂ کتاب جمعہ
از الفاظ متساویۃ الاعداد ہم درج میفرمود تاریخگویان را خیلے مفید میبود۔ حالا ہم
کار از دست نرفتہ است و تیر از شست نجستہ۔ مؤلف محترم را اگر فرصت دست
دہد تلافی مافات بحیز امکان است کہ طرح تالیف جلد ثانی این کتاب بنہد۔

بالجملہ از شائقین فن و قدردانان شعر و سخن توقع کلی ست کہ محنت مؤلف را
بچشم انصاف بنگرند و بمیزان عدل بسنجند و از جادۂ اعتدال پا بیرون ننہند کہ
اِعدِلوا ہو اقرب لِلتّقویٰ وارد است۔

خاکسار
ابوالمظفر محمد سعید الدین انصاری

ریویو منظوم حامل تاریخ تالیف کتاب ہذا طبع زاد جناب مولوی سید سجاد علی تخلص ہم تعلقدار

نواب عزیز جنگ ذی شان — شمس العلماش ہم خطابیست
احمد عبد العزیز نامش — روشن مانند آفتابیست
والا منش و ولا تخلص — لطف آئین مکرمت مآبیست
با بندہ مثیل و خواجہ تاشے — ہم بندۂ مالک الرقابیست
با شاہ غلام سرفروشے — در اہل وفا و فا جنابیست
او بندۂ بندگان عالی — در درگہ شاہ باریابیست
ہر نکتہ ز جزو کل نصیبش — او صاحب فن بہر نصابیست
گوئی کہ دقیقہ سنجی او — آتش برکن ز سطح آبیست
تاریخ و فلاحت از وجودش — مانند سیاق بہرہ یابیست
تالیفے دار دا و بحر علم — در ہر فن مال او کتابیست
اکنون بجمل گرایش او — تعبیر ز یاد رفتہ خوابیست
این نسخہ ز یست و شش کتابش — شک نیست کہ فرد انتخابیست
گویند غرائب الجمل را — کین مظہر اعجب العجابیست

گویم اسمی است با مسمّیٰ — نام ایزد که لاجوابیست

آرے ز فضولِ مطالب — در حسن بیانش اجتنابیست

موضوع جمل درست فضلے — از علم و عمل خجسته بابیست

شد کہنه صحائف از نویش — نقشے که وجود او برآبیست

یکجاست اصول وهم فروعش — مجموعۂ فنّ مستطابیست

از بهر ائمۂ جمل را — این نسخۂ منتخب گلابیست

هر صفحه بنقش هائے اعداد — دیباچه دفتر حسابیست

در حق مشارقه بیاضش — بر عارض مهر آب و تابیست

قانون معاربه بر ویش — رخشنده ستاره در سحابیست

پیچیده مطالبش بمعنے — از بهرِ جنود پیچ و تابیست

الحق که زبانِ معترض را — پیرایۂ رسم سند بابیست

بخ بخ که روانی عبارت — در وادی علم جوئے آبیست

گردید قبول درگه شاه — گوئی که دعائے مستجابیست

شد نسخه بنام او معنون — تالیف بشکل کامیابیست

سال تالیف او آثر گفت — در علم جمل چه به کتابیست

۲۵ ھ ۱۳

he was unable to discover the names of those originators from whose works the examples of the ingenuities are quoted. And no wonder, as the former compilers never paid any attention to these nor ever made a passing allusion to them. However, what is collected together in this book is more than sufficient for all our needs. We may safely say, without exaggeration that this book will infuse a new life into this art and revive this branch of Urdu literature.

Those who have even a slight taste for this art and those students who are in search of information on this subject, will be able to gauge the truth of our statement; we are sure that if this book be translated into any language, the people speaking that language will readily adopt this system for commemorating historic events.

In conclusion we congratulate the able author on his success more especially as he has published his book in His Highness the Nizam's dominions. His Highness is endowed with the characteristics of eastern sovereigns, and takes no mean interest in this art, and we are sure that he will view this production with an eye of approbation.

If the merits of the book be properly represented to the Government of India, it will certainly receive due recognition, as we are aware of the value the Government attaches to works of art and literature. But it is a matter of regret that there are no proper and accessible means of bringing non-English works to the notice of that Government.

(Sd.) MIRZA MEHDI KHAN.

Had this important work not been compiled in the present century, the art of *Jumal* would have been lost to the Urdu, and we may add Arabic and Persian literature, and the word *Jumal* would have been left only to adorn the pages of our dictionaries. Had the author (who is a distinguished poet also) flourished during the Mogal supremacy and produced this work then, he would doubtless have become the recipient of high honour and valuable gifts. In 1043 Hijri, Mirza Tahmasp Kuli a Persian Turk, composed an ode consisting of nineteen couplets according to the *Jumal* system, the numerical values of which gave the coronation year of Shah Jahan, for which the emperor gave him a lakh of rupees in cash, and bestowed on him a special robe of honour bedecked with jewels, an elephant and a horse with gold trappings.

It is very creditable indeed to our friend to have devoted his time and energy in writing such a comprehensive work, without an eye to any pecuniary gain, and thereby preserving an old art from oblivion. With him it has been a labour of love and his main object has been to benefit the public, since the princely rewards of which we read in old books are not current coin in this age.

Nowadays that novel—reading is the rage, and light literature is in great demand, it is very courageous of the author to have turned his attention to such a difficult subject. May he be long spared to devote himself to such works of interest and utility.

It is not only the broad principles of the art of *Jumal* that have been dealt with here, but the details also have been fully discussed, showing how the professors of this art, belonging to different schools have employed it. Copious examples of certain niceties and ingenuities in the treatment of *Jumal* have been quoted from a few Arab and Persain, but mostly from Indian authors; but it is a pity that the names of the originators and inventors of those ingenuities have not been given. This defect the author himself acknowledges, when he states that

In the courts of eastern monarchs, on occasions congratulation or condolence, the poets of the period compos poems, in which the numerical values of the letters of certa lines gave the year of the occurrence, while the context w considered the best means of commemorating those histor events. This practice still prevails throughout India. When leader of a community or a ruler dies, or a grand *Darbar* is he or a chief is installed or a marriage takes place, the event depicted in verse, and the date is obtained from the numeric values of the letters of certain lines in the poem, forming *chronogram* of that event. In short, the *Jumal* system is ingenious and interesting art, which the Indians, along with Persians, still use for representing memorable events.

It is at once a matter of great wonder and regret, th although the *Jumal* system is current everywhere, we do n find any special books exclusively devoted to the subject eith in the Arabic or the Persian language. Only a few India authors have written two or three short treatises on subject during the last century; but these are so meagre a unsatisfactory that no lover of the art can derive any help fr them.

Solitary passages on the subject are found scatter in many Arabic books, and we even come across the names of special works relating to this subject, but we regret to stat that none of these is to be found in any of the libraries today, nor have any of them been printed. The public can, therefore possibly derive no benefit from such material scattered through a large number of volumes, unless it be collected together, and be made accessible to the student in a complete form.

This is exactly what Nawab Aziz Jung has accom plished, by compiling a special book on this important and interesting subject. Although the author has written and published more than twenty five books on various subjects, such as arts, law, history, accounts, lexicography, agriculture &c. but in our opinion this unique book is far ahead of the others.

Review by Molvi Mirza Mehdi Khan Sahib A. R. S. M., M. R. A. S. E., author of the Hyderabad Gazetteer and Census Commissioner His Highness the Nizam's Dominions (retired).

Urdu literature owes a great debt to Shams-ul-ulama Molvi Ahmad Abdul Aziz Sahib, Nayati (on whom His Highness the Nizam also has conferred the title of Khan Bahadur, Nawab Aziz Jung), who has recently compiled an elaborate treatise entitled "*Gharaib-ul-Jumal*" on the Arabian art of *Jumal*.

All the 28 letters of the Arabic alphabet, according to the *Abjad* system, represent figures, just as the letters I.V.X.L. D. and M. in Latin represent numerals. According to the *Abjad* system, the first nine letters represent units, the next nine the tens, the third set of nine the hundreds and the remaining single letter stands for thousand. Similarly in the Sanskrit alphabet, which contains 36 letters, but with this difference that the fourth set of nine figures stands for thousands.

The Arabs have made use of this art in two ways, *viz* first by taking the letters to represent figures, and secondly by using figures in place of letters. They have used the first method more extensively in making chronograms. Lengthy compositions were written, both in prose and verse, describing the history of special events, while the years of the occurrence of those events were obtained from the numbers represented by letters composing the sentences in the prose or from the numerical values of those occurring in a line in case of a poem.

The Second method was employed in confidential correspondence, in which figures were used, according to certain special rules, in place of letters.

The first method is decidedly the more difficult of the two. The Persians have utilized the first method more extensively than the Arabs, and have further elaborated on the system; and the Indians borrowed this art from the Persians, which is widely practised at present in India.